حضرت علّامہ

سیّد محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی کی علمی و ادبی خدمات

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل

مقالہ نگار

سید منیر پاشاہ باشیبان انعامدار M.A.,M.A.M.Phil

بلگام (کرناٹک) اِنڈیا

نامِ کتاب : حضرت سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی کی علمی وادبی خدمات
(تحقیقی مقالہ برائے ایم فل)

مصنف : سید منیر پاشاہ باشیبان انعامدار (ڈبل ایم اے، ایم فل)

کمپیوٹر کمپوزنگ : امتیاز احمد اتھنی اشرفی بلگام

سنِ اشاعت : صفر المظفر ۱۴۳۲ھ۔جنوری ۲۰۱۱ء

تعداد : پانچ ہزار

ملنے کا پتہ : ایم اقبال بک ڈپو
کھڑے بازار بلگام (کرناٹک)

پبلیشر : ایم اقبال بک ڈپو
کھڑے بازار بلگام (کرناٹک)
Phone : (0831) 2460035
Mobile : 09844175764

فہرست

انتساب

میرے والد گرامی

مرحوم حضرت سید محمد دستگیر صاحب باشیبان رحمۃ اللہ علیہ عرف سید محبوب پاشاہ انغامدار کے نام جن کی حسنِ تربیت نے مجھے صراطِ مستقیم پر گامزن رکھا اور دورِ حاضر کی حضرت رابعہ بصری اور خاندانِ سادات باعلوی کی دورِ حاضر کی حضرت اُمُّ الفُقراء میری والدہ محترمہ جن کی مقبول دعائیں ہر میدان میں میرے لئے کامیابی اور کامرانی کا سبب بنیں اور میرے حوصلوں کو جلا بخشیں۔

اسی طرح سے میری اہلیہ اور میرے صاحبزادگان و دختر کے نام جن سے میری بڑی انس و محبت وابستہ ہے۔

میرے اہلِ بیت کی مثال
نوح علیہ السلام کی کشتی کی
طرح ہے جو اس میں سوار ہوا
اس نے نجات پائی اور جو باہر رہا
وہ غرق رہا۔

(حدیث پاک)



وہی اصلِ مکان و لامکاں ہے
مکاں کیا شئے ہے؟ اندازِ بیاں ہے
خضر کیوں کر بتائے کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

علامہ اقبال

اے حُسین ابنِ علی تیری شہادت کو سلام
دینِ حق اب نہ کسی دَور میں تنہا ہوگا

حضور شیخ الاسلام والمسلمین

پیش لفظ

حضور شیخ الاسلام والمسلمین الحاج الشاہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کی علمی و ادبی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے پھر بھی مزید معلومات کے لئے آپ کی بلند و اعلیٰ و عظیم شخصیت پر کچھ تحقیقی و عملی کام کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ آپ کی شخصیت پر قلم اُٹھانا گویا اپنے قلم و فکر کو جلا و ضیاء بخشنے کے مترادف ہے۔ یہ راہ وہی پا سکتا ہے جس پر حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی نظر التفات و کرم کے ساتھ ساتھ عنایات الٰہی کا بھی ساتھ ہو اور یہی کامیابی و کامرانی کی دلیل ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی شخصیت وہ بابرکت اور پُر فیض ہے جن کی صحبتوں میں اور جن کے آگے زانوئے ادب طے کرنے کے بعد، شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت کے پردے اُٹھ جاتے ہیں، اور آپ کا نورِ علم سالک کو منزل مقصود کا پتہ بتاتا ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کا شمار ان پاک نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے جن کے قلوب خوفِ خداوندی سے معمور اور سینے میں عشق مصطفےٰ علیہ وسلم کے خزینے لئے معرفتِ الٰہی کے نور سے روشن ہیں۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کا پیغام آفاقی ہے۔ آپ کے رشد و ہدایات، آپ کے اخلاق و کردار، آپ کی علمی و دینی خدمات، ساری دنیائے انسانیت کے لئے عروج و ارتقاء کے ضامن ہیں۔ آپ کی شخصیت علم و فن، اعلیٰ فکر و شعور کے اعتبار سے عالمی شہرت کی حامل ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ کی شخصیت ناموسِ رسالت کی پاسباں ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین الحاج الشاہ مفتیٔ اعظم حضرت سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم القدسیہ خانوادۂ اشرفیہ کی ایک باوقار، جامع صفات، محترم المقام شخصیت ایک ممتاز عالمِ دین، مفتیٔ اعظم صوفی اعظم، انشاء پرداز، ادیب، منفرد عدیم المثال نعت گو شاعر،

خطیب ذیشان، مقررِ شعلہ بیاں، امام افہام وتفہیم، محسنِ اردو زبان وادب بن کر ہمارے سامنے آتی ہے اور ایسی ذیشان اعلیٰ مرتبت شخصیت پر اپنے خیالات واحساسات کو صفحۂ قرطاس پر اتارنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین آپ کے روحانی وعلمی فیضان سے مستفیض ہوں۔

خوش قسمتی سے خاکسار اس عظیم المرتبت شخصیت کے دامن سے وابستہ ہے اور نعمت خلافت بھی حاصل ہے۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا

آخر میں ان حضرات کا میں بے حد ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے اس مقالے کی ترتیب میں مجھے ہر طرح کا تعاون کیا اور اپنے گرانقدر مشوروں سے نوازا۔ سب سے پہلے میں پیرِ طریقت خلیفۂ حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد اقبال اشرفی صاحب قبلہ (پونہ) کا بے حد ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ سے اس تحقیقی مقالہ کو لکھنے کی اجازت حاصل فرمائی۔

میرے استاد گرامی ڈاکٹر جاوید رفاعی کا بے حد ممنون ومشکور ہوں کہ ان کی نگرانی اور رہبری میں یہ مقالہ مکمل ہوا۔

اسی طرح پروفیسر ڈاکٹر سید قدیر ناظم سرگروہ (سابق صدر شعبۂ اردو وفارسی کرناٹک یونیورسٹی دھارواڑ) کا بھی بے حد ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی شخصیت پر تحقیقی مقالہ تحریر فرمانے کے سلسلے میں میری ہمت افزائی فرمائی اور اس موضوع کو بے حد سراہا۔

میں پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف اشرفی نائیکواڈی (وظیفہ یاب صدر شعبۂ اردو کیٹل آرٹس کالج دھارواڑ) کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی

شخصیت پر تحقیقی مقالہ تحریر فرمانے کے لئے میری خاطر خواہ رہنمائی فرمائی اور اس مقالے کو سراہا۔

میرے استاد گرامی عالیجناب محمد معین الدین نظامی اشرفی (ریٹائرڈ ٹیچر باشیبان ہائسکول باگام) کا بھی بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ آپ نے ہر طرح سے میری رہنمائی فرمائی۔

اسی طرح بیرونی ملک امریکہ سے گلوبل اسلامک مشن کے روحِ رواں عالیجناب ابوالمنصور محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی صاحب قبلہ کا بھی بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ آپ ملک امریکہ سے حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی تصنیفات عنایت فرما کر میرا بے حد تعاون فرمایا۔

میری اہلیہ اور اہلِ خاندان کا بے حد ممنون مشکور ہوں کہ اس مقالے کی تکمیل میں ہر قدم پر میرا ساتھ دیا۔

میرے برادرانِ طریقت عالیجناب احمد ملی اشرفی چودھری، مشتاق احمد اشرفی شیخ اور عمران اشرفی ملا، کا بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ میرے دست و باز و بن کر ہر قدم پر میرے ساتھ رہے۔

خصوصاً میرے ہر دلعزیز دوست عالیجناب امتیاز احمد اشرفی اٹھنی باگام کا بھی بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے بذریعہ کمپیوٹر اس مقالے کی کتابت کی اور تصحیح فرمائی۔

اب میں خصوصاً میرے آقائے نعمت حضور شیخ الاسلام والمسلمین دامت برکاتہم القدسیہ کی مقدس بارگاہ میں نہایت ہی مودبانہ ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں کہ آپ ہی کی نظرِ کرم، نظرِ التفات اور مقدس روحانی سہارے سے یہ مقالہ حسنِ ترتیب کے ساتھ مکمل ہوا۔

مجھے اپنی کم علمی، کم مائیگی کا بھرپور احساس ہے۔ اس کے باوجود یہ کوشش کی گئی ہے

کہ اس مقالے میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین دامت برکاتہم القدسیہ کی تمام علمی وعملی جہات کا احاطہ کیا جائے۔آپ کی دینی وعلمی وتجدیدی کارناموں کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔اس حتی المقدور کوشش کے باوجود بھی موصوف کی شخصیت کو اُجاگر کرنے میں کچھ کمی وپیشی رہ گئی ہو تو قارئین سے گذارش ہے کہ اسے درگذر فرمائیں۔

میں سمجھتا ہوں اگر آپ کا تعارف اور آپ کی شخصیت کو اگر میں ایک شعر میں پیش کروں تو مجھے اصغر گونڈوی کا وہ شعر یاد آیا ہے جو اس مقالہ کی تلخیص کہلائیگا۔

اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہوگیا محدود

خاکسار

سید منیر پاشاہ باشیبان انعامدار

ساداتِ باعلوی

مرتب : سید مُنیر پاشاہ باشیبان انعامدار (ڈبل ایم اے، ایم فل)

خاندانِ ساداتِ باعلوی ساری دنیا میں بالخصوص عرب ممالک میں نہایت ہی مشہور ومعروف ہے۔ یہ خاندان چوتھی صدی ہجری میں ملک عراق کے شہر بصرہ سے ہجرت کر کے ملک یمن کے علاقہ حضرموت کو اپنا دائمی مسکن بنالیا۔ ساداتِ باعلوی کے بزرگوں کی وجہ سے ملک یمن کا رنگ ہی بدل گیا۔ اس ملک کے شرف وفخر میں اضافہ ہوا۔ سرزمین یمن مہک اٹھی ، گویا اللہ تعالیٰ ساداتِ باعلوی کے قدموں کی برکت سے اس ملک کو بزرگی و عظمت بخشی۔

باعلوی : باعلوی کی وجہ تسمیہ سے متعلق دو روایتیں ملتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اس خاندان کی نسبت ایک مشہور پرندے علوی سے ہے۔ اسلئے اس خاندان کی وجہ تسمیہ باعلوی رہی۔ دوسری روایت کے مطابق علامہ حضرت سید عبید اللہ ابن المہاجر سید احمد ابن سید عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۳۸۳ھ مدفن یمن۔ ان کے تین صاحبزادگان تھے (۱) حضرت علوی رحمتہ اللہ علیہ (۲) حضرت جدید رحمتہ اللہ علیہ (۳) حضرت بصری رحمتہ اللہ علیہ، حضرت جدید اور حضرت بصری رحمتہ اللہ علیہم۔ ان دونوں بزرگوں کی نسل دسویں صدی ہجری تک چلتی رہی پھر منقطع ہوگئی۔ صرف عارف باللہ حضرت علامہ علوی رحمتہ اللہ علیہ کی نسل باقی رہی اور آج تک باقی ہے اور ساری دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس طرح آپ کی یہ نسل آپ کے نام سے نسبت حاصل کر کے باعلوی کہلائی۔

مہاجر الی اللہ حضرت سید احمد رحمتہ اللہ علیہ **:** کربلا کی دھرتی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان تیسری صدی ہجری کے اوائل میں مدینہ شریف کے علاقہ ''عُریض'' سے ہجرت کر کے ملک عراق کے

شہر بصرہ میں آ کر آباد ہو گئے ، پھر اس خاندان کے جلیل القدر بزرگ مہاجر الی اللہ حضرت سید احمد رحمتہ اللہ علیہ نے جب ملک عراق میں اپنے ماتھے کی نگاہوں سے یہ مشاہدہ کیا کہ بدعتیں سر چڑھ کر بول رہی ہیں ۔ خواہشاتِ نفسانی کا ہر طرف بول بالا ہو رہا ہے ۔ خیالات اور نظریات میں شدید اختلافات بڑھ رہے ہیں، تو المہاجر سید احمد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کو اس عظیم فتنے سے محفوظ رکھنے کی خاطر اپنی ساری جائداد اور دولت چھوڑ چھاڑ کر اپنے شیدائیوں کے ہمراہ ایک مختصر قافلے اور اپنے صاحبزادے سید عبید اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ مختلف علاقوں سے ہجرت کرتے ہوئے ۳۱۷ھ میں ملک یمن کے علاقہ حسیبیہ کے شہر صوف میں آ کر آباد ہو گئے ۔ صوف کا سارا علاقہ خرید کر آپ نے اس علاقے کو اہلِ سنت والجماعت کی اشاعت کا مرکز بنا دیا اور تادمِ حیات اس مسلک کی ترویج واشاعت فرماتے رہے۔

معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی وہ ذاتِ گرامی ہیں جنہوں نے ملک یمن میں سب سے پہلے مسلکِ شافعی کی بنیاد رکھی ، آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ملک یمن میں آمد سے قبل اس ملک میں مسلکِ شافعی نہیں تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ ملک یمن کے سب سے پہلے سنی عالم تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اس ملک میں آمد سے قبل ملک یمن میں کوئی سُنی عالم نہیں تھا۔ ۳۴۵ھ میں آپ نے وصال فرمایا اور اسی علاقے کے مشرقی گوشے میں مدفن ہو گئے ۔ آج بھی آپ کا آستانہ مرجع خلائق ہے، اس طرح آپ مہاجر الی اللہ کے لقب سے مشہور ومعروف ہو گئے ۔

حفاظت : ساداتِ باعلوی کے مورثِ اعلیٰ المہاجر حضرت سید احمد بن عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ اپنی اولاد کو بدعت وفتنہ بازیوں اور خواہشاتِ نفسانی سے حفاظت کی خاطر ہجرت فرما کر ملک یمن آ گئے ۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ فضل وکرم کہ المہاجر حضرت سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کا مقصد بر آیا۔ اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسل مبارکہ بدعت ، فتنہ بازیوں اور خواہشاتِ نفسانی سے محفوظ رہی ۔ دینی ہو یا دنیاوی ہر فتنہ سے محفوظ رہی ، اور یہ حفاظت حضرت مہدی

علیہ السلام کے ظہور تک رہے گی اور یہ خاندان شریعت کا پابند رہے گا اور ہر دور میں اسلام کا علم بلند کرتا رہیگا اور مہدی علیہ السلام کے ظہور تک ہر دور میں عوام وخواص باعلوی بزرگوں کی صحبت صالحہ اور ریاضت سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

سُمل: المہاجر رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ سید عبید اللہ رحمتہ اللہ علیہ شہر صوف سے منتقل ہوکر سُمل علاقے میں بس گئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں کثیر زمین خرید کر اسے اہلِ سُنت والجماعت کا مرکز بنادیا اور تادم حیات اس مسلکِ حقہ کی اشاعت فرماتے رہے، آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرموت کے سب سے پہلے صوفی تھے، آپ سے پہلے حضرموت کی تاریخ میں کسی بھی صوفی کا نام نہیں ملتا، آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی مستجاب الدعوات تھی، جوکوئی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس دعا کیلئے آتا تو وہ اپنی مراد کو پالیتا، خاص کر مریض اور ضرورتمند حضرات۔ اسی سلسلے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ ملک یمن میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک برکت حاصل کرنے کیلئے آج بھی مشہور ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ۳۸۳ھ میں وصال فرما کر اسی علاقے میں دفن ہوگئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔

تریم: شہر تریم سمل سے ۶ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ شہر تریم حرمین شریفین اور بیت المقدس کے بعد بہترین شہروں میں سے ہے شہر تریم کو یہ شرف حاصل ہے کہ خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب منکرینِ زکوٰۃ نے سر اٹھایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تائید میں سب سے پہلے شہر تریم کے مسلمانوں نے اپنی آواز کو بلند کیا، یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شہر تریم کے حق میں تین دعائیں کی ہیں پہلی دعا یہ کہ یہاں صالحین کی کثرت ہو، دوسری یہ کہ جو کچھ بھی یہاں ہے اس میں برکت ہو، تیسری یہ کہ یہ سرزمین قیامت تک آباد رہے، شہر تریم کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ ۵۲۱ھ میں خاندانِ سادات باعلوی نے شہر تریم کو اپنا دائمی مسکن بنالیا، اس

طرح یہ شہر اولیاء کرام کا گھر بن گیا۔

یکسوئی: بزرگانِ باعلوی اپنی عبادت، ولایت اور معرفت کی بنا پر ہر دور میں معروف رہے۔ بزرگانِ باعلوی اپنی عبادت میں یکسوئی کے لئے یمن کی وادیوں اور کوہساروں میں چلے جایا کرتے تھے۔ اور اپنی شب بیداریوں کو پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ اس پوشیدگی کا سبب یہ تھا کہ عوام انہیں اس قدر عبادت گذار نہ سمجھیں بلکہ ایک معمولی اور حقیر انسان سمجھے، اس قدر شب بیداریوں کے باوجود بھی یہ حضرات اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرتے۔

حقوق العباد: حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ بزرگانِ باعلوی حقوق العباد کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ عوام کی فلاح و بہبودی اور ان کی ترقی کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہا کرتے اور شب وروز عوام الناس کے فلاحی کاموں میں مشغول رہا کرتے۔

دینی خدمات: بزرگانِ باعلوی درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں اپنا وقت گذارا کرتے تھے۔ کبھی کوئی فقہی پیچیدہ اور اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو پہلے ان مسائل پر غور وفکر کرتے، دقیق و بلیغ مطالعہ کرتے، اور درپیش پیچیدہ مسئلوں کے حل کے لئے تحقیق وجستجو کرتے، علمائے سلف سے رجوع فرماتے، اور مسئلہ کا کما حقہ حل نکال لیا کرتے تھے۔ اگر اس میں وہ معقول جواب حاصل کرنہیں پاتے تو نہایت صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا اعتراف کرلیا کرتے تھے، اور مکر وفریب، فخر وکبر سے اجتناب کیا کرتے۔

بزرگانِ باعلوی: فقہا، علماء، صوفیا، ائمہ، شیوخ، اوتاد، اولیاء اور ابدال اس خاندانِ عالی میں ہر دور میں رہے ہیں ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

صراطِ مستقیم: بزرگانِ باعلوی نے امتِ مسلمہ کو راہِ راست پر لانے، طالبانِ خدا کو خدا شناسی کرانے کے لئے متلاشیوں کو منزلِ مقصود سے ہمکنار کرنے کے لئے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا جس راستے پر چلکر طالبانِ خدا قرب خداوندی کو حاصل کرسکیں، اور اس طریقے میں داخل ہونے کی عام اجازت رکھی گئی۔

اس خاندان کے بزرگانِ دین نے اس طرف اشارہ دیا کہ یہ وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہر کوئی قربِ خدا حاصل کر پائیگا۔ اس راستے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اگر اختیار کریگا تو وہ نقصان اور خسارے میں آ جائیگا اور راہِ ہدایت سے محروم رہ جائیگا۔ اس لئے کہ یہ راستہ عرفانیت کا راستہ ہے۔ اور یہ راستہ بہترین مفاہمت اور اطمینان بخش ہے۔

اس صراطِ مستقیم کی تعریف کرتے ہوئے بزرگانِ باعلوی فرماتے ہیں کہ ہمارے اسلاف کا یہ اختیار کردہ راستہ صرف قابلِ تعریف ہی نہیں بلکہ قابلِ تقلید بھی ہے۔ اسلئے کہ یہی راستہ صوفیا کا راستہ ہے اور یہ سلسلہ علم و سائنس کا سمندر ہے اور معرفت کا سرچشمہ ہے اور کیوں نہ ہو سادات باعلوی اس مقدس ذاتِ گرامی کی نسل سے ہیں جو بذاتِ خود منبع معرفت ہیں، جنہیں دنیائے اسلام شیرِ خدا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی پہچانتی اور مانتی ہے۔

ساداتِ باعلوی کی اہم خصوصیات: ساداتِ باعلوی کی چند نیک اور مخصوص خصوصیات یہ ہیں کہ وہ اپنے اولادوں کو دنیاوی عیش و عشرت، ناموری و شہرت، دولت و ثروت، شان و شوکت عظمت و حکومت سے اجتناب کرواتے ہیں، ان کی زندگی نہایت سادی ہوتی ہے، جو دنیاوی لالچ و طمع، مال و متاع سے کوسوں دور رہتی ہے، اور وہ اپنی اولادوں کو غلط عقائید سے محفوظ کرواتے، بدعت سیہ سے سختی سے پرہیز کرواتے اور صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے بارے میں کسی بھی اختلافی گفتگو کرنے سے اجتناب کرواتے، وہ اپنی اولادوں کو اس بات کی سختی سے ہدایت کرتے کہ وہ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، کشف و کرامت میں زبردست عبور حاصل کرلیں، اور کرامتوں کو ظاہر نہ کریں بلکہ پوشیدہ رکھا کریں۔ مذکورہ خصوصیات آج بھی ساداتِ باعلوی میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ یہ مبارک خاندان ہمیشہ ہر زمانے میں ہر جگہ ہر میدان کے بڑے بڑے لوگوں سے آباد رہا۔ یہ فضیلت یقیناً اللہ تعالیٰ کا وہ عطیہ ہے جو زمانوں اور سالوں تک اس خاندان کے ساتھ رہا اور آج بھی اس کی نظیر دیکھنے کو ملتی ہے۔

صاحبِ مرباط: مفتئی یمن عارف باللہ حضرت امام سید محمد بن علی صاحب مرباط رحمتہ اللہ علیہ سادات باعلوی کی اصل ہیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ سے یہ خاندان ہر جگہ دنیا میں پھولا اور پھیلا آپ رحمتہ اللہ علیہ شہر تریم میں پیدا ہوئے ، وہیں بہترین حافظِ قرآن بنے ، وہیں پروان چڑھے اور علوم شرعیہ وعقلیہ اور تصوف میں مہارت تامہ حاصل کی ، آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ میں آپ کے آباواجداد کی ہی مکمل تصویر جھلکتی تھی ، آپ رحمتہ اللہ علیہ مذہبِ اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے کثرت سے سفر کیا کوئی ایسا شہر نہیں تھا جہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ نہیں گئے ، بالآخر آپ رحمتہ اللہ علیہ سلطنت عمان کے جنوبی علاقے ظفار کے دیہات مرباط کو اپنے لئے مستقل رہائش گاہ بنالیا اور اپنے تمام سفر کو ترک کیا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ مستقل رہائش ساری دنیا پر چھا گئی ۔ اور آپ رحمتہ اللہ علیہ صاحبِ مرباط کے نام سے مشہور ومعروف ہو گئے ۔مرباط میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد میں کثرت سے اعتکاف کیا کرتے تھے ۔آپ رحمتہ اللہ علیہ ۵۵۶ھ میں وصال فرما گئے ۔اور وہیں مرباط میں دفن ہو گئے ۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔ راقم الحروف کو اس مبارک آستانے میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

النور السافر کے مصنف: ساداتِ باعلوی کی جلیل القدر بزرگ شخصیت حضرت ابوبکر محی الدین عبدالقادر العیدروس رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۰ رمحرم الحرام ۱۰۳۷ھ بعمر ۵۹ رسال مدفن احمد آباد گجرات ، آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا آستانہ مبارکہ احمد آباد گجرات میں مرجع خلائق ہے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد کے آستانے میں ان ہی کے پہلو میں آرام فرمارہے ہیں۔آپ اپنی لاجواب عربی تصنیف النور السافر میں اپنے خاندان کی تعریف میں یوں رقم طراز ہیں کہ یہ لوگ (سادات باعلوی) سُنتِ نبوی صلے اللہ علیہ سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح النسب ہیں۔ ان کا نسب سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا تک متصل ہے۔ان کے سوا لوگوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی ، اور ان جیسے شریف النسب بلند مرتبہ حضرات بھی خال

خالی ہیں۔ ان میں کا چھوٹے سے چھوٹا اور کمتر بھی اپنے تمام امور میں شرافت اور بلندی رکھتا ہے۔

حضرت شیخ نبہانی رحمته الله علیه کا بیان : حضرت شیخ یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہ کو بزرگان باعلوی کی صحبت صالحہ میسر آئے تھی، فرماتے ہیں کہ امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر طبقہ ہر زمانے میں اس بات پر متفق ہے کہ سادات باعلوی صحیح النسب و ثابت النسب اہلبیت میں سے ہیں، علم وعمل، فضل و ادب میں ممتاز عقائید اہل سُنت والجماعت کے پابند اور فقہ میں حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔ اس خاندان کی نسبی صحت، فضائل ومناقب کی کثرت پر کسی قسم کا بھی شک نہیں کیا جاسکتا۔ اس خاندان کے اعلیٰ اوصاف، فضائل بے شمار اور بلند اخلاق اس کے فضل وشرف پر شاہد ہیں۔ اور یہ مذکورہ فضائل واوصاف اس خاندانی شرف ونسبی جاہت کے علاوہ ہیں جس سے یہ خانوادہ متصف ہے جس سے نگاہوں کو ٹھنڈک وسکون اور دلوں کو مسرت اور شادمانی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت فقیه المقدم رحمته الله علیه: حضرت سید محمد بن علی باعلوی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۶۵۳ھ مدفن تریم یمن سادات باعلوی کی وہ جلیل القدر اور مایہ ناز شخصیت ہیں، آپ دنیائے اسلام میں فقیہ المقدم کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ مبارکہ حضرت سیدہ زینب رحمتہ اللہ علیہا ہیں جو کہ آپ کی چچازاد بہن بھی ہیں اور حضرت اُم الفقراء کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔ حضرت فقیہ المقدم مشہور عرب وعجم ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ غوث الافراد کے منصب پر فائز ہیں، عشق ومحبت کے کعبہ اور تاجدار ولایت ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی اسرار خودی اور رموزِ خداوندی کی پیکر تھی۔ وہ ایک ایسی ذات گرامی تھی جن میں ظاہری حسن بھی تھا اور باطنی جمال بھی موجود تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسل میں ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے غوث، قطب، ابدال، اوتاد فقہا کو پیدا فرمایا جو ساری دنیا میں پھیل کر مذہب اسلام کی اشاعت وترویج فرمائے اور آج بھی

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسل ہی ساری دنیا کے گوشے گوشے میں مذہب اسلام کا علم بلند کئے ہوئے ہے۔

آپ کا مزار شہر تریم کے مقبرۂ زنبل میں مشہور ومعروف ہے۔شہر تریم کے تمام اولیاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جس نے سب سے پہلے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری نہیں دی اس کی زیارت قبول نہیں ہوگی۔

حضرت سید ابوبکر باشیبان رحمته الله علیه: حضرت فقیہ المقدم رحمتہ اللہ علیہ کی نسل کے جلیل القدر بزرگوں میں حضرت سید ابوبکر باشیبان رحمتہ اللہ علیہ نہایت ہی مشہور ومعروف ہیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کا جائے مدفن ملک یمن کا شہر تریم ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال آٹھویں صدی ہجری کے آخر اور نویں صدی ہجری کے آغاز کے آس پاس ہوا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی باشیبان خطاب سے مشہور ومعروف ہوئے۔ آج بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسل جاری وساری ہے اور اسی خطاب سے معروف ہے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسل کے مشہور ومعروف بزرگوں میں حضرت سید عمر باشیبان اور حضرت سید عبداللہ باشیبان رحمتہ اللہ علیہم کا بھی ذکر ملتا ہے۔۔

حضرت سید عمر باشیبان رحمته الله علیه: صاحب تریاق حضرت سید عمر باشیبان رحمتہ اللہ علیہ خاندانِ باشیبان کے نہایت ہی بہترین عالم دین اور اولیائے کاملین کے پیشوا ہوگذرے ہیں۔قرآنِ مجید کے حفظ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد نہایت عرق ریزی اور محنتِ شاقہ سے علوم نافع میں دسترس حاصل کی۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حصولِ علم کا اس قدر شوق و ذوق تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہمہ وقت سایہ کی طرح اپنے والدِ بزرگوار کے ساتھ رہا کرتے اور ان ہی سے علم فقہ،علم تصوف و دیگر علوم شریعہ میں مہارتِ تامہ حاصل کی بعدہ اپنی ساری زندگی درس وتدریس اور مذہبِ اسلام کی ترویج و اشاعت میں لگادی۔صوفیائے کرام کی ایک بڑی جماعت نے آپ کی ثناء وتوصیف کی ہے اس عظیم قدر ومنزلت کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دنیا سے کنارہ کش ہوکر زاہدانہ زندگی

بسر کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیفات میں کثرت سے بزرگانِ باعلوی کا ذکر کیا ہے۔
الغرض اس طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ اعمالِ صالحہ سے لبریز زندگی بسر کرتے ہوئے واصلِ بحق ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔

حضرت سید عبداللہ باشیبان رحمتہ اللہ علیہ: آپ رحمتہ اللہ علیہ ساداتِ باعلوی کے نہایت ہی مشہور و معروف، صاحبِ کرامات اور باکمال بزرگ ہو گذرے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شمار گیارھویں صدی ہجری کے ان صوفیائے کرام میں ہوتا ہے جن کی صحبتِ صالحہ قربِ خداوندی کی ضامن ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ علم و عرفان میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نہایت ہی عابد و زاہد، عارف باللہ، چلہ کش بزرگ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شان مستجاب الدعوات، اور اپنے اسلاف کی چلتی پھرتی تصویر تھے، آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وجود طاہر سے بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ گیارھویں صدی ہجری کے آخری سالوں میں ملک یمن سے مذہب اسلام کی اشاعت و ترویج فرماتے ہوئے شہر بلگام تشریف لے آئے۔

کرامات: شہر بلگام سے تقریباً ۱۳ کلومیٹر دور قصبہ یلور کے دیہات سلگاہ سے لگ کر ایک اونچی پہاڑی کے دامن میں چلہ کشی کی۔ دورانِ چلہ جب آپ کو وضو کی ضرورت پیش آئی تو اپنے مرید کو پانی لانے کے لئے کہا۔ خادم نے آپ کی بارگاہ عالی میں عرض کیا حضور گاؤں میں قحط چل پڑا ہے لوگ پانی کی قلت کی وجہ سے پیاسے مر رہے ہیں۔ اس حال میں آپ کو وضو کے لئے پانی کا ملنا محال ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو آپکو جلال آیا۔ آپ کے ہاتھ میں جو برچھی تھی تو آپ نے اس برچھی کو پہاڑی کے دامن میں زمین پر دے مارا، جوں ہی آپ نے مارا تو فوراً زمین سے اسی وقت نہایت ہی پاک و صاف پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا، اور اسی چشمے کے پانی سے سارا گاؤں سیراب ہوگیا اور قحط سالی مٹ گئی۔ جب اس کرامت کا چرچا حکومتِ وقت تک پہنچا تو حکومت وقت نے آپ کو سارا سلگاہ گاؤں انعام میں دے دیا۔ اس بنا پر آپ رحمتہ اللہ علیہ انعام دار کہلائے جانے لگے۔ اس

کرامت کا ظہور ہوئے تقریباً ۳۴۰ سال کا عرصہ بیت چکا، آج بھی وہ پانی کا چشمہ جوں کا توں جاری و ساری ہے اور آج بھی وہ گاؤں سرسبز و شاداب ہے۔ آج تک پھر اس گاؤں میں کبھی قحط نہیں پڑا۔

ہر دور میں ساداتِ باعلوی میں بیشمار باکرامات و بافیض اولیائے کاملین ہوگذرے ہیں جن سے دنیا کے گوشے گوشے میں پُر زور آندھیوں کے باوجود اسلام کی شمع روشن ہوتی رہی تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ ساری دنیا میں اشاعت اسلام اور فروغِ اہلسنت والجماعت کیلئے ان ہی عظیم المرتبت بزرگانِ باعلوی کا اہم کردار رہا ہے۔ یوں تو مختلف بزرگانِ دین کا اسلام کی اشاعت و ترویج میں اہم کردار رہا۔ ہے جسے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا مگر بزرگانِ باعلوی کی اسلام کی خدمات پر تاریخ انگشت بدندان ہے کہ صرف بزرگانِ باعلوی کی اعلیٰ وارفع اسلام کی خدمات ساری دنیا پر چھائی نظر آتی ہیں برصغیر، عرب وعجم، انڈونیشیا، ملیشیاء، سنگاپور، یورپ و آفریقہ وغیرہ ساری دنیا کے مما لک میں مذہبِ اسلام بزرگان باعلوی کی خدمات کا مرہونِ منت ہے۔

جب کبھی جس دور میں کفر وضلالت کی ہواؤں کا زور بڑھا ہے رب تبارک وتعالیٰ نے ہر دور میں ساداتِ باعلوی میں ایسے عظیم اولیائے کاملین کو پیدا فرمایا ہے جن سے گمراہ اور بھٹکتی انسانیت راہِ راست پر گامزن ہوتی رہی ہے، گویا بزرگانِ باعلوی کی اعلیٰ و ارفع اسلام کی خدمات اور روشن کردہ رشد و ہدا ات کی قندیلیں آسمانِ ہدایت پر چاند کی سی حیثیت رکھتی ہیں۔

غرض یہ کہ بزرگانِ باعلوی نے ہر دور میں رشد و ہدایات کے جو کارنامے انجام دئے ہیں اس کی تفصیلات جاننے کیلئے ایک علیحدہ کتاب درکار ہے، راقم الحروف اس سلسلے میں نہایت ہی کوشاں ہے انشاءاللہ مستقبل قریب میں یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا۔

ختم شد

خانوادۂ باشیبان کے چشم و چراغ، گنجینۂ اوصافِ حمیدہ

سید منیر پاشاہ باشیبان انعامدار کا تعارف

مرد خدا شاد بُود زیرِ دلق　　مرد خدا گنج بود در خراب
مرد خدا　بحر بود بیکراں　　مرد خدا قطرہ بود بے سحاب

جن لوگوں کا خلوص ہتھیار اور اخلاق ڈھال ہوتے ہیں، جن لوگوں کا صدق ان کی تلوار ہوتی ہے اور عشق ان کا تیر، تحمل ان کا شعار ہوتا ہے تو توکل وقناعت ان کی دولت ہوتی ہے۔ وہی لوگ جادۂ حیات میں اولیاء اللہ کے سچے جانشین ہوتے ہیں۔ ایسی ہی ایک نابغہ روزگار شخصیت کا نام خانوادۂ حضرت پیر سید عمر عیدروس باشیبان رحمۃ اللہ علیہ کے چشم و چراغ جناب سید منیر پاشاہ باشیبان انعامدار ہے۔ آپ کا شمار ساداتِ باعلوی کے جلیل القادر بزرگ صاحبِ سُلگاہ حضرت سید عبداللہ باشیبان رحمۃ اللہ علیہ کی نویں پشت میں ہوتا ہے۔
اسکولی سرٹیفکیٹ کے مطابق آپ کی پیدائش ۲۲ رجولائی ۱۹۶۴ء کو تقدیس بھرے شہر بلگام کے علمی وروحانی گھرانے میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز اسی شہر کے سرکاری مدرسہ نمبر ۵ میں ہوا جہاں احقر زیرِ ملازمت تھا۔ اپنے تدریسی پیشہ میں یوں تو ہزاروں شاگرد میرے سامنے زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوئے، لیکن میری خوش بختی کہیے کہ ایسا لائق، فرمانبردار، بلند وارفع اوصاف کا حامل طالبِ علم میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ایک ایسا طالب علم جس میں روحانی خصوصیات وخوبیاں بدرجہ اتم موجود ہوں اور جس میں محبت، انسانیت، خدمت، ہمدردی، اخوت، ایثار، صدق، خلوص، بردباری، شکر اور تسلیم ورضا کا پیکر ہو وہ تھے خاندانِ باشیبان کے چشم و چراغ، شہزادۂ حضرت فقیہُ المقدّم رحمۃ اللہ علیہ۔ خلیفہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین جناب سیّد منیر پاشاہ باشیبان انعامدار کو میرا شاگرد بنا کر اللہ تعالیٰ نے دراصل میرا اقبال بلند کر دیا۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی؟

سید منیر پاشاہ کو میں نے پل پل پروان چڑھتے دیکھا ہے، ان کے عادات وخصائل کا بغور مشاہدہ کیا ہے، ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق بچپن ہی سے ان کا ذہن عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینوی تعلیم کی طرف مائل رہا ہے۔ اپنے اساتذہ کے احترام و ان کے اکتساب علم میں وہ ہمیشہ سے غرق رہے ہیں۔ اپریل ۱۹۸۰ء میں اسلامیہ ہائی سکول سے ایس ایس ایل سی کی مروجہ تعلیم کی سند سے سرفراز ہوئے اور بعد ازاں انجمن آرٹس و کامرس کالج بلگام سے ۱۹۸۶ء میں بی اے کی سند سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے کرناٹک جامعہ سے ۱۹۹۰ء میں اردو اور بعد ۱۹۹۵ء دوسری مرتبہ ایم اے کی سند حاصل کی۔ دین و ادب سے اس قدر گہرا شغف رہا ہے کہ ''مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حدِ پرواز سے'' کے بمصداق اپنے پیر و مرشد حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی کی حیاتِ مبارکہ پر شری دینکٹیسور یونیورسٹی تردپتی سے ۲۰۰۹ء میں ایم۔فل کیا۔

ایک معمولی پانی کا جھرنا بھی اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ خالقِ کائنات اسے ایک وسیع ذخیرۂ آب سے ملا دے۔ ۲۲/جنوری ۱۹۸۲ء کو شبِ جمعہ سید منیر پاشاہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے۔ یہ روحانی رشتہ اس قدر قریب تر ہوگیا کہ بالآخر ۲۵/جولائی ۱۹۹۱ء بروز جمعرات بوقتِ عصر بمقام شہر بلگام حضور شیخ الاسلام والمسلمین دامت برکاتہم القدسیہ نے آپ کو نعمتِ خلافت سے سرفراز کیا۔ بعد ازاں پچھلے سال اگست ۲۰۰۹ء کو جب آپ جدّہ (سعودی عرب) کے دورے پر تھے تو آپ ہی کے خاندان کے مشہور و معروف بزرگ دورِ حاضر کے امام شافعی، صوفئ باصفاء حضرت علامہ سید زین بن سُمیط دامت برکاتہم القدسیہ نے خاندانی خلافت بھی عطا کی۔

وہ اپنے خاندانی بزرگوں کی سُنت پر عمل پیرا ہو کر پڑھائی کے ساتھ ساتھ کتابت

کے میدان میں بھی پیش پیش رہے۔ اُنہوں نے مجھ سے فنِ کتابت کی رہبری و رہنمائی حاصل کی صرف ۱۸ رسال کی عمر میں پورا قرآن مجید اپنے دستِ مبارک سے لکھ دیا، میں سمجھتا ہوں یہ ان کی زندگی کا ابتدائی عظیم کارنامہ ہے۔ اسی طرح سے ۲۰۰۷ء میں انہوں نے قرآنِ مجید کے مکمل ۳۰ پارے زعفران سے تحریر فرما کر اپنی زندگی کا دوسرا بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

چونکہ زمانۂ طالبِ علمی سے ہی آپ کو دین سے لگاؤ تھا اس لئے اپنے خاندانی بزرگوں اور اپنے پیرو مرشد کے نظرِ کرم سے شہر بلگام اور اطراف و اکناف میں ملت کے بھٹکے ہوئے نوجوانوں کو دینِ اسلام اور اُسکی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لئے ''تحریکِ بزمِ باشیبان'' کی بنیاد ڈالی۔ اُن کی ان کوششوں کا ہی ثمرہ ہے کہ آج ملت کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں دینی بیداری پیدا ہوئی۔

جہاں تک جناب سید مُنیر پاشاہ باشیبان انعمدار صاحب کی دینی خدمات کا تعلق ہے، ملت کے ہر فرقہ میں وہ یکساں طور پر معترف ہیں۔ اہلسنت والجماعت کی ترویج و اشاعت کی خاطر اور عصری تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے ایک اور بڑا کارنامہ انجام دیا ہے، وہ یہ کہ بنام ''فیضانِ باشیبان ٹرسٹ'' ایک ادارہ کی بنیاد ڈالی ہے جس کے وہ خود چیرمین ہیں۔ اس ٹرسٹ کے زیر اہتمام دینی و عصری علوم کے حصول کا ایک سیلِ رواں چل پڑا ہے۔ دینی دنیا میں اُنہوں نے ایک درسگاہ بنام ''دارالعلوم حضرت سید ابوبکر باشیبان رحمتہ اللہ علیہ کی بنیاد رکھی جہاں پر درجۂ حفظ و درجۂ عالمیت میں نونہالانِ ملت تعلیم پا رہے ہیں تو عصری علوم کے تقاضوں کے مدِّ نظر تاجدارِ خاندانِ باشیبان حضرت سید ابوبکر باشیبان رحمتہ اللہ علیہ کے جدّ اعلیٰ حضرت فقیہ المُقدم رحمتہ اللہ علیہ کے اسمِ گرامی سے منسوب عصری تعلیمی ادارہ بنام حضرت فقیہُ المُقدم اردو پرائمری بوائز اسکول کی بنیاد جون ۲۰۰۹ء میں رکھی اور حضرت فقیہُ المُقدم رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ مبارکہ کے نام سے منسوب

حضرت اُمُ الفقراء اردو پرائمری گرلس اسکول کی بنیاد جون ۲۰۰۸ء میں رکھی۔ ان دونوں اسکولوں میں نونہالانِ قوم سنتوں بھرے دینی ماحول میں عصری تعلیم پا رہے ہیں۔ اسی طرح سے جدید کمپیوٹر کی دنیا میں حضرت فقیہُ المُقدم انسٹی ٹیوٹ فار انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کی بنیاد جون ۲۰۰۹ء میں ڈالی ہے۔ شرعی امور کے مدِ نظر ان تینوں اداروں میں مخلوط تعلیم (Co-Education) سے قطعی طور پر بری رکھا گیا ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے مفلس و نادار افراد کیلئے انہوں نے ''باعلوی بیت المال'' کو قائم کیا جو بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ انشاءاللہ مستقبل قریب میں طبی و تکنیکی میدان میں اس ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام مختلف شعبے قائم کئے جا رہے ہیں۔ الغرض کہنے کا مطلب یہ ہے کہ فی زمانہ آپ کی شخصیت ملتِ اسلامیہ کے لئے دینی و عصری علوم کے حصول میں ہمہ وقت جدوجہد کر رہی ہے۔

آخر میں مَیں اتنا کہنا چاہوں گا کہ اللہ ربُّ العزت سید منیر پاشاہ باشیبان العامدار صاحب کا سایہ ہم ملتِ اسلامیہ پر تادیر قائم رکھے اور وہ جو عزمِ مصمم ملتِ اسلامیہ کے تئیں لے کر اُٹھے ہیں اُسے پورا کرے۔ آمین ثم آمین۔

عبدالغنی آئینہ پوری بی اے۔ بی ایڈ بلگام

(وظیفہ یاب میر معلم)

بروز جمعہ ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

مورخہ ۱۷ دسمبر ۲۰۱۰ء

مرتب کردہ مقالہ کا اجمالی خاکہ (جھلکیاں)

: موضوع کے اعتبار سے اس مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اوّل : یہ باب صفحہ نمبر/۲۳ سے صفحہ نمبر/۶۴ پر پھیلا ہوا ہے۔ جس میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کی سوانح مبارکہ، ولادت باسعادت، مقدس بچپن، ابتدائی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، علوم ظاہری و باطنی، صحبتِ شیخ، بیعت و خلافت سے سرفرازی، جانشینی محدثِ اعظم ہند، اور آپ کے والد ماجد مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی حیات وخدمات، مقدس زندگی کی پاکیزہ جھلکیاں، تذکرۂ ترجمہ قرآن، شاعری کے نمونے، تصانیف، علمی وادبی سرگرمیاں کا خاکہ، اور آپ کے جد کریم حضرت سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کی دیارِ ہند میں آمد، اشاعتِ اسلام، علمی وادبی خدماتِ اردو زبان وادب کے اولین مصنف، حضرت سید محمد گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ سے متبرک ملاقاتوں کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔

باب دوم : یہ باب صفحہ نمبر/۶۷ تا صفحہ نمبر/۱۰۶ پر مشتمل ہے، اس باب میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی جامع شخصیت، اوصاف وکمالات آپ کی جلیل القدر دینی وعلمی خدمات، ایک پیر کامل مرشد اکمل، رشد وہدایت، فضل وکمال کے آفتابِ درخشاں، آپ کا تصوف وعرفان، فقہی بصیرت خانوادۂ اشرف کے گلِ سرسبد، جیسے آپ کی شخصیت کے روشن پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی سعی کی گئی ہے۔

باب سوم : صفحہ نمبر ۱۰۹/ تا صفحہ نمبر ۱۲۰/ پر مشتمل ہے۔ اس باب میں ''حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی نظر میں تعلیم نسواں کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
تعلیمِ نسواں موجودہ وقت کا نہایت ہی سلگتا ہوا مسئلہ ہے۔ اس موضوع پر روشنی ڈالنا وقت کا اہم تقاضا تھا، اس لئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اپنے خیالاتِ زرین کا اظہار فرما کر اس مسئلہ کا سد باب کیا ہے۔

باب چہارم : صفحہ نمبر ۱۲۳/ تا ۱۵۸/ پر پھیلا ہوا ہے اس مضمون میں آپ کے منفرد المثال خطبات پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے یہ خطبات، خطبات برطانیہ اور خطباتِ حیدرآباد کے نام سے موسوم ہیں ان خطبات میں معلومات آفرین اور عقائدِ حقہ کے چھلکتے ہوئے پیمانوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب پنجم : صفحہ نمبر ۱۶۱/ تا صفحہ نمبر ۲۰۴/ پر مشتمل ہے۔ اس باب میں شیخ الاسلام کی شاعری کی خصوصیات اور گرانقدر نعتیہ سرمایہ کو پیش کیا گیا ہے۔ آپ کے خطبات، اور دیگر تصنیفات کی طرح آپ کی شاعری بھی عشقِ مصطفےٰ ﷺ کی ترجمان ہے۔ جو ایک عاشقِ رسول ہونے کا بین ثبوت دیتی ہے۔

باب اوّل

شیخ الاسلام والمسلمین

سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

کی

﴿سوانح مبارکہ﴾

------ یہ اسلام ہی ہے کہ اس کی اکثریت ہمیشہ غریب رہی اور ہمیشہ غریب رہے گی تاکہ دنیا کے سامنے یہ حقیقت آجائے کہ اسلام کی اساس اور اس کا فروغ سرمایہ داری اور دنیاوی اقتدار پر نہیں صرف حقانیت اور صداقت پر ہے، لہٰذا اس کے دائرے میں سمجھ بوجھ کر آنے والا صداقت پسند اور حق پرست ہی ہو سکتا ہے۔

(ماخوذ مقالاتِ شیخ الاسلام)

شیخ الاسلام والمسلمین
سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی
سوانح مبارکہ

شخصیت کی فہم ومعرفت حالات زندگانی پر موقوف ہے۔ کیونکہ حالات زندگانی کسی کی سیرت اور شخصیت کے پہچاننے اور سمجھنے میں بہترین معاون ثابت ہوتے ہیں۔ حالات زندگانی کے آئینے میں سیرت کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ اس نقطۂ نظر کے تحت دیکھا جائے تو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی مبارک زندگی سیرت النبی ﷺ کی آئینہ دار دکھائی دیتی ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین کی ذات گرامی صرف ایک جامع شخصیت ہی نہیں بلکہ عربی، فارسی اور اُردو کا اچھا خاصہ مذاق، ایک بہترین علمی شان، ان سب سے بڑھ کر حضرت کا بے پایاں خلوص، خدمت اسلام کا موجیں مارتا ہوا جذبۂ حق گوئی و بے باکی نمایاں خصوصیات ہیں۔

خاندان :

ملکِ سمنان ایران کے دارا سلطنت طیران کے قریب واقع ہے یہاں حسینی سادات کا ایک قبیلہ جو کہ ملکِ سمنان کے تخت وتاج کا مالک تھا، زندگی بسر کررہا تھا۔ اس علاقے کی حکومت کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس عظیم الشان حکومت میں ہر سمت عدل وانصاف، اتحاد وخلوص، مساوات ویکجہتی اور دیانت داری کا پرچم بلند تھا۔ اس دور میں شہنشاہِ وقت حضرت سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت کا چرچا تھا اس عظیم الشان حکومت کے باوجود آپ پر فقیرانہ زندگی کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ آپ کا دل ودماغ ترک دنیا

کر چکا تھا ، اسلئے تقریباً دس سال حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد پچیس سال کی بھرپور جوانی میں آپ نے تخت و تاج کو ٹھوکر مار کر اپنے آپ کو دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کر دیا اور اپنے وطن عزیز کو خیر باد کر کے مختلف ممالک کا دورہ کیا اور کئی اولیائے کرام سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہوئے ہزاروں لاکھوں تشنگانِ معرفت کو علوم معرفت و حقیقت کا جام نوش فرماتے ہوئے ان کے قلوب وضمیر کو سیراب کیا۔ اسلام کی ترویج واشاعت کی خاطر اپنی ساری زندگی سیر و سیاحت میں گذارنے کے بعد آپ نے اپنی آخری آرامگاہ کے لئے سرزمین کچھوچھہ شریف کو اپنے پیر و مرشد کے اشارے پر پسند فرمایا۔

آپ نے اپنی ظاہری زندگی ہی میں اپنے بھانجے حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کو اپنی فرزندی کی سعادت سے سرفراز فرما کر اپنی ظاہری زندگی کے بعد اپنے عظیم مشن کو آگے بڑھانے کے لئے چن لیا تھا۔

حضرت سید عبدالرزاق نورالعین رحمتہ اللہ علیہ کی نسل سے خدائے برتر و بالا نے ہر دور میں ایک سے ایک روحانی فرزند عطا فرمائے ، جنہوں نے اپنے اپنے دور میں لاکھوں ہزاروں حق کے متلاشیوں کو علوم حقیقت و معرفت سے سیراب فرمایا۔

خاندانِ اشرفیہ حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کی ذات سے نسبت پا کر خاندانِ اشرفیہ کے نام سے شہرت حاصل کر لی ، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہر خاص و عام کی زبان سے سلسلۂ اشرفیہ کا چرچا ہر سو ہونے لگا ، اور ساری پیاسی انسانیت اس چشمۂ علم و فضل میں کشاں کشاں چلے آنے لگی اور ساری دنیا میں لاکھوں فرزندانِ توحید اس پرچم اشرفی تلے اکٹھا ہونے پر سعادت مندی تصور کرنے لگے۔

اشرفی میاں :

آپ کا اسمِ گرامی سید شاہ علی حسین ہے اور آپ اشرفی میاں کے نام سے اپنے

زمانے میں بے حد معروف تھے آپ سے متعلق یہ مشہور ہے کہ آپ ہم شبیہ غوث اعظم تھے۔ رشتہ میں آپ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے حقیقی پر نانا ہوتے ہیں۔ اوراق تاریخ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کے بعد آپ ہی کو ایک ممتاز مقام ملا۔ آپ نے اپنے جد امجد خواجہ سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کی عظیم سنت پر عمل کرتے ہوئے سیر و سیاحت کو اپنایا اور ساری دنیا میں پیغام اشرف کو پہنچایا۔

حضرت سید احمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ :

حضرت سید احمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے حقیقی نانا ہیں۔ حضرت سید احمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ کا شہرہ ہر سو پھیلا ہوا تھا۔ آپکو علم ظاہری و علم باطنی کے کوہ ہمالہ پر قدرت حاصل تھی۔ تقویٰ و پرہیز گاری آپ کا شعار تھا۔ آپ کے نورانی چہرے سے علم و عرفان کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکلا کرتی تھیں۔ دیکھنے والا آپکے چہرے کو دیکھ کر مذہب اسلام کی حقانیت کا قائل ہو ہی جاتا تھا۔

حضرت سید نذر اشرف رحمتہ اللہ علیہ :

آپ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے سگے دادا حضرت ہیں۔ ملک ہندوستان کے نہایت ہی مشہور و معروف حکماء میں آپکا شمار ہوتا تھا۔ آپ کی حکمت پر حکمت کو ناز تھا۔ اس حقیقت پر خطبات برطانیہ میں یوں روشنی ڈالی گئی ہے۔

> حضرت شیخ الاسلام کے دادا ملک کے مشہور ترین
> طبیب حاذق حضرت علامہ شاہ سید نذر اشرف
> علیہ الرحمہ ہیں جن کی نباضی پر دلی کے حکماء خراج
> تحسین ادا کرتے تھے۔ حکمت طبابت کی اُس
> منزل پر تھے جہاں آواز سن کر، کپڑا سونگھ کر مرض

کی تشخیص کی جاتی رہی۔ آج کا دور ایسے گرامی
قدر حکیموں سے محروم ہی نظر آ رہا ہے۔

آپ نے حکمت کے اس فن کو دنیا و مافیہا کمانے سے بہت دور رکھا۔ خدمتِ خلق کو ہی اپنا شعار بنا کر، رزقِ حلال حاصل کرنے میں ہی پیش پیش رہے اور اپنی ساری زندگی کی پونجی غریبوں میں ہی تقسیم کرتے رہے، آپکی وفا شعار اور پرہیزگار زندگی کا یہ صلہ ہے کہ رب کائنات نے آپ کو ایسا فرزندِ جلیل عطا فرمایا، جس سے ساری دنیا محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کے نام سے متعارف ہے۔

محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان :

آپ حضرت سید نذر اشرف اشرفی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندِ جلیل ہیں، آپ کی عظمت و بزرگی کے سبھی قائل ہیں۔ آپ کی ذات میں شرف و بزرگی کے علاوہ قیادت و سیادت جیسی گوناگوں خصوصیت نمایاں طور پر نظر آتی تھی۔ بصیرت و رفعت، فضل و عطا، جیسی مختلف خوبیوں نے آپ کی شخصیت کو بے پناہ اجاگر فرمایا۔ خطابت اور شاعری میں آپ کی شخصیت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کی پرتو تھی۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین :

آپ محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان جیسی عظیم المرتبت اور قد آور شخصیت کے فرزند جلیل ہیں۔ پاکیزہ ماحول، روحانی و عرفانی فضا، علمی و تہذیبی ماحول میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی ولادتِ باسعید ہوئی۔

نسب نامہ :

حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ بن حضور

محدث اعظمِ ہند سید محمد اشرفی جیلانی بن حکیم سید نذر اشرف بن سید فضل الحسین بن سید منصب علی بن سید قلندر علی بن تراب اشرف بن سید محمد نواز بن سید محمد غوث بن سید جمال الدین بن سید عزیز الرحمن بن سید عثمان بن سید ابوالفتح المعروف زندہ پیر بن سید محمد بن سید محمد اشرف بن سید حسن شریف بن مخدوم الآفاق سید عبدالرزاق بن سید عبدالغفور جیلی بن سید ابوالعباس احمد بن سید بدرالدین حسن سید علاؤالدین علی بن سید شمس الدین جیلی بن سید سیف الدین یحییٰ حموی بن سید ابونصر محمد بن ابوصالح عمادالدین نصر ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق بن سید محی الدین عبدالقادر جیلانی بن سید موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ جیلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن المثنیٰ بن سید امام حسن بن سیدہ فاطمۃ الزہرا بنتِ محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس طرح آپ کا سلسلہ ۴۰ رویں پشت حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ اس طرح آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امامِ حسن رضی اللہ عنہ سے نسبت رکھتا ہے اس لئے آپ کا خاندان حسنی سادات کہلاتا ہے۔

مخدوم الآفاق حضرت سید عبدالرزاق نورالعین رحمتہ اللہ علیہ :

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے جد امجد مخدوم الآفاق سیدنا عبدالرزاق نورالعین رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ یہی وہ مقدس ذات گرامی ہے جنہیں حضرت خواجہ اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ اپنی فرزندی سے سرفراز فرما کر اپنی خلافت سے نوازا اور رشد و ہدایت کے لئے اپنی جانشینی کے لئے چن لیا۔ حضرت سیدنا عبدالرزاق نورالعین رحمتہ اللہ علیہ رشتہ میں حضرت خواجہ جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کے صاجزادے ہیں۔ حضرت سیدنا عبدالرزاق نورالعین کا مزار کچھوچھہ شریف میں حضرت خواجہ سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار سے لگ کر ہے، جو آج بھی مرجع خلائق ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید عبدالرزاق

نورالعین رحمتہ اللہ علیہ کی ۱۷ ویں پشت میں ہیں۔

تاریخ ولادت :

آپ کی ولادت شبِ یکشنبہ یکم رجب المرجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۸ راگست ۱۹۳۷ء کو سرزمینِ کچھوچھہ پر ہوئی۔

آپ کا مقدس بچپن :

حضور شیخ الاسلام والمسلمین قبلہ کا بچپن عام بچوں سے بالکل جدا رہا۔ کھیل کود، ضد و شرارت بچوں کی فطرت میں شامل ہے۔ حضور شیخ الاسلام بچوں کی اس فطرت سے بالکل دور رہے۔ بچے اپنے والدین کی ڈانٹ ڈپٹ کے شکار ہو ہی جاتے ہیں۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین اپنے والدِ گرامی حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی سخت گرفت کی زد میں کبھی نہیں آئے۔

تعلیم وتربیت :

حضور شیخ الاسلام کی ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ کی گود سے شروع ہوتی ہے، اس کے بعد آپ کے والد محترم محدثِ اعظم ہند نے آپ کی ابتدائی تعلیم کے لئے کچھوچھہ مقدسہ کے عظیم مکتب ''مکتبِ جامعہ'' میں داخلہ کرایا۔ چودہ سال تین ماہ کی عمر میں ۱۰ ر شوال المکرّم ۱۳۷۱ھ کو دارالعلوم اشرفیہ جیسی عظیم درسگاہ میں قدم رکھا۔ اس درسگاہ میں آپ سب سے ذہین طالبِ علم ثابت ہوئے، اس کی شہادت دارالعلوم اشرفیہ کے در و دیوار ہیں، اس لئے کہ آپ نے حصول علم کے لئے بے پناہ محنتِ شاقہ سے کام لیا۔ مدرسہ کے نصابِ تعلیم کی کتابوں کا آپ نے صرف مطالعہ ہی نہیں کیا بلکہ ان تمام کتابوں پر عبور حاصل کیا۔ آنے والے دن سبق لینے سے قبل اس سبق کا خوب مطالعہ کرتے ہر طرح سے اس سبق کو خوب سمجھتے۔ استاد سے جب نئے سبق کا درس لیتے تو بغیر تکرار کے سبق نہ لیتے۔ اسباق پر عبور

حاصل کرنے کے لئے اپنے ہم سبق ساتھیوں کو خوب سمجھاتے تا کہ اس سبق پر عبور حاصل ہو جائے۔

طالبِ علمی کے دوران آپ نے تعلیم کے سوا کہیں اور دھیان نہیں دیا، اپنے ہر لمحہ کو بے حد قیمتی جان کران لمحوں کو رائیگاں جانے نہیں دیا، بعد نماز عصر تا مغرب مدرسہ کو چھٹی ملتی تو، اور طلبہ کی طرح آپ وہ وقت سیر وتفریح میں نہیں گذارتے بلکہ اس وقت بھی وہ اپنے کام میں مصروف رہتے۔ اس دوران نعتیہ شعر وشاعری فرمایا کرتے، مدرسے کے ماحول میں آپ نے ہر طرح کی سیاست اور دھینگا مستی سے اپنے آپکو دور رکھا، طلباء کی تنظیم سے اپنے آپکو علیحدہ رکھا۔ اپنے اساتذہ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ دورانِ طالبِ علمی آپکی مصروفیات کا تذکرہ خطباتِ برطانیہ میں یوں ملتا ہے۔

(۱)۔۔طلباء کی گروہ بندیوں سے الگ رہے۔

(۲)۔۔اساتذہ کے کسی گروپ سے ان کا تعلق نہ تھا۔

(۳)۔۔ ہفتہ واری مشقی جلسہ میں عملی حصہ کبھی نہ لیا۔

(۴)۔۔ارکانِ ادارہ کے تنازعات میں کبھی دلچسپی نہ لی۔

(۵)۔۔دارالعلوم کے نظم ونسق میں مداخلت سے گریز کرتے رہے۔

(۶)۔۔اساتذہ کے احترام کے سوا کسی کیخلاف کوئی محاذ نہیں بنایا۔

(۷)۔۔طلباء کے احتجاجی جلوس میں کبھی شرکت نہ کی۔

(۸)۔۔کھیل کود، دھینگا مستی سے ہمیشہ دور رہے۔

(۹)۔۔دارالعلوم کے قوانین کی خلاف ورزی کبھی نہ کی۔

(۱۰)۔۔ہائی کمان سے استاذ، ملازم یا طالب علم کی کبھی شکایت نہ کی۔

(۱۱)۔۔سیاسی وعوامی تحریکوں سے اپنے کو الگ تھلگ رکھا۔

حضور شیخ الاسلام کی ان نمایاں خصوصیات سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ بچپن ہی سے آپکی ذات گرامی میں آپ کی بزرگی کی نشانیاں موجود تھیں۔ ایک طالب علم ابتدا ہی سے جب ایسے خصوصیات کا حامل ہوگا تو وہ آگے چل کر شیخ الاسلام کیوں نہ بنے گا۔

آپکی ذات محدثِ اعظم ہند کی خصوصی نظر عنایت کی مرکز تھی۔ انہی خصوصیات کے باعث آپ اپنے مدرسہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ عام طلبہ تعطیلات پا کر بے انتہا خوش ہو جاتے ہیں مگر آپ تعطیلات میں بھی اپنے والدِ بزرگوار حضور محدثِ اعظم ہند کی بارگاہ میں زانوئے ادب ہوا کرتے اور اپنے والد کی بارگاہ سے خوب سیراب ہوتے۔ حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان صرف علمی مسائل کی گتھیاں نہیں سلجھاتے بلکہ اپنے سعادت مند فرزند ارجمند کے سینے میں قرآن و حدیث کے اسرار و رموز کا درس پیوست کراتے۔ ان عظیم لمحات کے تحت آپ پروان چڑھ رہے تھے کہ ناگہانی آپکو ایک عظیم حادثہ سے گزرنا پڑا۔ ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۱ء مطابق ۱۶ر رجب المرجب ۱۳۸۱ھ بوقت ظہر آپ کے والد بزرگوار حضور محدث اعظم ہند نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔** اگر حضور محدثِ اعظم ہند کی روحانی طاقت آپ کی پشت پناہی نہ کرتی تو شاید آپ اس صدمہ کو برداشت نہ کر پاتے۔

جانشینی :

حضور محدث اعظم ہن کی صحبت صالحہ سے آپ کا ظاہر اور باطن اسرارِ شریعت اور اسرارِ طریقت و حقیقت سے پر نور ہو گیا۔ گویا آپ حضور محدثِ اعظم ہند کے نعم البدل بن گئے۔ حضور محدثِ اعظم ہند کے عرس چہلم کے موقع پر اکابرین اسلام و خاندانِ اشرفیہ، علمائے حق، اربابانِ طریقت کی موجودگی میں شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق مارچ ۱۹۶۲ء کو آپکے سر پر جانشینی کا تاج رکھا گیا۔

منزلِ طریقت :

حصولِ علوم ظاہری سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے بعد حصولِ باطنی سے معمور ہونے کی خاطر آپ نے میدانِ طریقت میں قدم رکھا۔ اس میدان میں آپکو رہبر و رہنما ملا تو وہ بھی وقت کا شہسوار تھا، جسے ساری دنیا سرکارِ کلاں کے نام سے جانتی اور پہنچانتی ہے۔

حضرت سید مختار اشرف المعروف سرکارِ کلاں:

سرکارِ کلاں کی پیدائش ۱۳۴۲ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال ۹؍رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱؍نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات کو ہوا۔ آپ کی ذات آفتابِ اشرفیت اور تاجدارِ اہلِ سنت کی سی ہے۔ آپ اپنے عہد کے تمام مشائخین میں نہایت ہی ممتاز و اعلیٰ حیثیت کے مالک تھے۔ آپ جہاں بھی گئے، جس محفل میں جلوہ افروز رہے، سبھوں کی نظروں کا مرکز رہے۔ آپ کا چہرہ نہایت ہی نورانی تھا۔ دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا۔ اور گرویدہ ہوکر دامنِ کرم سے وابستہ ہو ہی جاتا، آپ دراصل خدائے عزوجل کی خاص نشانی تھے، اور حضرت خواجہ سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے فیضان کا واحد ذریعہ تھے۔ بلاشبہ آپکی شخصیت شریعت و طریقت کا آئینہ تھی۔ خلوت اور جلوت میں آپ کا عمل یکساں تھا۔ آپ جید عالم دین وولی کامل تھے۔ جن سے بے شمار کراماتیں وجود میں آئیں، گویا آپ مرشدِ کامل تھے، نہ جانے کتنوں کو آپ نے فیضانِ اشرف سے نوازا، نہ جانے کتنے علم وفضل سے آراستہ ہوئے اور آپ کے دامنِ کرم کے ذریعہ اپنے وقت کے امام کہلائے، اور مذہبِ اسلام کے عروج وارتقاء کا سبب بنے۔

سرکارِ کلاں خدا کے نہایت ہی محبوب بندے تھے آپ کے سینے میں عشقِ مصطفےٰ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ اپنے بچپن سے لے کر آخری سانس تک کوئی قدم بھی شریعت کے خلاف نہیں اٹھایا، اس میں کوئی شک نہیں کہ آپکی ذات ایک ہمہ جہت شخصیت تھی۔

بیعت وخلافت :

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے حقیقی ماموں حضرت سید مختار اشرف المعروف سرکارِ کلاں رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ اس عظیم شخصیت حضور سرکارِ کلاں سے آپ ۲۶ رشوال المکرّم ۱۳۸۱ھ کو شرفِ بیعت حاصل کیا۔ حضور سرکارِ کلاں رحمتہ اللہ علیہ بیعت کے بعد آپ کے سر پر خلافت کا تاج بھی رکھا، اور خاندانی وظائف و جملہ اوراد کی اجازت عطا فرمائی۔ پیر و مرشد کے روپ میں اس شفیق ماموں نے اپنے مرید باصفا اور عظیم بھانجے کے لئے محبت وشفقت کرم وعنایت کی تمام راہیں کھول دیں، اور آپ نے اپنے عظیم پیر و مرشد کی بارگاہ سے ہر طرح کے موتی سمیٹ لئے، اور آپ کی ذات سرکارِ کلاں کی روحانی وعلمی نوازشات کی مرکز بن گئی۔ اس طرح سے سرکارِ کلاں نے آپ کو علمی وعرفانی دولت سے مالا مال کر دیا۔

فراغت :

حضور شیخ الاسلام والمسلمین ابھی زیرِ تعلیم تھے کہ آپ کے والدِ بزرگوار حضور محدثِ اعظمِ ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کا وصال ہوگیا۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین اس عظیم صدمہ کے باوجود بھی اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔ مزید ایک سال اور آپ مدرسہ میں زیرِ تعلیم رہے۔ بالآخر ۱۰ رشوال المکرّم ۱۳۸۲ھ بمطابق جنوری ۱۹۶۳ء کو پچیس سال ایک ماہ دس دن کی عمر میں مدرسہ سے فراغت حاصل کر لی۔

ازدواجی زندگی :

آپ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے اپنی ازدواجی زندگی میں قدم رکھا، ضلع سلطان پور یوپی کے دوست پور گاؤں کے سادات گھرانے کے شریف ومعزز فرد حضرت سید اختر حسین صاحب کی دخترِ نیک اختر سے آپکا نکاح ۲۶ رشعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء کو ہوا۔ مناکحت کی رسم آپ کے پیر و مرشد حضور سرکارِ کلاں رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ ادا ہوئی۔ اکابرین اشرفیہ معتقدین ومتوسلین کے ایک جمِ غفیر نے اپنے ماتھے کی نگاہ

سے اس حسین و دلکش تقریب کا نظارہ کیا۔

تصنیفات :

اپنے بے مثال و بے نظیر خطبات کی طرح اہلِ سنت والجماعت کی اشاعت وترویج کے لئے اپنا قلم اٹھایا، آپ نے نثر نگاری کا آغاز اپنے زمانہ طالبِ علمی ہی سے شروع کیا۔ ہر نازک موڑ پر اپنی تحریر کے لئے اپنے مضبوط اور جامع خیالات کا اظہار فرمایا، آپکے خطبات کی طرح آپکی تصنیفات کا بھی جواب نہیں۔ نہایت ہی سنجیدہ اور علمی مباحثہ کو اپنایا۔ آپ اپنے زرین خیالات کا اظہار اردو زبان کو بنایا۔ اگر آپ چاہتے تو فارسی یا عربی کو بنیادی طور پر تحریری زبان بناتے۔ اگر آپکی تصنیفات کو پڑھا جائے تو آپکی تحریر میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اردو نثر کی بنیادی جز ہیں۔ اُردو ادب میں جتنے بھی مایہ ناز نثر نگار ہو گذرے ہیں، اگر وہ اس موجودہ صدی میں ہوتے تو وہ حضرات ضرور آپ کی تحریر سے استفادہ حاصل کرتے اور آپکی تحریر کے اسلوب اور سلاست و روانی کے ضرور قائل ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

آپکی تصنیفات کا مقصد یہ تھا کہ ملتِ اسلام کو گمراہی سے بچانا تھا۔ چنانچہ اسی مقصد کے تحت آپ نے اپنے نوک قلم سے ایسی ایسی باتیں وجود میں لائیں کہ قاری کو سعادت مندی کی زندگی حاصل ہو ہی جاتی ہے۔ آپ کی تصنیفات گویا اردو ادب پر ایک احسانِ عظیم ہیں۔

آپکی تصنیفات حسبِ ذیل ہیں :

(۱) مسئلہ حاضر و ناظر
(۲) اسلام کا تصورِ الٰہ اور مودودی صاحب
(۳) فریضہ دعوت و تبلیغ
(۴) اسلام کا نظریۂ عبادت اور مودودی صاحب
(۵) دین اور اقامتِ دین
(۶) اشترا کیت
(۷) شرح التحقیق البارعی فی حقوق الشارع
(۸) اسلام کا نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس

(۹) کنزالایمان اور دیگر تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ (۱۰) تفہیم الحدیث شرح مشکوٰۃ شریف
(۱۱) خطبات برطانیہ (۱۲) تحریک دعوت اسلامی کا تنقیدی جائزہ
(۱۳) ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال (۱۴) کتابت نسواں اور عصری تقاضے
(۱۵) الاربعین الاشرفی فی تفہیم الحدیث النبوی ﷺ (۱۶) تعلیم دین وتصدیق جبرائیل امین
(۱۷) مقالات شیخ الاسلام (۱۸) محبت رسول ﷺ روح ایمان
(۱۹) مسلم پرسنل لاء یا اسلامک لاء (۲۰) خطبات حیدرآباد

ان تصنیفات کے علاوہ آج کل آپ قرآن مجید کی تفسیر کرنے میں بے حد مصروف ہیں۔اب تک ۹ رپاروں کی تفسیر مکمل ہوکر منظر عام پر آچکے ہیں۔

بحیثیت شاعر :

آپ کے عظیم کارناموں میں آپکی شعروشاعری بھی ایک منفرد المثال کارنامہ ہے۔آپ نے اپنی شعر گوئی کا آغاز اپنے زمانۂ طالب علمی ہی میں کیا،آپ کی شاعری کا رجحان نعت مصطفےٰ ﷺ ہے۔آپ نعت گو شاعر کی حیثیت سے اپنا ایک عظیم مقام رکھتے ہیں۔آپ نے اپنی شاعری کو بھی عبادت کا ہی لبادہ اوڑھا دیا۔اسلئے کہ آپکا قلم صرف اور صرف سرکار مدینہ ﷺ کی مدح سرائی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔اس سے آپ ایک عاشق رسول ہونے کا بین ثبوت ملتا ہے۔آپ فن شاعری میں کسی کے بھی شاگرد نہیں۔ آپ کی شاعری اعلیٰ قدروں کا نمونہ ہے۔

دعوت تبلیغ وارشاد :

تکمیل علوم ظاہر و باطنی کے بعد آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوگئے۔اور دعوت تبلیغ وارشاد کے کام کا آغاز فرمایا۔اور نہایت ہی سچائی اور لگن کے ساتھ فریضۂ دعوت و ارشاد کا حق ادا کردیا۔آپ نے اپنی بالغ نظری اور بیدار شعوری سے اہل سنت والجماعت کی اشاعت وترویج کے انمٹ خاکے مرتب فرمائے۔آنے والی نسل اگر ان خاکوں کو گلے لگا

لے تو رشد و ہدایت کے چشمے اُبلنا کبھی بند نہ ہونگے۔

ماحول کے پیش نظر آپ کی تبلیغ ہوا کرتی ہے نہایت محبت بھرے انداز میں آپ اصلاح ونصیحت فرمایا کرتے ہیں۔آپ کے اس انداز سے لوگ آپ کے گرویدہ ہوکر قریب ہوجاتے ہیں اور عمل کی دنیا میں ایک انمٹ انقلاب پیدا ہوجاتا ہے اور گنہگار سے گنہگار کی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔محدثِ اعظم ہند جیسی قد آور شخصیت کا حلقۂ ارادت وسیع تر تھا اس حلقۂ ارادت کی حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے نہایت ہی شاندار نگہبانی کی اور اپنی رشد و ہدایت سے ایک عظیم تر حلقۂ ارادت پیدا کیا۔حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی بالغ نظری و بیدار شعوری سے اہلِ سنّت والجماعت میں ایک جان پڑگئی اور ہرسو اہلِ سنت والجماعت کی حقانیت کا چرچا ہونے لگا۔صرف ملک ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ بیرونی مما لک میں بھی رشد و ہدایت کا ایک عظیم کام انجام دیا،اور ایک نئی توانائی کے ساتھ مذہبِ اسلام کے پرچار میں جڑ گئے اور کم مدت میں ساری دنیا میں مذہب اسلام کی حقانیت کا پرچم لہرایا۔علم کی ایسی قندیلیں روشن فرمائیں کہ جہالت مٹتی نظر آئی اور ہر طرف اُجالا ہی اُجالا پھیل گیا۔آپ نے کیا اس دنیائے اسلامی میں قدم رکھا کہ باطل مٹتا ہوا نظر آیا اور حق غالب ہوگیا۔اور نام نہاد تحریکات پنپنے سے رہ گئیں،گمراہ انسانیت راہِ راست پر آتی دکھائی دی۔اپنے وقت کے جید علماء بھی آپ کے علم وفضل کے قائل ہوگئے۔گویا آپ حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعم البدل بن گئے۔

زیارتِ حرمین شریف :

آپ پہلی مرتبہ ۱۹۷۳ء میں اپنے برادرِ صغیر غازی ملت حضرت سید محمد ہاشمی میاں صاحب قبلہ، اپنی والدۂ محترمہ اور اپنی زوجۂ مبارکہ کے ہمراہ زیارت حرمین شریف سے سرفراز ہوئے۔اس حاضری کے بعد آپ کئی مرتبہ اس سعادت سے مشرف ہوئے۔ہر بار بارگاہِ رسالت سے فضل وعطا کی دولت سے مالا مال ہوگئے۔آپ اس مبارک سفر میں بے

شمار علماء ومشائخ عظام کے فیضان سے مستفیض ہوئے۔ آپکے علم وفضل پر اہلِ حرم نے خراج تحسین ادا کیا۔ بارگاہِ رسالت سے آپ بے شمار کمالات واوصاف سے سرفراز کیے گئے۔ آپ پر سرکارِ مدینہ ﷺ نے نوازشات کی بے انتہا بارش برسائی۔ یہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا ہی فیضان ہے کہ آپ جس طرف تشریف لے جاتے ہیں، سارا جہاں آپ کا ہو جاتا ہے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کی عطا ہی کا نتیجہ ہے کہ آپکے مدارج کو عروج ملا اور آپ کی روحانی قوت اور اعمالِ صالحہ کو ارتقاء نصیب ہوا۔ آج آپ رشد وہدایت کے مہتاب بن کر ساری دنیا میں چمک رہے ہیں، اور ساری دنیا کو فیضانِ سمنانی سے مستفیض فرمارہے ہیں۔ شریعت وطریقت کو اس کے اصل روپ میں پیش کررہے ہیں۔ ان تمام جملہ فیوض وبرکات کے تحت یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کی بزرگی توثیق سرکارِ مدینہ ﷺ سے ہو چکی ہے۔

بیرونی ممالک :

دورِ جدید میں فتنہ انگیزیاں سر چڑھ کر بول رہی ہیں، اور ہر سوان فتنہ انگیزیوں سے تباہی مچی ہوئی ہے، حضور شیخ الاسلام والمسلمین ان فتنہ انگیزیوں کے قلع قمع کے لئے سیر وسیاحت کو اپنایا، اور فراغت کے بعد سے آج تک ان فتنہ انگزیوں کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔ کئی ایک ایسے علاقے ہیں جہاں آپ پہنچ پہنچ کر ان فتنہ انگیزیوں کا سدباب کیا۔

ہر دور میں اُٹھتے ھیں یزیدیٔ فتنے

ہر دور میں شبیر جنم لیتے ہیں

گویا دورِ حاضر کے شبیر حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی قبلہ ہیں۔

بیرونی ممالک بھی ان فتنہ انگیزیوں کی زد میں تھے ۱۹۷۴ء میں آپ پہلی مرتبہ برطانیہ پہنچے۔ برطانیہ کے اہلِ عقیدت کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی، مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات نے آپ کو لندن کی روانگی کے وقت الوداع کیا، اور جب آپ پہلی

مرتبہ لندن پہنچے تو ایر پورٹ پر لندن کے مختلف شہروں کے عقیدت مندوں نے آپ کا پرتپاک استقبال فرمایا۔ آپ لندن کے مختلف شہروں میں ابرِ کرم بن کر برسے اور اپنے علم و فن، روحانی وعرفانی خطبات کے ذریعہ سات سمندر دور بسنے والے ان مسلمانوں کو نت نئے فتنوں سے بچا لیا، اور سبھوں کے دلوں میں خوفِ خدا اور عشق مصطفٰے کے چراغ روشن فرمائے، اس طرح سے بیرونی ممالک میں آپ مسلسل ۳۰ رسال سے پہنچ رہے ہیں۔ آپکی اس سیر وسیاحت کا ہی نتیجہ ہے کہ اہل ہندوستان کی طرح باشندگانِ بیرونی ممالک بھی فتنہ انگیزیوں سے بچ گئے، اور صحیح العقائد کے پیروکار بن کر رب کی بندگی بجالا رہے ہیں۔

بیرونی ممالک ایک ایسے رہبر ورہنما کے منتظر تھے جس کی صحبت صالحہ سے روحانی مدارج میں ترقی حاصل کر سکیں۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے روپ میں خدا نے ان کے اس عظیم مدعا کو پورا کیا، اور اس عظیم رہبر ورہنما کی قیادت میں روحانی مدارج میں ترقی حاصل کرنے لگے، اس طرح سے آپ خانوادۂ اشرفیہ کی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے مغربی ممالک میں مذہب اسلام کا پرچم بلند کیا۔

شیخ الاسلام کا خطاب :

تاریخی اعتبار سے ''شیخ الاسلام'' یہ معزز خطاب چوتھی ہجری سے استعمال کیا جانے لگا، خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت اس خطاب کی حامل تھی۔ رفتہ رفتہ یہ خطاب مذہبِ اسلام میں کثرت سے استعمال کیا جانے لگا۔ یہ خطاب علماء ومشائخین ومفتیان کرام کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا۔

اس باوزن خطاب کا حقدار وہی ہے جو حقیقی معنوں میں اس کا مصداق ہو۔ اس خطاب سے شخصیت کے کمالات واوصاف کا پتہ چلتا ہے۔ اسلئے کہ یہ خطاب اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن الشافعی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ جیسی جلیل القدر شخصیات کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ موجودہ عہد میں یہ 'باوزن خطاب'' حضرت سید محمد

مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کے لئے استعمال کیا جانے لگا ہے۔ ۱۹۷۴ء میں اکابرین اہلِ سنت والجماعت کی موجودگی میں اس خطاب سے آپکو نوازا گیا۔ اس بابرکت محفل میں مفتی اعظم ہند مولانا مفتی الشاہ مصطفیٰ رضا خان ابنِ علامہ الشاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے پیر و مرشد شیخ المشائخ حضرت علامہ سید مختار اشرف اشرفی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کے پیر و مرشد حضرت علامہ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، آپ کو شیخ الاسلام کے خطاب سے مخاطب ہونے لگے۔ اس طرح سے آپ دنیائے اسلام میں اسی خطاب سے معروف ہو گئے۔

''شیخ الاسلام'' اس خطاب کی روشنی میں اگر حضرت سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کی شخصیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو بجا طور پر ہمیں آپکی شخصیت اس خطاب کی مصداق نظر آتی ہے دراصل آپ کی شخصیت اکابرین و اسلافِ اہلِ سنت والجماعت کا نمونہ اور ان کے کردار کا عکس جمیل ہے۔ اسی بنا پر موجودہ عہد میں اس خطاب کا اطلاق آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے موزوں نظر نہیں آتا۔

عظیم الشان خطبات :

آپ کے خطبات کتابی شکل میں مرتب ہو کر علماء وطلباء، عوام و خواص میں دادِ تحسین حاصل کر رہے ہیں، آپ کے خطبات پڑھنے کے بعد یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ آپکے خطبات فکر و فہم کے اعلیٰ نمونے ہیں۔ آپ نے اپنے خطبات اور اپنی تصنیفات کے ذریعہ عہد حاضر کی نباضی کی ہے۔ آپ نے اپنے خطبات کو قرآن و حدیث، دلائل اور واقعات سے خوب سے خوب سنوارا ہے، اور اپنے منفرد المثال اندازِ بیان سے مردہ دلوں کو حیاتِ جاویداں بخشا۔ اپنے ہو یا بیگانے اس بات کے قائل ہیں کہ آپکے خطبات دل و دماغ کے تاریک گوشوں کو منور کر دیتے ہیں۔ آپ اپنے خطبات میں ایسے مسائل اور عظیم

نظریات پر روشنی ڈالی ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔ آپکی گفتگو کا انداز اور بحث ومباحثہ کا انداز نہایت ہی سنجیدہ ہوتا ہے۔ آپ کے ہر جملے سے رشد و ہدایت کی کرنیں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ آپ کے خطبات میں علمی وعرفانی وقار ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز سے خطاب کو نہایت ہی دلچسپ ودلنشیں بنایا جس سے اعلیٰ شعور ملتا ہے موجودہ دور کے خطیبوں سے بالکل ہٹ کر آپ نے آنے والی نسل کے لئے فکر وشعور کے اعلیٰ نمونے اپنے خطبات کے ذریعہ اجاگر کئے ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ نے نسلِ نو کے لئے جو شعور عطا کیا ہے، اس سے آنے والی نسل گمراہی اور ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے بچ سکتی ہے، اور دین اسلام کا پرچم بلند ہی رہے گا۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی ساری زندگی پر شریعت کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ آج کے اس پر فتن دور میں آپ کی شخصیت شریعت وطریقت کا سنگم ہے۔ آپکے علمی وعرفانی زندگی اور بے پایا فیض سے آج کی ساری انسانیت مستفیض ہو رہی ہے، اس تاریخ ساز شخصیت نے عشقِ رسول، علمی تبحر اور روحانی فیضان کا سارے عالم میں چرچا ہے۔ بڑے بڑے صاحبان علم وفضل نے آپکے علمی وقار کو تسلیم کر لیا ہے۔

آپکی تصنیفات اور آپکے خطبات، آپ کی شاعری رشد وہدایت کے عظیم مینار رہے ہیں۔ آپکی علمی اور ادبی خدمات کی تابانیاں دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل رہی ہیں۔ آپ کی علمی اور ادبی خدمات کا اگر تحقیقی جائزہ لیا جائے تو آنے والی نسل کے قلم کو جلا اور اپنی فکر کو ضیاء بخشنے کا بہترین ذریعہ مل جائیگا۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اپنی بہترین صلاحیتوں کے ذریعہ ساری دنیا میں ایک انمٹ علمی اور ادبی تحریک پیدا کر دی، اپنی نرالی تحقیقات سے پریشان حال اُمتِ مسلمہ کو راحت وسکون کا سامان فراہم کر دیا۔

دنیائے علم وادب آپکی علمی وادبی خدمات کے عظیم احسانات سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی، اس لئے کہ آپ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی سر بلندی، اور خدا جل جلالہ اور

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر وقف کردی ہے، اور علمی و ادبی کارناموں کی جیتی جاگتی تصویر بن کر اپنے آپ کو پیش کردیا ہے۔ اس پاکیزہ اور انقلابی شخصیت نے علم وعمل میں ایک زبردست انقلاب پیدا کردیا ہے، جس سے عوام اور خواص میں رشد وہدایت کی روشنی پھیلتی ہی جارہی ہے۔ یہی آپ کی زندگی کا نمایاں پہلو ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین موجودہ عہد کے عظیم خطیب، بہترین ادیب، بے مثال فقیہ، اور بے بدل مفسر اور لافانی شاعر ہیں اور آپ کی شخصیت علم وفضل، زہد وتقویٰ کی بہترین مثال ہے۔



شیخ الاسلام والمسلمین کے والد

مخدوم الملت محدثِ اعظم ہند حیات وخدمات

شمع اور پروانے کا رشتہ بہت گہرا ہے، اُدھر شمع روشن ہوئی ادھر پروانے کھنچے چلے آتے ہیں اور شمع پروانوں کی وارفتگی کا عجیب سماں بن جاتا ہے۔ شمع روشن ہونے کے بعد پروانے کو دعوت کی قطعی ضرورت نہیں۔ قابلِ غور بات ہے کہ شمع روشن ہوئی پروانے کچے دھاگے میں بندھے چلے آتے ہیں۔

آج سے تقریباً سو، سوا سو سال قبل جائس پر ایک ایسا ستارہ روشن ہوا جسکی ضیا پاشیاں صرف خطۂ شمال ہی کو نہیں کئی ممالک کو روشن وتابناک کر دیا۔ اس مردِ باصفا نے صرف گمراہ انسانیت ہی کو راہ راست پر ہی نہیں لایا بلکہ علم کی ایسی شمعیں روشن کر دیں کہ جس کی روشنی سے جہالت کا اندھیرا چھٹ گیا اور علم کی روشنی سے سارا جہاں جگمگا اٹھا۔ اس مردِ باصفا کو کروڑ ہا مسلمان محدثِ اعظم ہند کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں، محدث اعظم ان لوگوں میں سے نہیں تھے جن کی آواز خانقاہ کی چار دیواری ہی کے گرد چکر کاٹ کر رہ جاتی ہے۔ وہ ایسی عظیم شخصیت ہے جن کی آواز سے دنیا کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا۔ جن کی گھنگرج آواز نے مردہ دلوں کو جلا بخشی، جن کی پاکیزہ زندگی نے نجس زندگیوں کو پاکیزگی اور نفاست سے نوازا جن کی عارفانہ زندگی سے کچھوچھہ شریف بقعہ نور بن گیا، جن کی روشنی سے ہزاروں لاکھوں بھولے بھٹکے منزل مقصود پر پہنچ گئے جن کی جواں ہمتی نے مسلکِ اہلِ سُنت والجماعت کو بام عروج پر پہنچا دیا۔

مخدوم الملت حضور محدثِ اعظم ہند کی شخصیت کو جانچا اور پرکھا جائے تو آپکی شخصیت ہر زاویے سے کامل واکمل نظر آتی ہے۔ آپ ذہن وذکا وعلم وعمل۔ خطابات وتصنیفات، تحریرات وفقہات، عدل وانصاف شعر وسخن جملہ تمام فنونِ علوم میں اپنے عہد کے

منفرد المثال شخصیت کے حامل تھے ان گوناگوں خصوصیات سے آپ محدثِ اعظم ہند کہلائے۔ خطابت ایسی کہ خود خطابت کو ناز تھا۔ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی خطابت پر انگشت بدندان تھے۔

علامہ محمد محبوب اشرفی فرماتے ہیں۔

خطابت کو محدث صاحب کی ذات پر ناز ہے اہلِ باطل اور اغیار بھی حضرت کے علم وفضل اور تقریر وتحریر کا لوہا مانے ہوئے تھے۔ میرے زمانہ طالبِ علمی میں دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور کے سالانہ اجلاس میں حضرت کا بیان تھا جلسہ کے دوسرے روز میں اپنے والد مرحوم کے ساتھ اپنے مکان کے بیرونی حصہ میں بیٹھا ہوا تھا، پڑوس کے محلّہ کا ایک دیو بندی مولوی راستہ سے گذر رہا تھا، والد صاحب مرحوم نے آواز دے کر اس کو بلایا اور کہا کہ میں نے رات کے جلسہ میں آپ کو بھی دیکھا تھا۔ اچھا یہ بتایئے کہ حضرت محدثِ اعظم صاحب جیسا مقرر آپ کی جماعت میں بھی کوئی ہے اس دیو بندی مولوی نے کہا حق بات کہنے میں مجھے کوئی قباحت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محدث اعظم صاحب جیسی شان کا قادر الکلام مقرر آج ہندوستان میں کسی جماعت میں نہیں ہے اور یہ بات صرف میں ہی نہیں کہتا بلکہ ہماری جماعت کے تمام علما بھی یہی کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ الفضل ماشھد

> ت بـــه الاعــداء، فضل وکمال وہی ہے جس کی
> شہادت دشمن بھی دے۔

یہ بات مسلم ہے کہ قرآن فہمی کے لئے حدیث ہی ایک وہ ذریعہ ہے جس سے قرآن بہت خوب سمجھا جائے گا، جو علم حدیث میں ماہر ہوگا وہ یقیناً قرآن فہمی میں ماہر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے لگے تو جسے دیکھ کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا'' شہزادے اُردو میں قرآن لکھ رہے ہو''۔ محدثِ اعظم ہند نے قرآن کے لئے نہایت ہی سلیس اور شگفتہ زبان استعمال فرمائی۔ تفہیم وسلاست کے دریا بہادیئے۔ آپ نے ایسے نازک وقت میں قرآن مجید کا ترجمہ فرمایا جبکہ دشمن عناصر قوتیں اپنی ہوشمندی سے اپنے لئے بہت ساری سہولتیں پیدا کرلی تھیں اور اپنی چالاکی سے اہلسُنت والجماعت پر شب خون مارنے کی تیاریوں میں لگ چکی تھیں چنانچہ شیخ الاسلام فرماتے ہیں محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی ذات اقدس میں ملک وملت کی پاسبانی، قیادت وسیادت کے بے پناہ جوہر پوشیدہ تھے۔ اپنے عہد کے تمام سیاسی و مذہبی اُمور میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا آپ کبھی نہ حالات سے ڈر کر پست ہمت ہوئے نہ دشمنوں کے دباؤ میں آکر حق گوئی و بے باکی کے دامن کو چھوڑا بلکہ پوری دیانت داری کے ساتھ زندگی کے تمام گوشوں کو احاطہ فرما کر رہبری فرماتے رہے، چاہے ہندوستان کے فتنے ہوں، چاہے ملک سے باہر کے فتنے ہوں، ان تمام امور میں بے باک رہنمائی فرمائی، طریقت کے مسند پر رہ کر بھی آپ سیاست کی گتھیاں سلجھاتے رہے۔

علامہ مشتاق احمد نظامی فرماتے ہیں،

> یہ حضرت علیہ الرحمتہ کی جامع زندگی کا
> ایک گوشہ ہے کہ اگر وہ ایک طرف خطیب،
> مقرر، مناظر، مدرس، شیخ طریق تو دوسری طرف
> ملک کے سیاسی لہروں پر بھی اپنی گہری نگاہ رکھتے

تھے وہ حالات سے منہ موڑنے کے عادی نہ تھے،
بلکہ بگڑے ہوئے حالات کا رخ بدلنے میں ایک
خاص وصف کے مالک تھے۔اس دنیا میں ایسے
لوگ بار بار نہیں آتے۔حضرت بسا اوقات خود
بھی فرماتے میں رات کا مقرر دن کا پیر ہوں۔

انسانی ہمدردی اور رواداری کے پیش نظر آپ نے اپنی ساری زندگی مخلوق خداوندی کے لئے وقف کر دی تھی، رات کی نیند، دن کا چین سب کچھ دین اسلام کے لئے وقف تھا۔ تادم حیات دین اسلام کی وہ خدمت انجام دی جس کی نظیر نہیں ملتی ہندوستان و بیرون ہندوستان ہر جگہ پہنچ کر ابرِ رحمت کی طرح برستے رہے،لوگوں کو انگلیاں پکڑ پکڑ کر برائیوں کے دلدل سے نکالتے رہے،اپنی ولایت کی نظروں سے خدا کے متلاشیوں کو جام بھر بھر کر پلاتے رہے۔

حضرت علامہ سید حامد اشرفی جیلانی فرماتے ہیں:

آپ کی ذات گرامی منارۂ نور مرجع
خاص وعام تھی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین متین کی
حفاظت و صیانت میں گزارا، پورے سال سفر
میں رہ کر وعظ و تقریر سے مخلوق خدا کو مستفیض اور
نور ایمان سے مستنر فرماتے رہے۔ رمضان
المبارک میں صرف ایک ماہ کے لئے اپنے وطن
مالوف کچھوچھہ شریف قیام فرماتے۔

محدثِ اعظم ہند کی تمام تر زندگی سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق تھی۔آپ نے اپنے اعمال کو نہایت صالح رکھا۔ بلند اخلاق کے پیکر تھے۔ ساری زندگی صوم وصلوٰہ کی پابندی کرتے رہے۔ مجاہدات وریاضات شاقہ کے ذریعہ سلوک کی اونچی منزلیں طے

کرتے رہے۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب نظر تھے، اپنی ولایت کو مخلوقِ خداوندی سے چھپانا چاہا، مگر رب تبارک وتعالیٰ کو یہ کب منظور تھا۔ بالآخر کرامتوں کا پیالا لبریز ہو گیا۔ آپ کی ولایت کو ظاہر ہونا تھا ظاہر ہو ہی گئی۔ بے شمار لوگ آپ کی خرق و عادت کے چشم دید گواہ تھے۔ چنانچہ

علامہ محمد محبوب اشرفی فرماتے ہیں:

> ملتان میں ایک ولی کی مزار کی زیارت کے لئے حضرت تشریف لے گئے تو ان ولی کے مبارک ہاتھ مزار سے نکلے اور حضرت نے مصافحہ فرمایا، وہاں کے علماء اور ہزاروں افراد اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں اور حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر وہاں کے کئی ہزار آدمی مرید ہوئے۔ یوں تو ملک اور بیرونِ ملک میں کئی لاکھ حضرت کے مرید ہیں۔ کیوں نہ ہوں حضرت پر نبی کونین ﷺ کا خاص کرم تھا۔

محدثِ اعظم ہند کی شخصیت نہایت ہی پر وقار تھی، جس جگہ جس علاقہ میں آپ تشریف لے جاتے وہاں عید کا سماں بن جاتا۔ بستی بارونق بن جاتی، لوگوں کا، عقیدت مندوں کا، متعلقین ومریدین کا جم غفیر رہتا۔ آپ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے لئے سبھوں کا ایک تانتا بندھا رہتا۔ سب کے چہروں پر خوشیوں کی لہریں دوڑتی رہتیں۔ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہو جاتے۔ اور مذہب اسلام کی طرف کشاں کشاں چلے آتے، ایک طرح کا روحانی اور انمٹ انقلاب بپا ہو جاتا گھر کے گھر کوچے کے کوچے مذہب اسلام کی صداقت اور سچائی پر جان نثار ہونے کے لئے مچل جاتے، سب کی زبانوں پر مذہب اسلام کے سچائی اور بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی

جماعت کی عظمت کے قصیدے سنائی دیتے، اللہ کے محبوبین کی پہچان یہی ہے کہ ان کے وجود کی برکتوں سے ہزاروں بھولے بھٹکے راہ راست پر آجاتے ہیں۔ منزل کے متلاشیوں کو منزلِ مقصود حاصل ہوجاتی ہے، دل ودماغ کو چین وسکون حاصل ہوجاتا ہے، بزرگانِ دین اولیائے کرام کی وہ مبارک ذاتیں جن سے مذہب اسلام کو بے انتہا عروج حاصل ہوا اور مذہب اسلام کی حقانیت کا بول بالا ہوا۔

مخدوم الملت حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت رسول عربی ﷺ کے عشق ومحبت کا بے بدل نمونہ تھی آپ کی جملہ زندگی کا نچوڑ عشقِ مصطفیٰ میں ڈوبا نظر آیا۔ آپکے خطبات، آپ کی تحریرات اس بات کی شاہد ہیں۔ حضور محدث اعظم ہند نے اس ولولۂ عشق کو تحریر وتقریر کے ذریعہ انمٹ نقوش چھوڑے۔ یوں ہی شعروشاعری کا ایک انوکھا انداز لئے عشق مصطفیٰ کے پیمانوں کو انڈھیل دیا جس کا ثبوت آپ کا نعتیہ دیوان ”فرش پر عرش“ ہے۔

مدینہ کی زمیں بھی کیا زمیں معلوم ہوتی ہے
لئے آغوش میں خلد بریں معلوم ہوتی ہے

تیرے جودوکرم کی ہر ادا میں یا رسول اللہ
نمود شانِ رب العالمین معلوم ہوتی ہے

اللہ عطا پوشی اللہ خطا پوشی
کملی میں چھپائے ہیں مجرم کی گنہ کوشی

خدائے پاک کے اخلاق ہیں سیرت محمد کی
جمالِ حق کا آئینہ بنی صورت محمد کی

محمد مصطفیٰ مان جانا
نماز عشق کو پڑھنا

یہی بام حقیقت کا ہے مدینہ
مری تعلیم ہے سینہ بہ سینہ

وغیرہ

مولانا محمد یونس نظامی الہٰ آبادی فرماتے ہیں کہ:

> آپ کے کلام میں شیرینی ولذت، جذب واثر کی فراوانی ہے ہر شعر میں ایک نیا لطف ہے جس غزل یا نظم کو پڑھئے، بغیر اختتر تک پڑھے جی نہیں بھرتا، نعت گوئی تو آپ کا خاص فن ہے۔
>
> منقبت میں نہ افراط ہے نہ تفریط مگر جوش عقیدت کا یہ عالم کہ منقبت ہے آپ کو اس میں محو کردے۔

حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی شاعری میں شیرینی کی حلاوت سے طبیعت پُر کیف ہو جاتی ہے اور عشق مصطفےٰ ﷺ کا انمٹ ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر پیدا ہو جاتا ہے۔

آپ قلم کے بھی بے تاج بادشاہ تھے، یہی وجہ ہے کہ دیگر فنون کی طرح آپ کی نثر نگاری بھی بے حد مقبول اور کامیاب رہی۔ آپ نے نثر نگاری کے ذریعہ بھی عشق مصطفےٰ ﷺ کے گوہر لٹا دئے ہیں۔ اپنے نوک قلم سے بے شمار مسائل کی گتھیاں سلجھائی ہیں، جہاد باللسان کی طرح آپ نے جہاد بالقلم بھی کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کے قلم سے پھوٹتے ہوئے چشموں نے تشنگانِ علوم کو خوب سیراب کر دیا۔

سید قاسم محمود اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں فرماتے ہیں کہ:

> کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ قرآن پاک کا اردو میں ترجمہ وتفسیر لکھے، تفسیر بھی تین پارے کے قریب لکھی تھی کہ انتقال ہوگیا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی سوانح حیات، حیات غوث العالم کے نام سے لکھے۔ ''اتمام حجت'' اور تقویٰ القلوب آپکی مناظرانہ قسم کی تصانیف ہیں۔

مخدوم الملت حضور محدثِ اعظم ہند الرحمتہ والرضوان کی ساری زندگی اہلِ سنت والجماعت کی اشاعت وترویج کی تگ ودو میں گزری۔ اپنی عمر کا سارا حصہ دین کی اقامت کیلئے وقف کردیا۔ بالآخر بوقت ظہر بروز پیر مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء بمطابق ۱۶؍رجب المرجب ۱۳۸۱ھ کو علوم وفنون کا سورج ڈوب گیا جو نہایت ہی اعلیٰ وارفع خوبیوں اور خصوصیات کا حامل تھا۔ رشد وہدایت کا مہتاب تھا۔ اہلِ سنت والجماعت کا تاجدار تھا، کمال کا شہسوار تھا جو اپنے کمال وفن میں بے مثل ومثال تھا۔

ایسی ممتاز اور عظیم المرتبت شخصیت کا آج تک بدل نہ ہوسکا، جن کی شان، شانِ بے نیازی، جن کا خلوص، جن کا دینی رجحان، جن کا مخلوق خداوندی سے شغف، خدا کی طرف سے ہمارے لئے ایک خصوصی انعام تھا۔ جن کے چلے جانے سے دنیائے سُنیت سونی ہوگئی جن کا دنیا سے اٹھ جانا گویا علوم وفنون کا ہی اٹھ جانا ہے جن کی رہبری ورہنمائی سے نہ جانے کتنے سنبھلتے گئے اور نہ جانے کتنے بھولے بھٹکے منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔

مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی فرماتے ہیں،

> حضرت اقدس کی ذات گرامی کی علوالمرتبی محتاج بیان نہیں عیاں راچہ بیان۔ آپ کے وفات کی اطلاع جہاں جہاں جسکو ملی اس کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ دل پکار اٹھا کہ تمہارے جانے سے دنیا سونی ہوگئی۔ نہیں موت آگئی، اے گھر والو بے سہارا نہ ہوئے۔ دنیائے سُنیت بے سہارا ہوگئی وہ اپنے آقا کی نعمت سے محروم ہوچکی ہے، آہ تمہیں یتیم نہیں ہوئے۔، ہم سب یتیم ہوگئے۔

موت العالم موت العالم

تذکرئہ حضرت خواجہ

سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہء چشت کے نہایت ہی باکمال اور باکرامت بزرگ ہوگذرے ہیں ۔ آپ کا سلسلئہ حسب حضرت علاؤالحق پنڈوی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔ جس مقدس ذات گرامی کے پیرانِ عظام کے سلسلہء حسب کی کڑی سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے جاملتی ہو اس ذات گرامی کی عظمت و جلالت اور مرتبہ کا کیا کہنا۔

پیدائش وابتدائی تعلیم وتربیت:

حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ ۷۰۸ھ میں ملک ایران کے علاقہ سمنان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلئہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا ۲۰ واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنان رحمتہ اللہ علیہ کے والد گرامی سلطان سید ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ فارس علاقہ کے قدیم اسلامی سلطنت کے بے مثال دیندار تاجدار تھے۔ جو نہایت ہی کامیاب اور عدل پسند حاکم وقت تھے جس کا شہرہ قرب و جوار، دور دراز تک پھیلا ہوا تھا۔ بادشاہانِ وقت سلطان سید ابراہیم کی اور آپکی حکومت کی بے انتہا عزت کیا کرتے تھے، اس عظیم الشان حکومت کا دارالحکومت علاقہ سمنان تھا۔ اس حکومت سے ساری رعایا خوش تھی بلکہ اس حکومت کے سایہ میں زندگی بسر کرنے پر انہیں فخر حاصل تھا۔ حاکم وقت اور ان کی زوجہ رب کائنات کی ہر نعمت سے مالا مال تھے ، ان کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں تھی اگر کمی تھی تو اولاد کی ۔ یہی وجہ تھی کہ بیگم صاحبہ اور حاکم وقت دونوں کا چہرہ غمگین اور متفکر رہا کرتا تھا۔ سلطان بیگم صاحبہ اسی غم میں چور

اولاد جیسی نعمت کے لئے اپنے بزرگوں سے متوجہ ہوا کرتی تھیں، بزرگوں کی طرف اس جستجو کا یہ نتیجہ نکل آیا کہ ایک مجذوب نے آپ کے گھر اولاد ہونے کی بشارت دی۔ اس مجذوب کی بشارت کے مطابق سلطان سید ابراہیم کے گھر ایک نہایت ہی خوبصورت اور ذہین نیک فال بچہ پیدا ہو گیا جس کی بلند اقبالی اور سعادت مندی نے شاہی گھرانے کو رونق و کرامت سے نوازا۔ یہ آنے والا بچہ عام بچوں کی طرح نہیں تھا بلکہ امین شریعت، پیکر طریقت اور آئینہء حقیقت تھا۔ علوم ظاہری اور علوم باطنی کا وہ مہتاب تھا جس کی روشنی سے ایک عالم کو منور ہونا تھا۔ وہ ایسا بچہ تھا جس کے چہرے کی زیارت ذکر الٰہی کی طرف متوجہ کراتی تھی جس کی صحبت میں بیٹھنے والا رحمتِ الٰہی سے ہمکنار ہو جائے۔ ایسا پاکیزہ اور پاکباز بچہ جب بولنے چالنے لگا تو دستور کے مطابق اس مقدس بچہ کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دے کر ''اشرف'' کو علم ظاہری سے خوب سنوارا گیا۔

رب ذوالجلال نے اس ظاہری تعلیم کے بعد اعلیٰ وارفع کمالات سے سرفراز کرنے کے لئے بہترین روحانی انتظامات فرمائے اور انہیں روحانی انتظامات میں پروان چڑھ کر حضرت خواجہ سید اشرف مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہو گئے۔

اس روحانی سفر کے لئے آپ کی والدہ بہترین معاون و مددگار ثابت ہوئیں۔ آپ کی والدہ نہایت ہی پارسا اور اپنے وقت کی رابعہ ثانی تھیں۔ آپ اس مقدس اور پاکیزہ گود میں پل کر پروان چڑھے اسی صالح تربیت کا یہ نتیجہ ملا کہ حضرت خواجہ اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت فقر و درویشی کے رنگ میں رنگ گئی، اور ترک دنیا پر طبیعت آمادہ ہوئی، آپ علوم ظاہری کی آراستگی سے ۱۴ سال کی عمر میں ۷۲۲ھ میں سبکدوش ہی ہوئے تھے کہ داغِ یتیمی کو اٹھانا پڑا اور حکومت کی ساری ذمہ داری آپ کے سر آ گئی آپ کی طبیعت تو فقر و درویشی میں رنگی ہوئی تھی۔ حکومت کی طرف آپ کا قطعی رجحان نہیں تھا۔ مگر والدہ کے حکم سے تخت شاہی کو قبول کرنا پڑا۔ ۷۲۳ھ میں آپ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ آپ نے اس منزل پر بھی اپنا ثانی نہیں چھوڑا۔ اس خصوصیت کی بنا پر چار سو آپ کا شہرہ ہونے لگا۔ عدل وانصاف

آپ کی حکومت کی خصوصاً خصوصیت تھی۔ آپ نے اپنے ابتدائی دورحکومت ہی میں علوم ظاہری کے ہر طرف مراکز قائم کئے۔ تعلیم کے ایسے انتظامات فرمائے کہ ہر طرف جہالت مٹتی نظر آنے لگی، ہر گھر میں علم کے ساتھ ساتھ اسلام بھی آیا۔ طرز اسلامی آپ کی حکومت کی بنا پر رعایا مذہب اسلام سے محبت کرنے لگی۔ اور پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونے کی کوشش کی جانے لگی، جس کی وجہ سے آپ کو"اوحدالدین" کہا جانے لگا۔

آپ کی حکومت میں تو چار چاند لگ ہی گئے مگر آپ کی طبیعت حکومت کی طرف بالکل مائل نہیں تھی۔ آپ کسی غیبی اشارے کے منتظر تھے کہ کوئی اشارۂ غیبی ملے اور تخت وتاج کو لات مارے، اور فقر و درویشی کی زندگی کو اختیار کرے۔ چونکہ آپ کو آپ کی والدہ کی اجازت بھی نہیں تھی اس لئے آپ نے خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو غیبی اشارہ ہوجانے کا اشارہ دے دیا تھا اس لئے آپ اپنی والدہ کی فرمانبرداری اور خضر علیہ السلام کے کہنے پر حکومت کرنے لگے۔ بالآخر وہ وقت آہی گیا کہ آپ کو غیبی اشارہ ہوگیا۔ اشارہ پاتے ہی آپ نے اپنی والدہ سے اجازت حاصل کر لی اور شاہی لباس کو اتار دیا، اور حکومت کو ٹھوکر ماردی، اور علوم باطنی کی پیاس بجھانے کے لئے اپنے پیر ومرشد کی تلاش میں نکل پڑے۔ اس کا نقشہ سید المفسرین مخدوم الملت حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے اپنی تصنیف غوث العالم میں یوں رقم طراز ہیں،

> سلطان اوحدالدین سید اشرف کو دیکھئے
> دس بیس برس تاجداری کی تھی کہ ۲۷ رمضان المبارک شب قدر میں حضرت خواجہ خضر آگئے اور کہا کہ اشرف اب وقت آگیا اٹھ کھڑے ہو اور ہندوستان کی طرف چل دو تمہارے پیر تمہارا بڑا انتظار کر رہے ہیں۔ سلطان اس خبر سے خوش ہوگئے، نماز فجر پڑھ کر والدہ ماجدہ کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور سارا حال کہہ کر رخصت و
اجازتِ سفر طلب کی ماں نے ناز پروردہ فرزند کو
خوشی سے الوداع کہا اور فرمایا کہ جان مادر
تمہارے نانا حضرت احمد یسوی نے تمہاری
پیدائش سے پہلے مجھ سے خواب میں فرمایا کہ
تیرے بطن سے آفتابِ غوثیت نکلے گا، جاؤ تم کو
عالم کی فریاد رسی مبارک ہو۔ سلطان نے اپنے
چھوٹے بھائی سلطان مولانا سید محمد کو تخت و تاج
اور سب سے منہ موڑ کر ہندوستان کی طرف متوجہ
ہوئے۔

اس طرح دس سال کی مدت تک حکومت کرنے کے بعد ۷۳۳ھ میں آپ نے ترکِ سلطنت کر دیا۔ اور بارگاہِ پیرومرشد میں حاضر ہونے کے خاطر اور باطنی علوم کے تکمیل کے لئے ملک ہندوستان کی طرف رختِ سفر باندھا۔

تکمیل علوم باطنی :

علومِ ظاہری کی آراستگی کے بعد علوم باطنی کی تڑپ کی بنا پر آپ کو اپنے وطنِ عزیز سمنان سے ہجرت کرنا پڑا۔ آپ بخارا، سمرقند، وغیرہ سے ہوتے ہوئے ملکِ ہندوستان داخل ہوئے۔ ملکِ ہندوستان میں اوچہ شریف جو شہر ملتان کے قریب ہے پہنچ کر حضرت جہانیانِ جہاں گشت سے شرفِ ملاقات حاصل کی اور آپ سے برکات و انعامات سے اپنے آپکو مشرف فرمایا۔ حضرت جہانیانِ جہاں گشت نے آپ کو آپ کے پیر کی بارگاہ میں پہنچنے کی تلقین فرمائی۔ اس تلقین نے آپ کو مزید بے چین و بے قرار کر دیا اور آپ نہایت تیزی کے ساتھ کوئے جاناں کی طرف بڑھنے لگے۔ راہ میں جس بزرگ سے آپ کی ملاقات ہوتی،

وہ بزرگ کوکوئے جاناں کی طرف تیزی سے بڑھنے کی تلقین کرتے اس سے آپ کی بے چینی اور بڑھ گئی۔ اسی بے چینی و بے قراری کے عالم میں آپ بہار شریف کے علاقہ منیر میں پہنچے۔ حضرت یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔ جنازہ بالکل تیار تھا۔ حضرت یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کی وصیت آپ ہی کو اپنی نماز جنازہ ادا کرنے کی تھی۔ جونشانیاں آپ کی حضرت یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ نے بتائی تھیں، حضرت سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی وہ تمام نشانیاں ظاہر فرمائیں، لوگوں نے جب جانچا، پرکھا تو وصیت کے مطابق آپ ہی کی ذات ثابت ہوئی۔ آپ آگے بڑھے اور نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ پہلے پہل تو آپ نے حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ کو ہی اپنا پیر ومرشد تصور کیا تھا، اور حضرت یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کے جنازہ کو دیکھکر آپ کے دل ودماغ پر غموں کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا اور آپ کا دل پاش پاش ہوگیا۔ مگر حضرت یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت نے آگے بڑھکر آپ کو سنبھالا اور کہا کہ فرزند اشرف گھبراؤنہیں تمہارے پیر مسندِ رشد وہدایت پر جلوہ افروز ہیں اور وہ تمہارا انتظار فرمارہے ہیں۔ یہ دلاسہ پاکر آپ بے انتہا خوش ہوئے۔ اور آپ حضرت یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ سے بے پناہ فیض حاصل کیا، اور نہایت ہی بے چینی اور بے قراری کے عالم میں کوئے جاناں کی طرف بڑھ گئے۔ راہ میں جس بزرگ سے آپ کی ملاقات ہو جاتی ہر بزرگ آپ کو نعمت عظمیٰ سے مالا مال کر دیتا۔ آپ کی بے چینی و بے قراری سے ادھر آپ کے پیر ومرشد بے خبر کیسے رہتے بلکہ ہر گام پر ہر منزل پر آپ کی خبر لیتے رہے۔ نگرانی فرماتے رہے۔

بارگاہِ پیر میں حاضری :

بالآخر وہ مبارک گھڑی آ گئی، اور حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کوئے جاناں پہنچ گئے، اس منظر کو سید المفسرین اپنی نادر و نایاب تصنیف غوث العالم میں یوں پیش کیا ہے

''ایک دن شیخ قیلولہ فرمارہے تھے جیسے ہی

آنکھ کھلی فرمایا کہ دوست کی مہک دماغ میں آرہی ہے اسوقت محافہ جو حضرت شیخ کو ان کے پیر و مرشد سلطان الواصلین حضرت شیخ اخی سراج الدین رضی اللہ عنہ سے ملا تھا اس کے تیار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس محافہ پر خود رونق افروز ہوئے، اور دوسرا محافہ خالی اپنے ساتھ لے لیا۔ اور آبادی پنڈوہ سے باہر تشریف لے جانے لگے۔ حضرت شیخ کے چلتے ہی سب چھوٹے بڑے نیاز مند ساتھ ہو لئے اور تمام شہر میں غل مچ گیا کہ حضرت شیخ کسی بزرگ کے استقبال کو جارہے ہیں۔ اس خبر نے عام اہلِ شہر میں جوش پیدا کر دیا اور لوگ جوق در جوق گھر سے نکل کر حضرت شیخ کے ہمراہ ہو لئے۔ یہ عظیم الشان ہجوم لئے ہوئے حضرت سنبھل کے درخت کے نیچے اترے اور وہاں ٹھہر گئے۔ سامنے غبار سا نظر آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم کیا کہ مسافروں کا قافلہ آرہا ہے۔ حضرت شیخ نے ایک خادم کو قافلے میں دریافت کے لئے بھیجا اس نے آکر بیان کیا کہ ایک نورانی شخص ملک سمنان کے رہنے والے جن کا نام اشرف ہے حاضرِ خدمت ہورہے ہیں، یہ سن کر شیخ خوش ہوگئے اور چند قدم آگے بڑھے ادھر سے مولانا السلطان دوڑے اور شیخ کے قدم پر سر کو رکھدیا۔ حضرت شیخ نے سر کو ہاتھوں سے اٹھا کر سینہ سے لپٹا

لیا اور دیر تک سینہ سے لگائے رہے۔''

بیعت وخلافت :

حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ جب بارگاہِ پیر میں پہنچے تو نگاہِ پیر نے آپ کو علوم باطنی سے آراستہ و پیراستہ فرمایا، اور آپ کو ۷۳۵ ہجری میں داخلِ سلسلہ فرمایا اور خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ اس نعمتِ عظمیٰ کے بعد آپ تقریباً چھ سال ۷۳۵ھ تا ۷۴۱ھ صحبتِ پیر و مرشد میں رہے۔ اسی عرصے میں حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ پیر سے فیضانِ لازوال کو خوب سمیٹ لیا اور اسی عرصے کے دوران حضرت خواجہ سید اشرف کو'' جہانگیر'' جیسے عظیم خطاب سے نوازا گیا۔ اس سے حاسدین بھڑک اٹھے اور چہ میگوئیاں شروع کردیں، مگر آپ کے اس جلال نے سارے معاملے کو ٹھنڈا کردیا۔

حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ فنا فی الشیخ کی جیتی جاگتی تصویر بن گئے۔ اطاعت و فرمانبرداری کے پیکر بن گئے۔ حضرت سید اشرف ایک مرتبہ اپنی لنگوٹ کس رہے تھے، پیر نے پوچھا سید زادے کس کام میں مشغول ہو ؟ آپ نے عرض کیا کہ کمر خدمت باندھ رہا ہوں، اس پر شیخ نے فرمایا کہ اگر باندھتے ہو تو مضبوط باندھنا کچھ درمیان میں نہ رکھنا۔ پیر و مرشد کی اس بات کو آپ نے سمجھ لیا کہ ازدواجی زندگی کی نوبت ہی نہ آئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے نکاح نہیں فرمایا۔

کچھوچھہ شریف کو آمد :

حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد کی نگرانی میں جب مجاہدات و ریاضات کا سفر طے کر چکے تو اب وقت آ گیا مخلوقِ خداوندی کے نفع رسانی کی خاطر آپ کو بارگاہِ پیر و مرشد سے بھی ہجرت کرنی پڑی۔ جس جگہ سکونت اختیار کرنے کی نشاندہی آپ کے پیر و مرشد کر چکے تھے۔

۷۴۲ھ میں پیر و مرشد کی جانب سے تجویز شدہ مقام کی تلاش کی تیاریاں خواجہ سید اشرف نے شروع کر دی۔ نکلنے کا دن عید الفطر طے ہوا۔ بعد نماز عید الفطر آپ کے پیر و مرشد نے شایانِ شان طریقے سے حضرت جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کو رخصت فرمایا۔ سب سے پہلے جونپور پہنچے، کچھ عرصہ وہاں قیام فرمایا عوام و خواص کو داخلِ سلسلہ فرمایا۔ فیوض و برکات کے گوہر لٹاتے ہوئے وہاں سے بھی نکل پڑے۔ پھر وہاں سے ایک جگہ کرمینی جو جونپور کا ہی ایک موضع ہے، وہاں پہنچے اس لئے کہ آپ کے پیر و مرشد کے ارشاد کے مطابق یہ جگہ بالکل مشابہت رکھتی تھی۔ مگر آپ نے کشف کے ذریعہ معلوم کیا یہ وہ جگہ نہیں ہے جس کی نشاندہی آپ کے پیر و مرشد نے فرمائی تھی، پھر وہاں سے آپ موضع بھڈ ونڈ پہنچے جو کہ کچھوچھہ مقدسہ سے لگا ہوا موضع ہے۔ یہاں پہنچنے کے بعد آپ نے تمام علاقہ کا جائزہ لیا، آپ نے وہ تمام نشانیاں یہاں پائیں جس کی نشاندہی کی گئی تھی۔ آپ کو معلوم ہوا کہ یہاں تالاب کے وسط میں ایک جوگی رہتا ہے، آپ نے اپنے ایک خادم کے ذریعہ حکم صادر فرمایا کہ وہ یہ جگہ خالی کر دے،۔ وہ جوگی اپنے پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ رہا کرتا تھا، اسے فخر و غرور تھا اس لئے وہ اس جگہ سے نکلنے سے انکار کر دیا جب آپکو اسکے انکار کا علم ہوا تو آپ نے اپنی روحانی طاقت سے نبرد آزما نہیں ہوئے بلکہ اپنے ایک خادم جمال الدین راوت کو بھیجا جو نئے نئے حضرت کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے تھے۔ خادم جب جانے لگے تو آپ پان کھا رہے تھے اپنے منہ سے نوالہ نکال کر خادم کے منہ میں ڈال دیا، اس سے خادم میں ایک نئی طاقت ایک نئی توانائی آئی۔ جوگی مقابلے میں ہار گیا اور اپنے مع ساتھیوں کے ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد اس دن پانچ ہزار لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور اطراف و اکناف کے سادات کرام بھی آپ کی بارگاہِ میں پہنچ کر حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اس طرح سے آپ اس علاقہ میں سکونت اختیار کرنے میں کامیاب ہوئے جو کہ آپ کے پیر و مرشد کی نشان کردہ جگہ تھی اس علاقہ کا نام آپ نے روح آباد رکھا۔

سیر وسیاحت :

روح آباد رشد و ہدایت کا مرکز بن گیا۔ چہل پہل بڑھ گئی اور یہ علاقہ نغمۂ توحید سے گونج اٹھا اس علاقہ سے صرف ملکِ ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ کر آپ تبلیغِ اسلام فرماتے رہے۔

۷۸۵ھ میں آپ نے بیرونی ممالک کے سیر و سیاحت کا آغاز فرمایا، تقریباً ۱۵ر سال تک آپ ملکِ ہندوستان سے باہر رہے اور دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ کر طالبانِ تشنگان کو خوب سے خوب سیراب فرماتے رہے۔ اس پندرہ سالہ عرصہ میں جزیرۃ العرب کے علاوہ مصر، شام، عراق اور ترکستان کے مختلف علاقوں اور شہروں سے گذرے۔ اس سفر میں بے شمار مشائخین عظام سے شرف ملاقات حاصل کی اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ ان علاقوں سے ہوتے ہوئے پھر آپ حرمین شریفین پہنچے پھر آپ ملکِ ہندوستان آئے۔ جہاں سے آپ ملکِ یمن ہو آئے۔ ہندوستان پہنچ کر آپ سب سے پہلے بارگاہِ پیر و مرشد میں پہنچے، مزید آپ نے یہاں چار سال گذارے۔ اس عرصہ میں بھی آپ نے اپنے پیر و مرشد سے بہت کچھ حاصل کیا، پھر یہاں سے حرمین شریفین پہنچے، اسکے بعد آپ جیلان پہنچے، آپکی خالہ زاد بہنیں یہاں رہا کرتی تھیں، اپنی بہن سے ملاقات فرمائی، یہ بہن نہایت ہی پارسا اور پرہیزگار خاتون تھیں، اس نیک بخت خاتون کے صاحبزادے عبدالرزاق سے آپکو بے حد لگاؤ تھا، سید عبدالرزاق کو بھی آپ سے بے پناہ عقیدت تھی، اس بنا پر عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ نے تادمِ حیات آپ کی خدمت میں رہنے کی خواہش ظاہر فرمائی، چونکہ سید عبدالرزاق ابھی عمر میں کم تھے، اسلئے آپ کے والدین نے اس خواہش سے باز رہنے کی تاکید فرمائی۔ مگر سید عبدالرزاق اپنی اس خواہش کی تکمیل پر بضد تھے۔ آخر کار سید عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ کو آپ کی خدمت نصیب ہوئی۔ حضرت خواجہ سید اشرف رحمتہ اللہ علیہ نے نہ صرف آپ کو اپنی خدمت میں رکھا بلکہ انہیں اپنی فرزندی میں قبول فرمایا، اور فیوض و برکات کے سمندر سید عبدالرزاق کے سینے میں انڈھیل دیئے اور

آپ کونورالعین کے خطاب سے نوازا، آپ کوفرزندی میں لینے کا واقعہ ۷۶۴ھ یا ۷۶۵ھ کا ہے۔

دوسری مرتبہ آپ کی سیر و سیاحت تقریبا ۱۰ رسالہ عرصہ پر مشتمل رہی، عبدالرزاق نورالعین کو اپنی فرزندی میں قبول فرماکر پورے دس سال کے بعد ۷۶۸ھ میں ہندوستان لوٹے، ملکِ ہندوستان میں پہنچتے ہی آپ اپنے آرام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جنوبی ہندوستان کی طرف نکل پڑے۔ ریاست گجرات پہنچ کر یہاں ابرِ کرم بن کرخوب برسے۔ پھر یہاں سے ہوتے ہوئے جنوبی ہندوستان میں گلبرگہ پہنچے۔ اس علاقہ میں ابھی حضرت خواجہ بندہ نوواز گیسودراز پہنچے بھی نہیں تھے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ گلبرگہ شریف میں سب سے پہلے اشاعتِ اسلام کی بنیاد آپ ہی نے رکھی۔ ابھی آپ گلبرگہ شریف میں ہی تھے کہ رب تبارک وتعالیٰ کی جانب سے آپ کو مقامِ غوثیت پر فائز کیا گیا۔ یہ واقعہ ۷۷۰ھ کا ہے اس کے بعد آپ کچھوچھہ مقدسہ واپس چلے آئے۔ یہاں پہنچ کر بھی آپ نے اپنے آرام کا خیال نہیں کیا۔ کچھوچھہ شریف کے اطراف واکناف میں بادل بن کر برستے رہے۔ اس طرح آپ نے یہاں بارہ سال گزارے۔ آخر وہ دن آ گیا کہ ۷۸۶ھ میں آپ کو محبوبِ یزدانی کا خطاب ملا۔ اوراسی سال آپ تیسری مرتبہ بارگاہِ پیرومرشد میں پہنچے، مزید فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے، پھر کچھوچھہ مقدسہ پلٹ آئے۔ ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے سرزمین فلسطین نے آپ کو پکارا۔ آپ کے قدم کہاں رکنے والے تھے، اہلِ فلسطین کو لبیک فرمایا، یہ آپ کا تیسرا دورہ تھا۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ نظام یمنی بھی تھے جو ملک یمن کے دورے کے درمیان آپ سے مرید ہوئے تھے۔ سلسلئہ مداریہ کے بانی حضرت سید زندہ شاہ مدار بھی اس سفر میں تھوڑے روز ہمسفر رہے، ملکِ فلسطین پہنچ کر آپ نے وہاں کے مسلمانوں کے بازو بن گئے۔ اوراہلِ فلسطین کے ایمان و دین کو مضبوط و مستحکم کر دیا۔ وہاں سے ملکِ روم پہنچے، وہاں کے مسلمانوں کے دین وایمان کو مضبوط و مستحکم فرمایا، پھرآپ ملکِ ہندوستان لوٹے، ہندوستان آتے ہی دوسری مرتبہ گلبرگہ شریف پہنچے، اب

ئی بار حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز گلبرگہ شریف پہنچ چکے تھے۔ دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوئی، اور آپ اسلام کی ترویج و اشاعت میں حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی مدد فرمائی، اور علم و عرفان کے گوہر لٹاتے ہوئے ریاستِ گجرات پہنچے، یہاں بھی آپ نے لوگوں کو خوب خوب سیراب فرمایا۔

اس عظیم دورے کے بعد آپ وسط ایشیاء کے دورے پر نکل پڑے۔ یہ آپ کا چوتھا سفر تھا، اس بار آپ نے ملکِ شام، ملک فارس وغیرہ کا دورہ فرمایا۔ اور مذہب اسلام کا پرچم بلند فرمایا۔ پھر وہاں سے آپ فرزند اسلام حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات فرمائی۔ اس کے بعد آپ اپنے وطن سمنان پہنچے۔ آپ کی والدہ وصال فرما چکی تھیں۔ پھر آپ ملکِ ہندوستان لوٹے۔ ہندوستان آتے ہی اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں پنڈوہ شریف پہنچے۔ آپ کے پیر و مرشد کا وصال ہو چکا تھا۔ اس بار آپ نے ۸۰۱ھ تا ۸۰۳ھ پنڈوہ شریف قیام فرما کر کچھوچھہ مقدسہ پہنچے۔ پنڈوہ شریف کا آپ کا یہ آخری سفر تھا۔

حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر محبوبِ یزدانی اپنی ساری زندگی رشد و ہدایت کے گوہر لٹاتے رہے۔ سیر و سیاحت کی تمام صعوبتوں کو برداشت کرتے رہے مگر فیض رسانی میں کوئی کمی آنے نہیں دیا، تادمِ حیات آپ کا سلسلہ جاری رہا، چونکہ آپ اپنے جد کریم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے، یومِ عاشورہ کے وظائف نہایت ہی پابندی سے ادا کرتے بلکہ ان دنوں آپ پر سکوت و حیرت طاری رہا کرتی تھی۔

علالت :

حضرت محبوبِ یزدانی اپنی زندگی میں سخت سے سخت علیل رہے۔ آپ کو شفا ملتی رہی مگر جب وقتِ وصال قریب آیا تو سخت علیل ہوئے، اس بار علالت جاں بر نہ ہو سکی، جس سال آپ نے آخرت کی طرف رختِ سفر باندھا، اس سال جب آپ نے محرم کا چاند دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میرے جدِ کریم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اسی ماہ میں شہادت ہوئی، اگر مجھے بھی یہ ماہ نصیب ہو جائے تو بہت خوب بات ہوگی۔

آپ کی صحت بالکل گرگئی یومِ عاشورہ کے اورادو وظائف کو ایسے نازک عالم میں بھی نہیں چھوڑا۔

وصال شریف :

آپ اپنی زندگی ہی میں اپنا روضہ تعمیر کروا چکے تھے۔آپ نے اپنے ماتھے کی نگاہ سے اپنے روضہ کو ملاحظہ فرمایا۔ روضۂ مبارکہ کی خوب سیر فرمائی، روضہ کو ہر طرف سے خوب اچھی طرح دیکھا۔ درختوں کو موزوں جگہ دیکھ کر پسند فرمایا۔ آستانہ بھی تیار ہے اور قبر بھی تیار ہے ایسے موڑ پر آپ قلم اور کاغذ لے کر اپنی تیار شدہ قبر میں اتر گئے۔ایک شبانہ روز قبر میں مجاہدہ فرمایا۔اور اپنی تیار شدہ قبر میں بیٹھ کر ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ جو''رسالہ قبریہ'' کے نام سے مشہور بھی ہے اور دستیاب بھی ہے اس رسالہ کو بشارت المریدین بھی کہتے ہیں۔اس رسالہ میں آپ نے اپنے موقف کو ظاہر فرمایا ہے۔ اپنے عقیدہ کو سمجھایا ہے اور اپنے مقام ومرتبہ سے بھی واقف کرایا ہے اور ساری مخلوقِ خداوندی سے بے پناہ محبت کا اظہار فرمایا ہے۔

اس مجاہدے کے بعد محرم کی ۲۸ تاریخ ۸۰۸ھ کو قوالوں کو بلایا اور حکم صادر فرمایا کہ قوالی شروع کرو۔قوالوں نے جب قوالی کو شروع کیا تو عالمِ وجد میں آئے اور قوالوں کے ساتھ خود یہ اشعار پڑھتے رہے۔

خو یتر زیں دگر نباشد کار یا خنداں رود بجانب یار
سیر بسید جمال جاناں را جاں سپاردنگار خنداں را
تنگ در برنگا بر گیرد تا قیامت بخواب درگیرد

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے بوقت عصر روح پاک قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی انا للہ و انا الیہ راجعون تادمِ حیات شدت سے نمازوں کی پابندی فرماتے رہے اور آخری وقت اپنا ہو یا پرایا، دوست ہو یا دشمن سب کو معاف فرمادیا۔

صحائفِ اشرفی حصہ دوم کے صفحہ نمبر ۱۳۱ر پر آپ کے آستانہ کے تعمیر ہونے کی تاریخ یوں بیان کی ہے" تاریخ بنائے مبارک عرش اکبر ہے جس سے سات سوتر انوے ہجری نبوی نکلتا ہے، گویا آستانہ تعمیر ہونے کے ۱۵ سال بعد آپ اس فانی دنیا سے رخصتِ سفر باندھا۔ آپ کے وصال کے وقت بے شمار اولیاء اللہ اور عقیدتمندوں کا ایک جم غفیر تھا۔

آپ کے خلفاء :

آپ کے خلفاء کی ایک لمبی فہرست ہے، یہاں صرف اہم خلفاء کا ذکر کیا جا تا ہے۔

۱: حضرت عبد الرزاق نور العین : خلیفہ اوّل سجادہ اجل محبوب یزدانی۔
۲: شمس الدین فریاد رس اودھی رحمۃ اللہ علیہ
۳: مولانا شیخ الاسلام ساکن احمد آباد گجرات۔
۴ : سید السادات مجمع البرکات سید حسام الدین زنجانی پونوی (پونا) رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

آپ کی تصنیفات :

اسلام کی اشاعت وترویج میں آپ نے اپنی ساری زندگی لگا دی ۔ اس قدر مصروفیات کے باوجود آپ نے صبح قیامت تک مخلوقِ خداوندی کی رشد وہدایت کی خاطر اپنی گراں قدر تصنیفات کا ایک ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑ رکھا ہے۔ مختلف موضوعات پر آپ نے قلم اٹھایا ہے، جس میں تصوف، فقہ، عظمت سادات، فتاویٰ وغیرہ جیسے عظیم عنوانات شامل ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں زیادہ تر تصوف ہی چھلکتا ہے۔ آپ کی تحریر شدہ کتابوں کے ناموں سے ہی پتہ چلتا ہے کہ یہ کتابیں عربی اور فارسی میں تحریر شدہ ہیں، ان تمام تصنیفات میں ایک تصنیف بزبانِ اردو ہے جس کا نام" رسالہ تصوف واخلاق" ہے۔

آپ نے جو یہ کتاب اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے اس کتاب کو اردو نثر کا نقش اوّل کہا گیا ہے۔

حضور محدثِ اعظم ہند کی عظیم شاہ کار غوث العالم میں حضرت خواجہ سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات سے متعلق یوں درج ہے،

رسالہ تصوف واخلاق (بزبان اردو) اس رسالہ کو سب سے پہلے میر نذر علی دردؔ کاکوروی نے دریافت کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ حضرت سید اشرف جہانگیر والی مجلّہ ضخیم کتاب کو میں نے خود دیکھا ہے۔ ضرورتاً اسمیں صفحے ڈالے گئے ہیں، اس کتاب کے صفحہ ۱۸ کا ایک ٹکڑا ہے۔

اے طالب آسمان زمین سب خدا ہیں جو تحقیق جان اگر تجھ میں کچھ سمجھ کہ ذرہ ہے تو صفت کے باہر بھیتر تمام ذات ہی ذات ہے۔

میر نذر علی دردؔ کاکوروی کا یہ تحقیقی مقالہ بعنوان ''شمالی ہنداوراردو'' سالنامہ یادگار ۱۹۳۴ء میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔ فاضل مقالہ نگار نے رسالہ تصوف واخلاق کو اردو نثر کا نقش اوّل قرار دیا ہے۔ یہ مضمون علم وادب کی دنیا میں اس قدر فکر انگیز رہا کہ پروفیسر حامد حسن قادری نے اپنی معرکتہ الآرا کتاب داستان تاریخ نثر اردو میں میر صاحب کے تاریخی انکشاف کو پورے طور پر سراہا۔ مجھے یاد پڑتا ھیکہ غالباً ۱۹۵۲ء یا ۱۹۵۳ء میں پروفیسر احتشام حسین بھی قومی آواز لکھنو کے سنڈے ایڈیشن میں اردو نثر کے اس اربابِ فکر ونظر کی توجہ کو مبذول کرایا تھا اس سلسلے میں راقم الحروف کی درخواست پر حضرت سجادہ نشین سرکارکلاں نے بھی میر نذر علی دردؔ کاکوروی کو خط تحریر کیا تھا جس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ رسالہ

تصوف و اخلاق کے ضروری اور بنیادی اقتباسات کو تقد و تبصرہ کے ساتھ کتابی صورت میں ترتیب دے چکا ہوں اور اب اشاعت کی فکر میں ہوں خدا کرے کہ یہ کتاب جلد از جلد شائع ہو جائے اور علمائے زبان و ادب کے لئے چراغِ راہ منزل کا کام کرے۔

مذکورہ حوالہ حضرت خواجہ سید اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے اردو نثر کے محسنِ اول ہونے کی شہادت دیتا ہے۔

آپ کی تصنیفات کے نام حسبِ ذیل ہیں :

۱ : رسالہ غوثیہ
۲ : رسالہ مناقب اصحاب کاملین مرات خلفاء راشدین
۳ : بشارت الاخوان
۴ : فوائد الاشرف
۵ : اشرف الفوائد
۶ : رسالہ بحث وحدہ الوجود
۷ : تحقیقات عشق
۸ : مکتوبِ اشرفی
۹ : اشرف الانساب
۱۰ : مناقب سادات
۱۱ : ارشاد الاخوان
۱۲ : فتاوائے اشرفی
۱۳ : دیوان اشرف
۱۴ : رسالہ حجۃ الذاکرین
۱۵ : رسالہ تصوف و اخلاق (اردو)
۱۶ : بشارۃ المریدین یا رسالہ قبریہ وغیرہ

حضرت خواجہ سید اشرف سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت علاؤ الحق پنڈوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی کمال اطاعت پر یہ بشارت دی تھی کہ ''سید مبارک ہو تمہارے فرزند دینی کے لئے بارگاہ پروردگار میں خواہش کی ہے کہ تمہارے واسطے فرزند سر حلقہ سلسلہ اور تمہارے خاندان کا پیشوا ہو، اور تمہارا نام زمانہ میں اس فرزند سے روشن ہو اور وہ فرزند تمہارے خاندان کا ہوگا۔

آپ کے پیر و مرشد کی بشارت کے مطابق رب کائنات نے آپ کو ''عبدالرزاق نورالعین'' کی شکل میں ایک ایسا فرزند جلیل ملا کہ سارا زمانہ اس فرزند جلیل ''عبدالرزاق انورالعین'' پر ناز کرتا رہا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس فرزند جلیل حضرت عبدالرزاق نورالعین رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ رب کائنات نے ہر دور میں ایسے ایسے فرزند جلیل عطا کئے جو اپنے وقت کے بے مثال فقیہ، محدث، مفتی، اور جملہ کمالات کے پیکر بن کر ابھرے جس کی مثال کسی دور میں یہ دنیا پیش نہ کرسکی۔

فی زمانہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی اس خاندان کے ایسے جلیل القدر فرزند ہیں جس کی مثال آج کی دنیا دے نہیں سکتی، جو موجودہ دور کے بہترین محدث، بہترین مفسر، بہترین مصنف، بہترین شاعر، بہترین فقیہ، بہترین مفتی، بہترین صوفی، لاثانی، خطیب، لاثانی ادیب، اور انشا پرداز ہیں۔ ایسی باکمال شخصیت جن کے سینے میں علم و عرفان کا انمٹ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن ہے۔ جب آپ خطابت کی کسی مسند پر ہوتے ہیں تو حضرت فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کے پیکر بن کر چھا جاتے ہیں۔ جب آپ مسندِ رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں تو حضرت امام غزالی کے پرتو بن جاتے ہیں۔ جب آپ شعر و سخن کے میدان میں آجاتے ہیں تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تصویر بن جاتے ہیں۔ آپ کی بحث، آپکی گفتگو سننے والا یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ فی زمانہ امام افہام و تفہیم ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے:

خاندانِ سمنان کی شان ہیں مدنی   اہلِ سنت کی آن ہیں مدنی
یک زمانہ فدا ہے مدنی پر   سارے زمانے کی جان ہیں مدنی

باب دوّم

شیخ الاسلام والمسلمین

سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

کی

جامع شخصیت اوصاف وکمالات

الف : شیخ الاسلام والمسلمین کی جلیل القدر دینی وعلمی خدمات

ب : شیخ الاسلام والمسلمین ایک پیر کامل مرشد اکمل

ج : شیخ الاسلام والمسلمین رشد وہدایت، فضل وکمال کے آفتاب درخشاں

د : شیخ الاسلام والمسلمین اور تصوف وعرفان

ت : شیخ الاسلام والمسلمین کی فقہی بصیرت

ث : شیخ الاسلام والمسلمین خانوادۂ اشرفیہ کے گلِ سرسبد

۔۔۔۔۔۔۔۔مومن کی زندگی کا ہر وہ لمحہ،
جو خدا کے قانون سے غافل نہیں ہونے دیتا،
عبادت ہے خواہ وہ مومن مسجد میں ہو یا خانقاہ میں،
بازار کے ہنگاموں ہو یا مشینوں کی گھما گھمی میں ہو
۔۔۔۔۔ترکِ دنیا یہ نہیں کہ دنیا سے الگ ہو جاؤ،
ترکِ دنیا یہ ہے کہ دنیا میں رہو لیکن ''خالقِ دنیا''
سے غافل نہ ہو جاؤ۔

(ماخوذ مقالاتِ شیخ الاسلام)

(الف)

شیخ الاسلام والمسلمین کی

جلیل القدر دینی و علمی خدمات

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی علمی و دینی خدمات دراصل آپ کی بلند وارفع سیرت کی آئینہ دار ہے۔ آپ کی دینی خدمات کا اگر طائرانہ جائزہ لیا جائے تو آپ کی جامع شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کی ذات میں بے پناہ خلوص، خدمتِ اسلام کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر، اور حق گوئی و بے باکی کا ایک عظیم سرمایہ ملتا ہے۔ بیرونی ممالک کے پُر جوش دورے اس بات کا بین ثبوت ہیں۔ دنیا بھر کے بے شمار دوروں سے آپ نے باطل کے ایوانوں میں عقائد حقہ کا پرچم بلند کیا۔ دشمنانِ اسلام کو ان کے گمراہ کن اور تباہ کن عقائد سے روشناس کرایا۔ انتہائی جوانمردی، حق گوئی اور بے باکی سے اسلام کی حقانیت کا چراغ روشن فرمایا، وعظ و نصیحت کے ذریعہ بھولے بھٹکوں کو منزلِ مقصود پر پہنچایا۔ تصنیف و تالیف کے ذریعہ علم و ادب کے گل کھلائے۔ المختصر ''جہاد باللسان''۔ جہاد بالقلم کے ذریعہ احکامات شریعت کی اشاعت و ترویج میں اپنی ساری زندگی لگادی۔

آپ کی علمی و ادبی کاوشوں سے ایک ایسا چراغ روشن ہوا جس سے موجودہ ساری صدی جگمگا اٹھی۔ اگرچہ آپ کے پاس کوئی مادی طاقت نہیں ہے۔ لیکن آپ نے اپنی روحانی برکات سے ساری دنیا میں رہنے بسنے والے ہر طبقہ کو متاثر کیا۔ آپ کی فقیرانہ زندگی اور سادگی سے دلوں پر حکومت قائم ہوگئی۔ آپ نے اپنی اخلاقی، عملی اور روحانی فیضان کے ذریعہ انگنت لوگوں کو ایمان اور عرفان کی لازوال دولت سے مالا مال کیا۔ آپ کے یہ تمام عظیم کارنامے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کر سکتے۔

قوم مسلم کو جہالت جیسی لعنت سے چھڑانے کے لئے ساری دنیا میں علم دین کے

بے شمار چراغوں کو روشن فرمایا، جس سے ساری دنیا گا ہے بگا ہے روشن ہوتی نظر آرہی ہے۔
حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اپنی علمی لیاقت اور روحانی طاقت کے ذریعہ دینی وعلمی خدمات کی ایسی فضا ہموار کردی جس کے ذریعہ ساری دنیا میں علم وصداقت کا پرچم لہراتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اور اس پرچم تلے ایک ایسی صالح جماعت تیار ہوجائے گی جس سے تمام تاریکیاں دور ہوجائیں گی۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین ایسے پرُ آشوب دور میں پیدا ہوئے جبکہ نت نئی جماعتیں بنام اسلام ومسلم تھیں۔ کوئی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کا جھانسہ دے رہا تھا تو کوئی اعمال صالحہ کی اسپرٹ پیدا کرنے کا جھانسہ دے کر عقائد حقہ پر شب خون مارنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا، تو کوئی نام نہاد صوفی راہ سلوک کے نام پر لوگوں کو گمراہیوں کی گھاٹ میں اُتارنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔

آپ طالبِ علمی کے دور ہی سے اس پراگندہ ماحول کے قلع قمع کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔ بعد سند فراغت کے آپ نے اس جذبہ کو اور پرُ جوش بنا دیا۔ سرگرم تبلیغی وروحانی دوروں کا آغاز فرمایا، دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ کر اپنے منفرد المثال وعظ وتقریروں کے ذریعہ عقائد حقہ کی اور بیجنل تصویر پیش کی، اعمالِ صالحہ میں نئی جان ڈالدی۔ اپنے اخلاق وکردار کے ذریعہ تصوف کے صحیح مفہوم سے ساری دنیا کو آگاہ کیا۔ اپنی نجی نشستوں میں رموزِ شریعت وطریقت سے روشناس کرایا، جس سے ساری دنیا میں ایک انمٹ انقلاب پیدا ہوگیا۔ اور ساری دنیا اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد حقہ سے روشناس ہونے لگی۔ ہرسو اہل سنت والجماعت کے متوالوں کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر اُمنڈ پڑا۔ آپ نے ساری دنیا میں عقائد حقہ کے تحت چلنے والے علمی اداروں کی سرپرستی کی اور ہر طرف علمی ودینی اداروں میں ممتحن بن کر پہنچتے اور طلباء کی علمی لیاقتوں اور صلاحیتوں کو خوب پرکھا اور باصلاحیت طلباء کی رہبری فرمائی انہیں خوب سنوار کر نکھار کر بہترین علماء وفضلا کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

فتویٰ نویسی :

حضور شیخ الاسلام والمسلمین قبلہ علم فقہ میں کمال کی صلاحیت رکھتے ہیں۔موجودہ صدی کے آپ ایک عظیم اور بے مثال مفتی ہیں۔بڑے سے بڑے مفتیان کرام آپ کے تحقیقی فتوؤں کے قائل ہیں۔آپ مسلک ابوحنیفہ کے پیرو کار ہیں۔یہی وجہ ہے کہ علم فقہ و اصول میں آپ میں حضرت ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی علمی ذہانت اور فقہی مطانت جھلکتی ہے۔

نہایت ہی نازک اور پیچیدہ مسائل پر نہایت ہی تحقیقی اور تشفی حنفی فقہ کی روشنی میں لاجواب فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔آپ کی ذہانت سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔آپ اپنے اصولوں کی روشنی میں ہر مسئلہ کا صحیح حل تلاش کر لیتے ہیں۔آپ کے فتوؤں میں گہرائی، لچک ،وسعت ،رخصت سہولت کے تصورات کارفرما ہیں۔جو دنیائے اسلام میں عظیم الشان فکری اور علمی کارناموں کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ صرف مفتی بے بدل ہی نہیں بلکہ آپ کی ذاتِ گرامی قوت اجتہاد سے معمور ہے آپ مقلد ہونے کے باوجود فتویٰ میں اجتہادی رنگ رکھتے ہیں۔

موجودہ دور سائنسی دور کا مرہونِ منت ہے،نت نئی ایجادات کے استعمال جائز یا ناجائز کے مسئلوں نے قومِ مسلم کو حیران و پریشان کر دیا ہے۔ایسے ماحول میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اس کا سدِ باب کیا۔اس کی مثال نہیں۔غرض یہ کہ فقہ کی خوبیوں اور کمالات کے ذریعہ آپ دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

شیخ الاسلام کا عقیدہ :

آپ کی تصنیفات،آپ کے خطبات،آپ کی شاعری وغیرہ سے،آپ کا عقیدہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔آپ کی ذات اہل سنت والجماعت کی روح رواں ہے آپ کا عقیدہ وہی ہے جو آپکے اسلاف کا ہے غوث وخواجہ کا ہے،صحابہ کرام کی مقدس جماعت کا ہے تابعین ،ائمہ مجتہدین ،اولیائے عظام کا ہے۔اندرون ملک ہو یا بیرونی

ملک ساری دنیا میں اہلِ سنت والجماعت کی اشاعت وترویج کے لئے آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ لگا ہوا ہے۔

آپ کی تصنیفات :

دینی علوم میں آپ کی شخصیت حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام غزالی جیسی عظیم شخصیتوں کی پرتو ہے۔ جیسے آپ کے خطبات فصاحت وبلاغت سے معمور ہیں۔ تصنیفات میں آپ کا اسلوب بیان نہایت ہی موثر اور معلومات کا خزانہ ہے۔ آپ نے اپنی تصنیفات میں صاف وسلیس انداز اختیار کیا ہے۔ جس سے آپ کی تحریر کے کمالات کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ یہ آپ ہی کا اعجاز ہے۔

آپ کی تقریباً ۲۰ کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں اس کے علاوہ قرآنِ مجید کی تفسیر کے کام کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ دیگر کتب کی انفرادیت کی طرح آپ کی اندازِ تفسیر کا بھی جواب نہیں، ہر خاص وعام آپ کے اس اندازِ تحریر سے متاثر نظر آتا ہے۔ آپ کی تفسیر اس چاند کی مانند ہے جو پورے آب وتاب کیساتھ تاریکی کو منور کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے ماہنامہ المیزان کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کیا مشکوٰۃ شریف کی مفصل شرح لکھنے کا سلسلہ بھی شروع کیا مگر افسوس کہ ماہانہ المیزان کے بند ہو جانے کے بعد شرح کا سلسلہ بھی موقوف ہو گیا۔ مگر آپ نے بنام الاربعین الاشرفی چالیس احادیث کی شرح عوام الناس کے سامنے پیش کیا۔ جس میں مشہور ومعروف احادیث کی شرح، عالمانہ، فاضلانہ ومحققانہ طرز پر کی گئی ہیں۔ یہ چالیس احادیث مشکوٰۃ شریف کے کتاب الایمان ہی کا حصہ ہے۔

بیرونِ ملک میں آپ کی تصانیف پر بہت بڑا کام ہو رہا ہے۔ امریکہ سے ابوالمنصور محمد احمد سہروردی اشرفی، گلوبل اسلامک مشن کے تحت حضرت شیخ الاسلام کی تصانیف کو دیگر زبانوں میں شائع فرما کر مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے جس کے

ذریعہ دین اسلام کی عظیم خدمت انجام پذیر ہورہی ہے۔

آپ کی شاعری :

صرف نثر نگاری میں ہی آپ کا مقام بلند وارفع نہیں ہے بلکہ اردو شاعری میں بھی آپ نے شاعرِ مشرق علامہ اقبال کی یاد تازہ کرادی۔ آج ساری دنیا میں تجلیاتِ سخن کی شکل میں آپ کا نعتیہ دیوان دادِ تحسین حاصل کررہا ہے۔

اشاعتِ سلسلہ وتربیت مریدین :

چونکہ آپ کی شخصیت میں غوث اعظم کا طرز، خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا رنگ نظر آتا ہے۔ آپ کی شفقت ومحبت، وعظ ونصیحت میں کل اولیاء اللہ کی جھلک نظر آتی ہے اس لئے آپ کی بارگاہ میں عاشقانِ مصطفےٰ کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر پہنچ کر آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہوکر مسرور نظر آتا ہے۔ ساری دنیا میں آپ کے مریدین، معتقدین کا ایک وسیع دائرہ پھیلا ہوا ہے۔ ساری دنیا میں آپ ابر کرم بن کر برستے ہیں۔ تمام احبابانِ اہل سنت والجماعت کی فلاح وبہبودی، ترقی ونجات کے لئے آپ دن رات کوشاں ہیں۔ آپکو تمام سلاسل سے خلافت واجازت حاصل ہے۔ طالب کی طلب وخواہش پر شریکِ سلسلہ فرمالیتے ہیں۔ ورنہ عموماً سلسلہ اشرفیہ چشتیہ میں شریک فرمالیتے ہیں۔

علمی شان :

موجودہ صدی میں تمام علماء وفضلا وفقہا میں شیخ الاسلام کی علمی شان نہایت ہی اعلیٰ وارفع ہے۔ علم فقہ ہو یا علم تصوف بلکہ ہرفن میں آپ کو کامل دسترس حاصل ہے۔ قرآن و حدیث پر مکمل عبور حاصل ہے۔ قوتِ حافظہ کمال کا ہے ایک مرتبہ جس کتاب کو غور وخوص سے دیکھ لیتے ہیں یاد رہ جاتا ہے۔، ہرسوال کا تحقیقی وتشفی جواب عطا فرماتے ہیں۔ افہام و تفہیم کا طریقہ اس قدر آسان اور موثر ہے کہ سائل مطمئین ہوکر اٹھتا ہے۔ موجودہ صدی میں آپ کے علم وفضل کی شہرت کا ڈنکا ساری دنیا میں بج رہا ہے۔ وسعت علم اور کمال فن ہی کی

بنا پر آپ موجودہ صدی کے تمام علماء فقہا سے سبقت لے گئے اب دنیائے اسلام میں کوئی عالم ایسا نہیں جو آپ کی شان علمی اور عظمت وکمال کا قائل نہ ہوں۔ غزالئی دوراں حضرت علامہ سید سعید احمد کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی شان اپنے دور کے تمام علماء وفقہا سے بڑھ کر تھی جو سرزمین پاکستان میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸۶ء میں سرزمین پاکستان پر وصال فرما کر وہیں مدفون ہوئے۔ یہی بزرگ نے حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے علم فقہ وفتاویٰ کی عظمت اور تحقیق کا مکمل اعتراف کرتے ہوئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین کو رئیس المحققین کے خطاب سے نوازا۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی علمی مجلس میں جو شریک ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے علم وفضل اور آپ کی شخصیت کا گرویدہ ہوجاتا ہے۔

خطابت :

دنیائے خطابت میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے دیگر فنون کی طرح خطابت کے فن آپ کی دینی خدمات محیط نظر آپ نہایت ہی عظیم الشان خطیب ہیں۔ نہایت ہی آسان اور موثر ہر خاص وعام کے سمجھ میں آنے والا انداز آپ اختیار فرماتے ہیں۔ انداز بیان ایسا کہ الفاظ آپ کی زبان پر آنے کے لئے قطار لگائے کھڑے رہتے ہیں۔ نہایت ہی بلیغ انداز میں عوام الناس کو متاثر اور قائل فرماتے ہیں۔ آپ کی خطابت اور زبان دانی کا شہرہ اندرون ملک وبیرونی ممالک ہر طرف ہے۔

جب آپ مسند خطابت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ آپکی زبان سے علم کا دریا بہہ رہا ہے۔ آپ کی خطابت کی سب سے بڑی یہ خصوصیت ہے کہ سامعین میں جس کی جیسی پیاس ہے۔ ویسے ہی اس کے لئے تسکین کا سامان میسر ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے زور خطابت سے صرف اپنوں کی اصلاح نہیں کی بلکہ بہت سارے دشمنان اسلام کو بھی دامنِ اسلام سے وابستہ کرادیا۔ اس سلسلے میں آپ نے اپنی خطابت کا جو نمایاں کردار ادا کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں۔

آج کل آپ اپنی ضیف العمری کی وجہ سے آپ نے خطابت سے پرہیز اختیار کر لی ہے۔ مگر خاموش دورے جاری و ساری ہیں۔ نجی نشستوں میں وعظ و نصیحت جاری ہے۔ ان دنوں قرآنِ مجید کی تفسیر میں مصروف ہیں، ۹/ پارے کی تفسیر طباعت کی منزل سے گذر کر عوام الناس میں دادِ تحسین حاصل کر رہی ہے اس طبع شدہ تفسیر میں پہلے پارے کی تفسیر حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ہے جو کہ حضور محدثِ اعظم ہند نے اپنی حیات میں تفسیر کا کام ادھورا چھوڑا تھا اس تفسیر کی کڑی کو حضور شیخ الاسلام آگے بڑھا رہے ہیں۔

آپ کی بزرگیت کا اعتراف :

جب ملک ہندوستان کے نامور علماء و مشائخ کی نگاہوں نے دیکھا کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی ذات گرامی اہلِ سنت والجماعت کی ترجمان ہے اور آپ کی شخصیت پیکر رشد و ہدایت ہے اور تشنگان معرفت کے لئے ایک منبع اور سرچشمہ ہے اور طالبان راہِ سلوک کے لئے سایہ رحمت ہے اور آپ علم و فضل زہد و تقویٰ کی فقید المثال شخصیت ہیں تو ۱۹۷۴ء میں علماء و مشائخ نے آپ کو "شیخ الاسلام" کے خطاب سے نوازا یہ آپ کی بزرگیت کا اعتراف ہے جو نامور علماء و مشائخ نے آپ کو اس عظیم خطاب سے نوازا۔

دینی اداروں کی سرپرستی :

دینی ادارے دراصل مسلمانوں کی دینی بے داری کے ترجمان ہیں۔ جہاں سے قوم مسلم کو ایسے سپوت ملتے ہیں جن سے اہلسنت والجماعت پروان چڑھتی ہے۔ ان مدارس میں مذہبی ذہن بنتے ہیں اور مذہب کے نام پر دھڑکتے دل تربیت پاتے ہیں۔ یہ وہ مدارس ہیں جہاں اسلامی جذبات کا تحفظ ہوتا ہے اور اہلِ سنت والجماعت کی تحفظ و بقاء کی جستجو بیدار کی جاتی ہے۔ مذہبی و دینی ادارے دراصل ہمارے اسلام کی روایات کے سرچشمہ ہیں اور ایسے پاور ہاؤز کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے مسلکِ حقہ اور اعمالِ صالحہ کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اندرون ملک ہو کہ بیرونی ممالک کے متعدد اہلِ سنت والجماعت کے

ترجمان دینی اداروں کی سرپرستی کو حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے قبول فرمایا، آپ نے اپنے روحانی و مذہبی دوروں کے ساتھ ساتھ دینی مدارس میں بحیثیت ممتحن کے ذمہ داری بھی قبول فرمائی۔ گویا آپ ان دینی مدارس سے فارغین اور زیر تعلیم طلباء کی ہمت وتوانائی اور سہارا بن گئے۔

محدثِ اعظم ہائسکول :

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی نگاہِ ژرافی نے جب دیکھا کہ موجودہ زمانہ سائنس کا مرہونِ منت ہے۔ نئی نسل کے رجحانات ترقی یافتہ زمانے کی طرف بڑھ رہے ہیں تو مذہبی و روحانی بے داری کی فکر دامن گیر ہوگئی۔ کوئی ایسا ٹھوس قدم اٹھایا جائے جس سے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ نئی نسل دینی ومذہبی تعلیم سے فیضیاب ہوتی رہے۔

اسی فکر کو لئے آپ نے کچھوچھہ شریف کی مقدس سرزمین پر محدثِ اعظم ہائسکول کی بنیاد رکھی۔ ہائسکول کے مکمل نظام کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھ کر اس ہائسکول کو عطیات کے ذریعہ آگے بڑھایا۔ صرف میٹرکیولشن کی سٹرفکیٹ کے لئے گورنمنٹ سے الحاق رکھا۔ یہ ہائسکول تمام ہائسکولوں میں منفرد المثال ہائسکول بن گئی۔ یہ ہائسکول پڑھائی، نظام، تربیت، نظم وضبط، اصول وضوابط میں سب ہائسکولوں میں سبقت لے گئی۔ اب بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ دیگر ہائسکول کے اساتذہ اپنے بچوں کو اس ہائسکول میں داخلہ کرانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ دیگر اقوام کے بچے بھی اس ہائسکول میں داخلہ لے کر اپنی قابلیتوں اور صلاحتوں کو پروان چڑھانے لگے ہیں۔ یوں تو دنیا بھر میں ہائسکولیں چل رہی ہیں۔ محدث اعظم ہائسکول کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مضامین میں دیگر مضامین کے ساتھ اسلام کی بنیادی تعلیم کا ایک مضمون رکھا گیا ہے جو پہلی جماعت سے لے کر دہم جماعت تک بچے کو اسلام کی بنیادی تعلیم سے مکمل طور پر آراستہ وپیراستہ کیا جاتا ہے۔ اس موڑ پر طالب علم کے لئے اپنی زندگی کی راہ منتخب کرنے کے لئے کوئی دشواری نہیں رہ جاتی،

چاہے وہ دنیاوی علم کو اپنائے چاہے وہ دینی راستے کو منتخب کرلے۔

انہی خصوصیات کے تحت صرف ملک ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں اس ہائسکول کی اہمیت بڑھ رہی ہے اور ہر طرف اس کی بنیاد رکھی جارہی ہے اس کی تعلیم اردو زبان میں جاری وساری ہے۔ اب اس ہائسکول کو یونیورسٹی کی شکل دینے کی تیاری کی جارہی ہے۔

محدث اعظم مشن :

حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اہلِ سنت والجماعت کی اشاعت وترویج وتحفظ کی خاطر ''محدثِ اعظم مشن'' کی بنیاد عرصئہ دراز قبل رکھی جس کی شاخیں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ملک ہندوستان کے شہر احمد آباد گجرات اس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس مشن کے پلیٹ فارم سے ساری دنیا میں قوم مسلم کی فلاح و بہبودی وترقی کے پروگرام مرتب کرکے اس پر عملی جامہ پہنایا جارہا ہے اس مشن کے اہم مقاصد، قومِ مسلم میں باہمی اتفاق واتحاد کی فضا ہموار کرنا، حکمت اور مواعظ حسنہ کے ذریعہ ساری دنیا میں رشد وہدایت کو جاری وساری کرنا، اپنے درمیان پیدا ہونے والے جھگڑوں کے فیصلے کے لئے شرعی عدالتوں کا قیام کرنا، شریعت مطہرہ کی پاسداری اشاعت وترویج کے لئے کوشاں رہنا، حضور شیخ الاسلام اس محدث اعظم مشن کے پلیٹ فارم سے ساری دنیا میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔



(ب)

شیخ الاسلام والمسلمین ایک

پیر کامل و مرشد اکمل

تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے لئے ایک ایسے روحانی معلم کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ نفس پر قابو پاسکیں اور مدارج روحانیت میں ترقی حاصل کرسکے۔ چونکہ حضرت انسان فطرتاً کسی ایسے اعلیٰ نمونہ کا محتاج ہے جس کے ذریعہ وہ اخلاق و کردار کا اعلیٰ نمونہ بن جائے۔ قدرت نے اس عظیم کارنامے کو انجام دینے کے لئے انبیاء و رسول کو اس خاکدانِ گیتی میں مبعوث فرماتا رہا۔ جس کی آخری کڑی رسول عربی ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔

کتاب اللہ اور رسول اللہ دونوں کا ایک ایسا اٹوٹ رشتہ ہے جو دونوں کے مابین جدائی تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ قرآن مجید اگر تعلیم کا سرچشمہ ہے تو رسول عربی ﷺ کی ذاتِ گرامی تربیت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ قرآن مجید تو ہمارے درمیان موجود ہے۔ مگر رسول عربی ﷺ کی ذات گرامی ہماری ظاہری آنکھوں کے سامنے موجود نہیں ہے۔ اسی بنا پر اب ہماری تعلیم و تربیت کے لئے ایک ایسے روحانی معلم کی ضرورت رہے جو ہمیں اخلاق و کردار کا بہترین نمونہ بنادے ہماری روحانی دنیا میں ایک انمٹ انقلاب پیدا کردے۔ زہد و تقویٰ کا پیکر بنادے۔ اخلاص وللّٰہیت، صبر و توکل، تسلیم و رضا کا خوگر بنادے۔

احکام شریعت کی پابندی سے باطن کا متاثر ہونا ممکن تو ہے یقینی نہیں ہے اس سلسلہ میں ایک مرشد اکمل کی اشد ضرورت ہے جو دنیائے باطن میں ایک انمٹ انقلاب پیدا کردے۔ یہ حقیقت ہے کہ قرآن و حدیث دنیائے ظاہر و باطن میں انقلاب پیدا کرنے کا ایک بہترین راستہ ہے، مگر افسوس یہ کہ اس راستے پر بہت کم لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ اگر متاثر ہوئے بھی ہیں تو کچھ دیر کے لئے استقامت ندارد۔

بزرگانِ دین اولیائے کرام کی جماعت وہ مقدس ہے جو ظاہر اور باطن میں روحانی

انقلاب پیدا کرنے میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں اس لئے کہ جماعتِ اولیاء رسول عربی ﷺ کی پرتو ہے۔ جن کی اعلیٰ صحبت میں رہ کر روحانی مدارج میں ترقی کی تاثیرات کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہیں۔

ہماری باطنی بیماریاں اور نجاست داخلی کو شفا اور صاف وستھرا بنانے کے لئے ایک پیر کامل کی اتباع نہایت ہی ضروری ہے۔ فیضان رسانی کا انتظام قدرت نے یوں رکھا ہے کہ ایک فیض دیتا ہے اور دوسرا فیض لیتا ہے اور یہ سلسلہ صبح قیامت تک چلتا رہیگا۔

رب تبارک وتعالیٰ کی یہ حکمت بالغہ ہے کہ وہ آفتابِ عالم کو نور سے نوازتا ہے اور اس نور آفتاب سے ساری دنیا کو روشن فرماتا ہے۔ بس اسی طرح رب تبارک وتعالیٰ اپنے محبوبین کو نور خاص سے نواز کر ساری دنیا میں ہدایت کا چراغ روشن فرماتا ہے۔ اگر کوئی اس نظام سے انکار کرے تو وہ نور ہدایت سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور سعادت ایسے فرد سے منہ موڑ لیتی ہے۔

مرشد اکمل کا سینہ نور خدا سے پرنور ہوتا ہے اسی سبب کے تحت رسول عربی ﷺ کا پرتو ہوتا ہے۔ اور وہ مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہو کر نیابت رسول ﷺ کا حق ادا کرتا ہے یہ وہی منصب ہے جو رشد و ہدایت کا منبع ہے اس لئے پیر کامل و مرشد اکمل کے لئے مندرجہ ذیل چار شرائط کا پایا جانا لازمی ہے۔

پہلی شرط : صحیح العقیدہ ہونا۔

دوسری شرط : جاہل نہ ہو۔

تیسری شرط : فاسق وفاجر نہ ہو۔

چوتھی شرط : اس کا شجرہ حسب رسول عربی ﷺ سے جاملتا ہو۔

احکام شریعت کی پابندی سالک کیلئے راہِ طریقت طے کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے لازمی طور پر پیر و مرشد کمالات شریعت اور اسرار طریقت کا جامع ہو۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک جو صوفی بنا اور علم سے بہرہ رہا وہ زندیق ہوا اور جس نے علم دین حاصل کیا مگر تصوف حاصل نہ کیا فاسق بنا، اور جس نے دونوں کو حاصل کیا پس اس نے تحقیق

سے کام لیا۔

پتہ چلا کہ فقہ اور تصوف روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کے لئے نہایت ہی اشد ضروری ہے اس لئے کہ فقہ اور تصوف ایک دوسرے کے لازم وملزوم ہیں۔ فقیہ اجتہاد سے کام لیتا ہے اور صوفی کشف و ذوق سے کام لیتا ہے اور یہ دونوں خصوصیت کا حامل ہی گمراہی وضلالت سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ علم پر عمل کرنے سے طالب خدا کو رب تبارک وتعالیٰ ایسی جگہ سے علم نوازتا ہے جس کا اسے تصور نہیں ہوتا۔ اس لئے طالب خدا پر لازم ہے کہ جو علم و عمل کا پیکر ہو اُسی کو اس راہ کا رہبر ورہنما بنالے۔

مذکورہ بالا تمام دلائل کی روشنی میں ہم حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی شخصیت کا مکمل جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات صاف طور پر واضح ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ آپ کی شخصیت شریعت وطریقت کا ایک اُبلتا ہوا سرچشمہ ہے۔ اور آپ کی شخصیت حق گوئی، بے باکی، زہدو تقویٰ۔ پاکیزگی وپارسائی، سچائی وامانت داری، ہمدردی وخیر خواہی کی آئینہ دار ہے۔ آپ کی صبح وشام شب وروز، خلوت وجلوت، فکرودانش سے آپ کی اعلیٰ کردار شخصیت کا ظہور ہوتا ہے۔ آپ کی بارگاہ ، وہ بارگاہ ہے جہاں سے تشنگان علم ومعرفت سیر آب ہوکر ہی اٹھے ہیں۔ طالبان خدا دور دراز سے ہزاروں میل کا فاصلہ طے کرکے پہنچتے ہیں اور علم وعرفان کی انوار وتجلیات سے سرفراز ہوکر لوٹتے ہیں۔ علماء ہو کہ مشائخین سبھی آپ کی بارگاہ کے فیض یافتہ ہیں۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین میں ہمدردی کا کمال دیکھیئے کہ اس قدر جامع کمالات اور اعلیٰ شخصیت کا نمونہ ہونے کے باوجود دنیائے عالم کے گوشے گوشے میں سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے آپ ابرِ کرم بن کر ہر طرف برستے ہیں اور انوار وتجلیات کی بارش سے ہر کسی کو فیضیاب کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ سب کی پریشانیوں اور غموں کا مداوا بن جاتے ہیں۔

آپ کی شخصیت قائم وضودائم نماز کی مظہر ہے کم سنی سے لے کر اب تک آپ کی صوم وصلوٰۃ کی پابندی ہمیں دعوت فکر وعمل دیتی ہے۔ آپ کی دینی زندگی نہ جانے کیسے کیسے

حالات سے دوچار ہوتی رہی ،مگر ہرموڑ پرآپ کی زندگی توجہ الی اللہ کی ہی مظہر بنی رہی آپ کے اس عمل سے سالک کی راہِ خداوندی میں ایک مضبوط ہمت بن جاتی ہے۔

ظاہر میں مخلوق سے اور باطن میں خالق کے ساتھ کے مصداق آپ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ ہیں اور باطن میں اپنے رب کے ساتھ ہیں۔ نفس کو مجاہدے کی بھٹی میں تپانا، آدھی رات اٹھ کر تہجد ادا کرنا اور ذکر واذکار میں ساری رات گذارنا آپ کی توجہ الی اللہ کا بین ثبوت ہے۔

آپ کے معمولات کچھ اس طرح سے ہیں کہ آپ نماز فجر کے بعد آرام فرماتے ہیں۔صبح گیارہ بجے سے وقت ظہر تک مخلوق خداوندی کو فیضان رسانی فرماتے ہیں۔ پھر نمازِ ظہر ادا کر کے کھانا تناول فرما کر وقت عصر تک آرام فرماتے ہیں۔ پھر بعد نماز عصر تا وقت عشاء ابر کرم بن کر مخلوقِ خداوندی پر انوار وتجلیات کی بارش بن کر برستے ہیں۔ چاہے آپ اپنے گھر میں ہوں چاہے دنیا کے کسی بھی گوشے میں ہوں آپ کے اس معمول میں قطعی تبدیلی نہیں آتی۔ گویا آپ کی زندگی شریعت وطریقت کی بہترین نمونہ ہیں۔

سادگی آپ کی زندگی کا نمایاں پہلو ہے سادہ سفید کرُتا اور لنگی اور سفید ٹوپی زیب تن رہتے ہیں۔ دیکھنے والا آپ کی روحانی شخصیت سے مرعوب ہو جاتا ہے اور آپکا گرویدہ بن کر اٹھتا ہے جب وعظ ونصیحت کی محفل ہوتی تو آپ اشرفی عمامہ اور خرقہ پہنتے ہیں جس سے شاہانہ اور فقیرانہ دونوں رنگ صاف ابھر کر آ جاتے ہیں۔

لباس کی سادگی کے ساتھ ساتھ آپکی غذا بھی نہایت ہی سادگی کا نمونہ ہے۔ مہمان نوازی میں بھی آپ کی مثال نہیں۔ مہمان آپ کی میزبانی میں پہنچ کر بے حد خوش ہو جاتا ہے اور آپ کے دسترخوان سے شکم سیر ہو کر ہی اُٹھتا ہے۔

اب آپ کی اعلیٰ اخلاق وکردار کا نمونہ دیکھئے کہ چاہے وہ خادم ہو چاہے اعلیٰ عہدہ دار ہو۔ یا نچلے طبقے والا ہو، چاہے مریدین ہو، چاہے معتقدین، چاہے دوست ہو کہ چاہے دشمن۔ آپ عاجزی وانکساری کا پیکر بن کر سب کی دل جوئی فرماتے ہیں۔ ہر کوئی آپ سے ملکر خوش ہوتا ہے اور آپ کی محبت کا اسیر ہو کر آپ کی یادوں کے نقوش دل میں بسائے لوٹ

غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور بچوں پر آپ بے حد مہربان ہیں، دُکھیوں کی دادرسی، غریبوں محتاجوں کی فریادرسی، اوران سب کی ہر طرح کی امداد آپکے جود وسخا کی اعلیٰ مثال ہے۔ آپ کی شفقت ہر خاص وعام کے لئے یکساں ہے آپ ہر کسی کو خصوصی دعاؤں سے سرفراز فرماتے ہیں۔

آپ ہی کے خاندان کے مقتدر علمائے کرام وصوفیائے کرام آپ ہی کے دامن کرم سے وابستہ ہیں۔ آپ کے خانوادے کے علاوہ دنیا بھر کے علماء، فضلاء، مفتیان کرام اور، صوفیائے کرام آپ ہی کے دامن سے وابستہ ہیں اور جملہ اہل خاندان آپکے اعلیٰ اوصاف اور کمالات کے قائل ہیں۔

آپ اپنے خاندان کے جملہ افراد کے محسن ومربی وسرپرست ہیں۔ صرف آپ کے اہل خاندان ہی نہیں بلکہ چاروں طرف آپ کے علم کے روشن مینارے علم وحکمت کی شعاعیں چھن چھن کر پھیل رہی ہیں اور اس روشنی سے بے شمار علماء، فضلاء فقہاء محدثین کی ایک عظیم جماعت فیضیاب ہورہی ہے اور یہ آپ کے روحانی مشن ہی کا نتیجہ ہے کہ بے شمار ادطاء، خطباء، شعراء اور صوفیاء جنم لے رہے ہیں۔

آپ کی شخصیت صفات کمالیہ کی جامع ہے۔ حاجت مندوں کی حاجت روائی، بےکسوں کی امداد، مصیبت زدوں کا قرار آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ کی شخصیت علم وادب، اخلاق وکردار کا بہترین سنگم ہے۔ اور آپ کی شخصیت پاسداری حقوق کے کمال پر پہنچی ہوئی ہے۔ چاہے وہ حقوق اللہ ہوں، چاہے حقوق العباد آپ کی شخصیت منفرد نظر آتی ہے۔

آپ ایک سچے عاشق رسول، تہجد گذار شخصیت کے حامل ہیں۔ آپ کو دیکھنے والے کے دل میں اطاعت رسول اور خوفِ خدا کا انمٹ جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ آپ کی بارگاہ میں بیٹھنے والا اپنے ہر غم کو بھول جاتا ہے اور ہر طرح کا سکون حاصل کرتا ہے۔ جس سے روحانی انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے اخلاق وکردار اور حق گوئی وبے باکی سے

باطل کے ایوانوں میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیئے ہیں۔

دیکھنے والوں نے آپ کو نہایت ہی قریب سے دیکھا اور پرکھا ہے۔ آپ کی زندگی کی ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ہے۔ آپ کی شخصیت نہایت ہی خلیق ہے آپ نے آج تک کسی کی بھی دل شکنی نہیں فرمائی، ہمیشہ آپ سب کے عیبوں اور کمزوریوں پر پردہ ڈالتے ہیں یوں کہئے کہ اخلاق و کردار کی تمام تر خوبیاں آپ کی شخصیت میں موجود ہیں۔

آپ خاندانی شرافت اور عالی مزاج کے بے مثل نمونہ ہیں۔ آپ علوم ظاہری اور علوم باطنی کے جامع ہیں۔ آپ راہ سلوک میں موجودہ صدی کے رہبر کامل ہیں۔ آپ کی شفقت اور نوازشات اس قدر ہیں کہ لوگ اپنے باپ سے زیادہ آپ کو شفیق جانتے ہیں اور مانتے ہیں آپ کو غیروں سے زیادہ اپنوں نے تکلیف پہنچائی۔ لیکن آپ صبر و تحمل کا پہاڑ بن کر سبھوں کو صبر و شکر کا درس دیتے ہیں۔ اشرفی رضوی کے ٹینشن میں بھی آپ نے صبر و تحمل کا دامن نہیں چھوڑا۔ حتیٰ کہ اپنے سگے بھتیجے جن کو آپ نے اپنے سگے بیٹے کی طرح پالا پوسا اور پروان چڑھایا۔ جب جیلانی میاں فیورک جیسی گمراہ تنظیم کے بانی رکن بن گئے اور کفر صادر ہو گیا تو آپ نے ایک شفیق باپ کی طرح انہیں بے حد سمجھایا۔ جب وہ اپنی ضد پر اڑے رہے تو ایمان کا مظاہرہ فرماتے ہوئے شریعت کے شکنجے میں دبوچ لینے سے پیچھے نہیں ہٹے۔

آپ کی شخصیت کا طائرانہ جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ سامنے آجاتا ہے کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی شخصیت ظاہری و باطنی جامع کمالات کی مظہر ہے۔ آپ شب و روز، خلوت و جلوت آپ کی روحانی زندگی کے تمام تر روحانی گوشے اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ آپ موجودہ صدی کے ایک عظیم پیر کامل اور مرشد اکمل ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیداور پیدا

(ج)

شیخ الاسلام والمسلمین

رشد وہدایت، فضل وکمال کے آفتابِ درخشاں

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے والد گرامی حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمتہ و الرضوان کے وصال کے بعد اہل سنت والجماعت میں ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا تھا، محدث اعظم جیسی قد آور اور جملہ خصوصیات کی حامل شخصیت، جو ایک کامیاب لیڈر، بہترین خطیب، بہترین مصنف، بہترین مفتی، بہترین شاعر، بہترین مناظر، بہترین عالم دین بہترین صوفی، اکمل وکامل پیرومرشد تھے۔آپ کے وصال کے بعد اہلِ سنت والجماعت کو ایسی شخصیت کہاں ملے جو آپ کا نعم البدل ہو، جو آپ کا جانشین بن کر آپ کے خلا کو پر کرے۔

یہ ایک ایسا نازک وقت تھا جس کی خانہ پری بھی ضروری تھی کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی عمر شریف کم تھی۔ ابھی آپ فارغ التحصیل بھی نہیں تھے ایسے وقت میں حضور محدث اعظم ہند کی جانشینی کا تاج آپ کے سر رکھا گیا، مسند رشد وہدایت پر آپ کو بٹھایا گیا۔ یہ کارروائی ہونے کو تھی ہو گئی، مگر ہر کسی کو یہ فکر دامن گیر ہو گئی کہ اس قدر چھوٹی عمر والا کیا واقعی حضور محدث اعظم ہند کا نعم البدل ثابت ہو گا۔ اور وہ رشد وہدایت کے منصب کو کیسے سنبھال پائے گا؟

حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اپنے افعال وکردار، زہد وتقویٰ، تسلیم ورضا، صبر وتحمل جیسی گوناگوں خصوصیات سے آپ نے نہ صرف جانشینی کا حق ادا کر دیا بلکہ ساری دنیا کو ثابت کر دیا کہ نعم البدل کسے کہتے ہیں۔ آپ نے اپنی محنت شاقہ سے سسکتی دنیا کو کتاب و سنت کی طرف مائل کیا۔ اپنی حکمت عملی سے برائیوں کو روکنے کے بہترین تدابیر کئے اور

نیکیوں کوفروغ دینے کے لئے جدو جہد کے نت نئے پلان دیئے۔آپ نے رشد و ہدایت کا ایسا چراغ روشن فرمایا کہ جہالت کی اندھیری دنیا میں علم وعرفان کا اجالا پھیل گیا۔آپ نے اپنی جدو جہد سے مردہ دلوں کوایک نئی زندگی بخشی، ایمان میں تازگی کے سامان پیدا کئے۔ جہاں کہیں دینی اسپرٹ میں کمزوری، سستی و کاہلی دیکھی فوراًاس کے تدارک کے سامان فراہم فرمائے۔ جہاں کہیں بے حیائی برائی کو پایا فوراًاس کا انسداد کیا۔علم دین کی شمعیں روشن فرما کر ایسی بہترین سہولتیں فراہم فرمائیں جس سے حضرتِ انسان علم جیسی عظیم نعمت سے مالا مال ہوکر حیوانات پر اپنی فوقیت وعظمت ظاہر فرمائے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی عمر تقریباً ۳۸ سالہ تھی کہ آپ رشد و ہدایت کا چراغ لئے دنیائے مغربیت میں قدم رنجہ فرمایا۔ دنیائے مغربیت میں ایمان وعقیدہ اور علم وعمل کا عجیب ماحول تھا۔صورت حال حد سے تجاوز کرگئی تھی۔آپ نے نہایت ہی تندہی اور فعالیت سے دنیائے مغربیت میں علم وعمل اور خوش عقائید کی شمع روشن فرمائی دنیائے مغربیت کوعقائد اعمال صالحہ کے اصول و ضابطے سکھائے، تاریک سینوں میں عشق رسول کی اہمیت و افادیت کے چراغ روشن فرمائے۔ اپنے نورانی وعرفانی بیانات سے ساری دنیائے مغربیت میں ایک انمٹ انقلاب پیدا فرمایا۔

آپکے جذبہ اخلاص، اخلاق ومحبت اخلاص وللٰہیت، زہد وتقویٰ سے ساری دنیائے مغربیت متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکی۔آپ کی محنت شاقہ سے لوگ دین اسلام کے متوالے بن کرآپ کی بارگاہ میں کشاں کشاں پہنچنے لگے۔مختصرسی مدت میں بیرونی ممالک رشد وہدایت کی روشنی سے جگمگانے لگے۔مسلم معاشرے پر نہایت ہی ٹھوس اور گہرے اثرات مرتب ہوئے۔اہلِ سُنت والجماعت کی حقانیت، بزرگان دین اولیائے کرام کی عظمتوں قدروں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔مسلمانانِ قوم وملت میں علم دین کی تشنگی بڑھتی گئی۔ بے حس قوم میں اشاعت علم دین کا رجحان پروان چڑھنے لگاآپ نے اپنی دن ورات کی محنت شاقہ سے علم وعمل کا ایک وسیع میدان دنیائے مغربیت کو دیا اوراس وسیع میدان میں رشد و ہدایت

کے مضبوط خیموں کی بنیاد رکھی اور اس سے علم وعرفان کے ایسے دریا جاری وساری فرمائے جس سے تشنگان علم ومعرفت کی سیرابی کا بہترین سامان مہیا ہوگیا۔

یہ حقیقت ہے کہ آج اس دنیا میں آپ ہی کے فیضان سے بے انتہا لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں۔ رشد وہدایت کے خاطر ملک و بیرونی ممالک میں سفر کی لاکھ صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے پہنچتے ہیں۔اور اسی میں آپ نے اپنی ساری زندگی لگادی، سال کے تمام مہینے اسی میں گذر جاتے ہیں صرف ماہ رمضان آپ اپنے مکان پر گذارتے ہیں۔

حقوق اللہ کی ادائیگی:

حضور شیخ الاسلام والمسلمین حقوق اللہ کی ادائیگی میں نہایت ہی پابند ہیں۔ رسول عربی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ایک عاشق رسول کو کب گوارا ہوگا کہ نماز چھوڑ کر نبی کونین ﷺ کو تکلیف پہنچائے۔ حضور شیخ الاسلام ایک سچے عاشق رسول ہیں۔آپ نماز کی پابندی سختی سے فرماتے ہیں۔لڑکپن سے لے کر اب تک آپ کی کوئی نماز قضا نہیں، سفر ہو یا حضر، خلوت میں ہوں یا جلوت میں ہر جگہ آپ نماز کی پابندی کیا کرتے ہیں میں نے اپنے طور پر یہ محسوس کیا ہے کہ آپکی صحبت میں بیٹھنے والا اللہ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور نماز سے بے پناہ محبت کرنے والا ہو جاتا ہے۔آپ نماز نہایت ہی اطمینان وسکون، خشوع وخضوع کے ساتھ ادا فرماتے ہیں۔کم سنی سے ہی نماز کی طرح ہر سال روزے بھی پابندی کے ساتھ رکھتے ہیں حج بیت اللہ سے کئی مرتبہ مشرف ہو چکے ہیں۔

حقوق العباد کی ادائیگی:

حضور شیخ الاسلام والمسلمین حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی سختی سے پابندی کیا کرتے ہیں۔آپ کے معاملات نہایت ہی صاف ہوا کرتے ہیں۔آپ کی گفت وشنید، محبت اور حکمت واسرار سے لبریز ہوا کرتی ہے۔آپ کی محفلیں اور بحث ومباحثے غیبت جیسی

برائی سے پاک ہوا کرتی ہیں آپ کی نشستیں بالکل خالص دینی ہوا کرتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آپکے در پر ہر کوئی آنے والا عشق رسول ﷺ سے معمور ہو کر لوٹتا ہے آپ حسن سلوک کے معاملہ میں بے مثل و بے مثال ہیں اپنے ہوں یا پرائے سب کے ساتھ یکساں برتاؤ فرماتے ہیں۔ علمائے عصر اور احبابان اہلِ سنت والجماعت کا یہ تجربہ و تجزیہ ہے کہ آپ کے مریدین و معتقدین زہد و تقویٰ کی دولت سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔

آپ کے چہرۂ مبارکہ سے علم و عمل کی صاف اور کھلی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ آپ کی ولایت کا یہ عالم ہے کہ آپ کی بارگاہ میں بیٹھنے والے کا سینہ خشیت الٰہی سے معمور ہو جاتا ہے ۔ عدیم الفرصتی کے باوجود آپ اپنے مریدین و معتقدین کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھتے ہیں ساری دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پھیلے ہوئے ہیں ۔ آپ کے خلفاء کی ایک لمبی فہرست ہے جو آپ کے فیوض و برکات کو ہر سو تقسیم کرنے میں منہمک ہیں۔ اہل خاندان ہو یا اہل خانہ تمام سے آپ کا تعلق عین سنت کے مطابق ہے جو آج کی دنیا میں سب کے لئے نمونہ عمل ہے۔

آپ نے اپنے آپ کو دنیا کی حرص اور دنیا کی لذتوں سے کوسوں دور رکھا ہے۔ دنیاداری، جاہ و حشمت، دولت و ثروت سے بالکل آپ آزاد ہیں۔ آپ کے اوصاف حمیدہ میں عاجزی وانکساری نمایاں صفت ہے۔ زہد و قناعت پر آپ کی ساری زندگی محیط ہے آپ کے شب و روز اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ نے نہ کبھی کسی کی دل شکنی کی نہ کسی کو بد دعا فرمائی نہ آپ نے کسی کی وعدہ خلافی کی اور نہ ہی کسی کو دھوکہ دیا۔ ہر کسی کو دعا دیتے ہیں ہر کسی کی دلجوئی فرماتے ہیں۔ آپ سچے عاشق رسول ہیں آپکی بارگاہ سے ہر کوئی اپنے دامن میں عشق رسول کی دولت لیکر ہی اٹھتا ہے۔ آپکی زندگی ایک ایسی کھلی کتاب ہے جس سے ہمیں اطاعت خداوندی واتباع رسول کا انمٹ درس ملتا ہے۔ آپ کی شخصیت آدابِ شریعت و فیضان طریقت سے معمور ہے۔ پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے آپ کی شخصیت مفتیان کرام کیلئے راحت ہے۔ اور طالبان خدا اور راہ سلوک پر چلنے والوں کے لئے رشد و ہدایت کی پیکر ہے۔

(د)

شیخ الاسلام والمسلمین اور

تصوف وعرفان

قربِ خداوندی حاصل کرنیکے لئے سالک کو صاف بصیرت وبصارت کا ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ بالخصوص شریعت خداوندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے علم تصوف کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے

تصوف اسلام اور قرآن کا عملی نتیجہ ہے۔ یہی عملی نتیجہ فیض باطنی وفیض روحانی سے سالک اپنے منازل سلوک طے کرتا ہے اور یہ وہ نعمتِ خاص ہے جو صرف پیرومرشد کی توجہ قلبی سے حاصل ہوتی ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ صوفیائے کرام کی تعلیمات کی خوشبو سے دل ودماغ معطر ہوجاتے ہیں اور کردار سازی عمل میں آتی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ تصوف کی بنیاد محبت الہٰی اور عظمت رسالت پر ہو اور یہ اصول کا محور ہے اور صوفی کی تمام تر زندگی اسی اصول کے تحت بسر ہوتی ہے۔

صوفیائے کرام کی زندگی کا اگر طائرانہ جائزہ لیا جائے تو یہ بات روشن ہوجاتی ہے کہ صوفیائے کرام کی زندگی کا اہم اور اچھوتا پہلو اخلاق کی تعلیم ہے۔ اخلاق ہی حضرت انسان کی مرکزی اور بنیادی حیثیت ہے۔ اخلاق ہی کی تکمیل کیلئے سرکار مدینہ ﷺ کی آمد آمد ہوئی۔ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ حضور شیخ الاسلام المسلمین کی شخصیت اس حدیث پاک کی آئینہ دار ہے۔ خدمت خلق اور تعلیم اخلاق حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی زندگی کا وطیرہ ہے اور یہی چیز روحانی ارتقا کا ذریعہ ہے اور روحانی مدارج کی ترقی اور تکمیل انسانیت کا حقیقی

جامہ ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اپنے اخلاق و کردار سے یہ بات ثابت کر دی کہ شخصیت کا استحکام عمل ہی میں پوشیدہ ہے اور عمل ہی عشق و محبت کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ آپ نے اپنی کریمانہ زندگی سے نہ صرف مرض کی تشخیص کی بلکہ مرض کا مداوا بھی کیا۔ ہر کسی کے درد میں شامل ہونا آپ کی ہمدردی انسانیت کی بہترین مثال ہے۔

آج اس دور میں ہر وسیع القلب انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس دور کی عظیم المرتبت شخصیت حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی ذات کا جائزہ لیں جنہوں نے اپنے علم حق سے علم و عرفان کا اجالا پھیلا کر تاریک قلوب کو منور فرمایا۔

موجودہ دور میں دنیا والوں کی یہ عام شکایت ہے کہ موجودہ زمانے کے علماء و مشائخ دین اسلام کی روحانیت کو اپنے کردار سے مائل بہ زوال کر دیا ہے۔ مگر حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اپنے اخلاق و کردار سے موجودہ زمانے کے سارے علما و مشائخ کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی اور ان کی عزت میں چار چاند لگا دیئے۔

راہ سلوک کی منزلیں طے کرنے کے لئے ایک ایسے پاکیزہ پیکر کی ضرورت پیش آتی ہے جس کے ذریعہ مبتدی قرب خداوندی میں پہنچ جائے، حضور شیخ الاسلام نے اخلاقی اور روحانی ترقی و پاکبازی کے لئے اپنے پاکیزہ کردار کو نمونہ بنا دیا۔

جب بھی جس دور میں پیچیدہ مسائل سر ابھارتے ہیں تو مسائل کی دنیا کو رب کائنات ایسی شخصیت سے نوازتا ہے جو اس زمانے کے لئے باعث رحمت ہوتا ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی شخصیت نے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی کمی کو پورا کر دیا۔ جنہوں نے ہر پیچیدہ مسائل کا موثر حل بتایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ تصوف کی دنیا میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا پرتو بن کر اپنے آپ کو پیش کر دیا، تسلیم و رضا، خوف و رجا، محبت و انس، صبر و توکل، کا بہترین نمونہ بن کر اپنے آپ کو پیش فرما کر حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا حق ادا کر دیا۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار بن کر خانقاہی روایات کو پروان چڑھایا، اور تصوف و علم عرفان کو بام عروج پر پہنچا دیا، اور علمی اور تصوفانہ

گفتگو کے زکات سے خانقاہی اندازفکر کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ تصوف کی دنیا میں آپ کا مقام بہت بلند و بالا ہے۔

راہِ سلوک کی ہر کٹھن گھاٹیوں کو آپ نے نہایت آسان بنا کر پیش کیا۔ جس سے شریعت اور طریقت کے ہر پیچیدہ مسائل کا حل نکل آیا، اور علم وعرفان کا ایسا آفتاب روشن ہو گیا جس سے علم وعرفان کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکلیں اور تاریک دلوں کو منور کر دیا۔

خانودہ اشرفیہ میں ایسی ایسی مخدوم الآفاق ہستیوں نے جنم لیا جن کے قدموں سے علم وعرفان کے چشمے پھوٹ پڑے۔ ان تمام مخدوم الآفاق ہستیوں کا رنگ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی ذاتِ گرامی میں مکمل طور پر نظر آتا ہے۔

آپکی شخصیت راہِ سلوک کے ہر نشیب وفراز سے مکمل آشنا اور دنیائے طریقت و حقیقت کے تمام مقامات سے آگاہ ہے۔ اور اس دنیا کے آپ بہترین رہبر و رہنما ہیں۔ آپ کی شخصیت راہِ طریقت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا مظہر بن کر طالب خدا کو قربِ خداوندی کا پتہ دے رہی ہے۔ چونکہ آپ کی گفت وشنید حقیقت کے اسرار کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے اسلئے علم وعرفان کو آپ کی گفتگو میں علوم ومعارف کا ذائقہ محسوس ہوتا ہے۔ اہلِ نظر کے لئے شخصیت انوار وتجلیات کی مرکز ہے اہلِ نظر اس حقیقت سے واقف ہیں آپ کی خلوت وجلوت مظہر خداوندی کی پیکر ہے۔

آپ کے بہترین اخلاق، اعلیٰ کردار اور اوصافِ حمیدہ آپ کے مومنِ کامل ہونے کی دلالت کرتے ہیں چونکہ آپ کی ذات گرامی میں تقویٰ نمایاں وصف ہے اس لئے اس عہد میں آپ کی شخصیت بلند وارفع نظر آتی ہے۔ آپ حیاداری کے بہترین نقوش موجودہ زمانے کو دے رہے ہیں۔

آپ کے کشف وفراست کا عالم یہ ہے کہ جو کوئی آپکے پاس جو مدعا دل میں لئے پہنچتا ہے وہ مدعا سائل آپکی بارگاہ میں پاتا ہے یہی حال آپ کے خطبات نورانی وعرفانی میں ہے کہ سامعین آپ کے خطبات میں اپنا مدعا پاتے ہیں۔ یہ تمام اوصاف کمالات آپکے

ولی کامل، پاک باز مردمومن ہونے کی نشاندہی کررہے ہیں۔

آپ کی شخصیت بلند وارفع ہونے کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ آپ کے پیرومرشد سرکارِ کلاں حضرت علامہ سید محمد مختار اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے اوراس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ آپ کے پیرو مرشد اور آپ کے والد محدثِ اعظم ہند جیسے جلیل القدر اولیاء کرام اپنی نظرِ کرم سے آپ کو خوب خوب سنوارا اور نکھارا ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی ہمہ گیرو ہمہ جہت شخصیت نے جو دینی وروحانی خدمات انجام دی ہے وہ رہتی دنیا تک روشن رہیں گی۔

خانوادۂ اشرفیہ کے اس روشن آفتاب نے اندرون ملک اور بیرونی ممالک میں علم و فضل اور نگاہِ کیمیا سے تشنگان علم ومعرفت کی پیاس بجھا رہا ہے اور اس علم ومعرفت کے آفتاب کی روشنی سے ہرخاص وعام یکساں روشنی حاصل کررہے ہیں۔

آپ کی زندگی کا ہرلمحہ مسلکِ حقہ کی اشاعت وترویج میں گذررہا ہے۔ دنیا کے ہر گوشے میں پہنچ کرکفر کے ماحول میں اسلام کی شمع کو روشن فرما کرلاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو اپنے دامنِ کرم سے وابستہ کراکےعلم وعرفان کے دریا بہارہے ہیں۔

گویا آپ ایک جلیل القدر عالم دین کے ساتھ ساتھ ایک جلیل القدر شیخ طریقت ہیں۔ تشنگان علم ومعرفت کے لئے آپ ایک عظیم مرشد اکمل ہیں جن کے چہرے کی ضیاپاشیاں رازحقیقت کی داعی ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ کی شخصیت اس دنیائے فانی میں اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔ موجودہ عہد میں آپکی حیثیت کامل انسان کی سی ہے، چونکہ کمال انسانی کا اظہار اتباع رسول ﷺ ہی پر ہے اس لئے آپ نے اتباعِ رسول میں پوری صداقت، استقلال اور ثابت قدمی کا اظہار فرمایا ہے۔

رسول عربی ﷺ کی اتباع ہی حضرت انسان کوانسان کامل کے مرتبے پرفائز کرتی

ہے اور خلافت الٰہی اور نیابت رسول کا حق ادا کراتی ہے اور اسی کے ذریعہ خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور سالک راہِ سلوک میں منزلیں طے کرتے ہوئے واصل ہو جاتا ہے اور وہ اس مقام پر پہنچ کر دوسروں کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے، اور ایسا شخص اس کرۂ ارض پر اخلاق الٰہی کی چلتی پھرتی تصویر ہوتا ہے اور اس سرزمین پر رہنے والوں کے لئے رحمت و برکت کا باعث ہوتا ہے، یہ اوصاف حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی ذات میں نمایاں نظر آتی ہیں۔آپ نے اپنے قول وفعل سے آستانوں کے سجادگان کو زیورِ تصوف وعرفان سے آراستہ فرما کر سبھوں کے لئے راہ ہموار کر دیا۔

حج بیت اللہ شرعی امور سے ہے مگر عرفاء کے نزدیک حج بیت اللہ بھی سلوک الی اللہ ہے، اس لئے صوفی جو ہوتا ہے۔ شرفِ حج بیت اللہ سے اپنے آپ کو محروم نہیں رکھتا اس سلسلے میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین کو دیکھئے جب کبھی حج بیت اللہ کی کسک آپ کے دل میں پیدا ہوئی آپ حج بیت اللہ سے مشرف ہوا کرتے ہیں۔

آپ ایسے صوفی ہیں جو شرابِ عشق کو پلانے والے، اسرارِ الٰہی کے کھولنے والے، دلوں کو نغمۂ توحید و نغمۂ رسالت سنا سنا کر قربِ خداوندی میں پہنچاتے ہیں۔

آپ نے ماسوا اللہ کہ سب کچھ ترک کر دیا ہے، بس آپ کے لئے اللہ ہی اللہ ہے۔

آپکے تصوف میں ایسی اعلیٰ حیثیت ہے جو صرف اہل نظر ہی جان سکتے ہیں۔

جب کسی کو ایسا پیر میسر آتا ہے اور وہ پورے آداب وشرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہے، اور آخر تک اس پر قائم رہتا ہے تو ایسے کو رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے خوب خوب نوازا جاتا ہے، اور جو کوئی اس عہد کو توڑ دیتا ہے وہ خسارے میں آ جاتا ہے۔



(ت)

شیخ الاسلام والمسلمین کی

فقہی بصیرت

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی شخصیت گرانقدر دینی وعلمی خدمات اور اعلیٰ علم وفضل کے کمال سے ساری دنیا میں درخشاں ہے۔ آپ کے خطبات، آپ کی تصنیفات، بالخصوص آپ کی تحقیقات کی بالغ نظری دنیائے محققین میں اپنی مثال آپ ہیں۔ جوں جوں وقت گذرتا جارہا ہے آپکے علمی کمالات اور اعلیٰ تحقیقات کی حقیقت اُجاگر ہوکر سبھوں کو ماننے پر مجبور کررہی ہے۔

آپ کی شخصیت کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو علمی اعتبار سے آپ کی فقہی بصیرت کا رنگ سب رنگوں پر غالب نظر آتا ہے۔ اسی بنا پر فقہاء آپ سے مشکل سے مشکل مسائل میں آپ سے رجوع ہوتے ہیں۔

قاری آپ کے ذوق وشوق، اعلیٰ جستجو، نہایت ہی گہرا مطالعہ، باریک بین تحقیق اور پیچیدہ مسائل کا اطمینان بخش حل پر حیران وششدر رہ جاتا ہے اور آپ کی دینی سمجھ کے عروج پر انگشت بدندان رہ جاتا ہے۔ آپ کو فقہ پر مکمل دسترس حاصل ہے اور شریعت سے مکمل آگاہی حاصل ہے۔ آپ کو رب تبارک وتعالیٰ نے غضب کی ذہانت سے نوازا ہے جس سے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر مسئلہ کا صحیح حل تلاش کر لیتے ہیں۔

آپ کے فتاویٰ اور تصنیفات پر تحقیق اور تفتیش سے کام لیا جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ آپ نے پوری دیانت داری اور نہایت ہی گہرائی سے کام لیا ہے۔ اور آپ نے اپنے فتاویٰ کو ایسا بے نظیر بنادیا ہے جس کی مثال دوسرے فقہیوں میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

آپ کی علمی لیاقت کو جس رخ سے بھی دیکھا جائے تو آپ اکمل و کامل نظر آتے ہیں۔ فقہ کے میدان میں آپ سے کسی نے اب تک سبقت حاصل نہیں کی۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کے فتاویٰ آپ کی کمال فقہات اور اعلیٰ ذہانت کی شاہکار ہیں۔ آپ نہایت ہی غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔ پھر اپنی رائے قائم کرتے ہیں اور جب رائے قائم کرتے ہیں تو اس پر نہایت ہی مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ پھر آپ کو اپنے فتاویٰ پر رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ دین کی سمجھ، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انمول تحفہ ہے اور دین میں سمجھ اللہ تعالیٰ اسی کو عطا کرتا ہے جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ ایسی شخصیت کے قلب میں اللہ تعالیٰ اپنے نور سے القا فرماتا ہے جس سے فقیہ ہر پیچیدہ مسئلہ کا حل نہایت ہی آسانی سے تلاش کر لیتا ہے اور فقہی کی ہر طرح کی پریشانی واضطرابی ختم ہو جاتی ہے۔

حضور شیخ الاسلام کے فتاویٰ کو دیکھ کر یہ کہنا پڑے گا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، چلتی ریل گاڑی میں نماز پڑھنے کا حکم، دھاتی چین والی گھڑی باندھ کر نماز کی ادائیگی کا مسئلہ، تعلیم جدیدہ کتابت نسواں پر عمل ان تمام پیچیدہ مسائل کا حل آپ نے آسانی کے ساتھ کر لیا۔

آپ کے تمام فتاویٰ میں ٹی وی ویڈیو کا شرعی استعمال پر فتویٰ موجودہ صدی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ مخالفین کی رد میں آپ نے اپنے اس فتویٰ پر ۲۲ / باب پر مشتمل ایک ایسی نادر اور نایاب کتاب تصنیف فرمائی جو یونیورسٹیوں کی لائبریریوں میں رکھنے کے قابل ہے جس کا عنوان ویڈیو ٹی وی کا شرعی استعمال ہے۔ اس تصنیف میں نہایت مضبوط دلائل، وسعت علم اور فن کا موجیں مارتا ہوا گہرا سمندر، اور گہری نظر اور اعلیٰ فکر کے ایسے ایسے نادر المثال نمونے ملتے ہیں جنہیں دیکھ کر ارباب بصیرت کے دل ودماغ کی گرہیں کھل جاتی ہیں اور قاری آپکی اعلیٰ فقہی بصیرت کا دل وجان سے قائل ہو جاتا ہے۔ شروع تا آخر کوئی بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ کسی مفتی کی لکھی ہوئی کتاب نہیں بلکہ یہ کسی سائنسدان کی لکھی ہوئی تصنیف ہے۔ اس تصنیف نے فتاویٰ کی دنیا میں ایک اعلیٰ

نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ساری دنیا کے سامنے مذہب اسلام کی حقانیت کو اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے۔ اس تصنیف میں آپ نے دلائل کے ایسے انبار لگا دیئے ہیں کہ مخالفین کو اعتراض کا کوئی جواز نہیں رہ جاتا۔

آپ کے اس منفرد المثال فتوی پر مشائخین وعلمائے پاکستان ومشائخین وعلمائے ہندوستان کے خیالات ملاحظہ فرمایئے۔

مشائخین وعلمائے ہندوستان :

حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی نے سائنسی تحقیقات کو اور ایجادات کے استعمال کو یہ کہہ کر استعمال کرنے سے گریز نہ کیا، یہ اسلام کے خلاف ہے یا اسلامی قوانین وفقہ سے متصادم ہیں بلکہ اپنی ذہانت اور اجتہاد سے ان ایجادات کے استعمال کو شرعی طریقے پر استعمال کرنے کا سلیقہ، طریقہ بتایا اور امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی، وقت کے دھارے سے مسلمانوں کو الگ نہ ہونے دیا۔ ویڈیو کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور جو جواز کے قائل ہیں وہ بھی اس حد تک کہ جو منظر ہوفی نفسہ جائز ہو، مثلاً کوئی مرد خبر سنا رہا ہے تقریر کر رہا ہے وغیرہ وغیرہ اور اگر عورت کا عکس ہو تو مطلقاً ناجائز، اگر چہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہی ہو، نعت پڑھ رہی ہو۔ اسی طرح ناچ گانا باجا وغیرہ کا دیکھنا سننا حرام وگناہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ اصل جس کا جائز اس کا عکس بھی جائز ہوگا ،اور اصل حرام تو عکس بھی حرام یہی تفصیل سننے میں بھی ہے۔ اور جیسے ویڈیو سے صرف خبریں یا قرات یا اصلاحی اور جائز تقاریر سن لینا برانہیں ویسے ہی ٹی وی اور ویڈیو سے بھی ایسی چیزیں اور غیر ممنوع مناظر دیکھ لینا جائز پایا جاتا ہے۔عصری ایجادات نے پھر عالم اسلام کے سامنے ایک سوال چھوڑا کہ الکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اسلامی تبلیغ جائز ہے یا نا جائز ؟ اس کے شرعی جواز پر حضور شیخ الاسلام والمسلمین رئیس المحققین ، نائب غوث الثقلین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم نے اپنی روحانی بصیرت وفقہی بصارت سے اسلام کی آفاقی ضرورت ، دینی دعوت کے تقاضے اور ان کی اہمیت اور یہود ونصاریٰ کی الکٹرانک میڈیا کے ذریعہ فتنہ انگیزیوں کے منہ توڑ جواب کے لئے الکٹرانک میڈیا کے استعمال کو سطح پر سب سے پہلے جائز قرار دے کر علماء و واعظین ، مفتیان کرام ، محدثین ، مدرسین ونعت خواں حضرات کوالکٹرانک میڈیا کے استعمال کا حوصلہ بخشا۔ بہر کیف جو چینل دینی تعلیمات پر مبنی پروگرام نشر کرتا ہے ٹی وی پر اس کے اس دینی

تعلیمات پر مبنی پروگرام کو دیکھنا، سننا اور اس سے اسلامی تعلیمات حاصل کرنا موجودہ حالات میں نہ صرف جائز بلکہ نہایت مستحسن ہے۔ حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین، امام المتکلمین، شہزادۂ حضور غوث الثقلین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کو علم فقہ میں جو تبحر و کمال حاصل ہے اس کی روشنی میں آپ کے فتاویٰ پر سرِ تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کا فتویٰ حقیقت میں کتاب وسنت عقل و بصیرت اور انسانی فطرت کے تقاضوں سے اتنا ہم آہنگ ہے کہ اس سے اختلاف کیلئے کسی کو آج تک کوئی معقول بنیاد نہیں مل سکی ہے۔ سائنسی ایجادات اب دین کی ضرورت بن چکے ہیں۔ جن کو استعمال کرتے ہوئے فائدہ اٹھانا ضروری ہو چکا ہے۔

مشائخین وعلمائے پاکستان :

قابلِ تحسین حضرت شیخ الاسلام علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی جیلانی جانشین حضور محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہٗ کہ انہوں نے وقت کے تقاضے اور وقت کی پکار پر لبیک کہا اور ایک نایاب تحقیق کا اضافہ فرمایا بے شک

غزالئ دوراں علامہ سعید احمد کاظمی قدس سرہ نے
حضرت شیخ الاسلام کو رئیس المحققین کے خطاب
سے نواز کر اہل سنت کے اس فاضل محقق کی
دلجوئی فرمائی۔ کتاب میں حضرت نے اس مسئلہ
کو جس خوبصورتی سے حل فرمایا ہے وہ آپ ہی کا
حصہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب
پاک ﷺ کے صدقے حضرت کو مزید ہمت
توفیق عطا فرمائے اور مزید سائنسی تحقیقات ،
ایجادات اور اپنی تحقیق کے ذریعہ ان کا شرعی
استعمال بتانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔
ہندوستان کے ممتاز عالم دین شیخ الاسلام سید محمد
مدنی میاں اشرفی الجیلانی کی یہ تصنیف اپنی جگہ
ایک منفرد اور قابل قدر پیش کش ہے آپ کا تعلق
کچھوچھہ شریف سے ہے، ۱۹۳۸ء میں پیدا
ہوئے۔ دینی علوم میں گہری مہارت رکھتے ہیں۔
روحانیت اور دعوت وارشاد کے ساتھ ساتھ تحریر
اور افتاء کی خدمات بھی انجام دے رہے ہیں،
کئی بلند پایہ تصنیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔
پیش نظر کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے انتہائی
نازک مسئلہ پر ضخیم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے
نقطۂ نظر کا فرق اور اختلاف رائے کا اظہار انتہائی
شائستہ اور باوقار طریقے سے نبھایا ہے۔ گفتگو اور

استدلال میں بڑی پختگی ہے۔ فقہی مسائل میں
اختلاف رائے سے ہمیشہ غور وفکر اور تحقیق کی نئی
رائیں کھلتی ہیں اور پیش نظر کتاب اس کا جیتا
جاگتا ثبوت ہے۔ فکر و تدبر کی اسی اور علم و
بصیرت کی گہرائی اسمیں نظر آتی ہے۔ کتاب پر
ایک نظر ڈالنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں
کہ ہمارے علمائے کرام آج کے تمام پیچیدہ
سائنسی اور فنی مباحث کی گہرائیوں میں اترنے کی
پوری پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور کسی بھی
مسئلہ کو تمام تر پہلوؤں کے ساتھ اپنے فکر و تدبیر
کے احاطے میں لاکر حل کر سکتے ہیں۔ یوں میں
بلاخوف تردید یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ آج بھی
علماء اسلام دنیا کے تمام ماہرین قانون سے بڑھ
کر علم و بصیرت اور تحقیق و تدوین کے ہر
گوشے میں نوع انسان کی رہنمائی اور سیادت و
قیادت کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اک ذرا مہمیز لگا
نے کی دیر ہے۔ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے
ساقی۔ میں آخر میں اللہ رب العزت کے حضور
اس التجا کے ساتھ اپنی بات سمیٹتا ہوں کہ
الہٰ العالمین۔ اپنے محبوب پاک ﷺ کے دین
متین کی بیش از بیش خدمت کے لئے اپنے
محبوب ﷺ کے غلاموں کو ہمت، قوت اور فکر و

عمل کی وحدت سے ہمکنار فرمائے اور علامہ سید محمد مدنی میاں الاشرفی الجیلانی کی اس علمی خدمت کو شرف قبولیت سے بہرہ ور فرما۔ آمین، بجاہ نبیک سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ خاتم النبین وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین۔

حال ہی میں راقم السطور کو حضرت شیخ الاسلام علامہ الحاج سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی دامت برکاتہم جانشین محدث اعظم ہند علیہ الرحمتہ کی ایک نہایت دلچسپ، اچھوتی، نرالی، تحقیقی علمی معلوماتی بلکہ سائنسی کتاب ویڈیو ٹی وی کا شرعی استعمال نظر نواز ہوئی۔ من الاول الی الاخر مطالعہ کیا تو میرے وجدان نے فیصلہ کیا کہ یہ کتاب اس سلسلہ میں بڑی اہمیت کی حامل اور علمی دولت سے مزین ہے علمائے ملت اسلامیہ اور مفتیان امت محمدیہ کو بالاشتیاق پڑھنی چاہیے تاکہ جدید دور کے مفتیان عظام فتاویٰ کے لئے استفاضہ کرسکیں۔

حضرت سید سعید احمد کاظمی رحمتہ اللہ علیہ مدفن ملک پاکستان، جنہیں بلا تفریق مظہر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کہا جاتا ہے اور مانا جاتا ہے، حضور شیخ الاسلام والمسلمین قبلہ کے ویڈیو۔ ٹی۔ وی کے شرعی استعماں فتویٰ کی تائید اور تعریف یوں کی ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں آپ ہی نے حضور شیخ الاسلام والمسلمین کو رئیس المحققین کے خطاب سے نوازا۔

حضرت کا مکتوب گرامی شرف صدور
لایا۔ یادفرمائی کا بے حد شکریہ، جناب کا ارسال
کردہ استفتاء فتاویٰ کو بغور سنا تینوں فتاویٰ
حضرت کی فہم و ذکاء اور تحقیق و جستجو کا منہ بولتا
شاہکار ہے۔ بے شک جناب کی ذہانت اور
استنباط لائق صد ستائش اور قابل تحسین و آفرین
ہیں۔ آپ نے جس آسانی سے ایسے مشکل
مسائل کو عام فہم انداز میں ڈھال کر حل فرمایا ہے
وہ آپ کا حصہ ہے بزرگان دین اور علمائے
امت کے مختلف اقوال کو جس عمدگی سے بیان
فرمایا ہے اور جس حسن خوبی سے نبھایا ہے وہ
آپکے انشراح صدر اور علوم عقلی و نقلی میں مہارت
تامہ کا مظہر اتم ہے، خصوصا طرزِ استدلال اور تحریر
باعث رشک ہیں۔

میں ہر سہ فتاویٰ میں آپ سے متفق
ہوں۔ بالخصوص ویڈیو کیسٹ ٹی وی اور فلم کے
بارے میں جس قدر عرق ریزی سے جب تحقیق
فرمائی اور پھر جس خوبصورتی سے ان حقائق کی
روشنی میں جائز و ناجائز صورتوں میں امتیاز کرتے
ہوئے فتویٰ قلم بند فرمایا وہ قابل تقلید ہے۔ اسی
طرح فوٹو کے مسئلے میں بھی حضرت نے علماء اہل
سنت کے تمام اقوال کو پیش نظر رکھتے ہوئے

ممنوع اور ناجائز صورتوں کو ممتاز فرما کر آپ نے
حق واضح فرمادیا۔

ملک ہندوستان ہو کہ ملک پاکستان یا دنیائے اسلام ہو حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے ہم زمانہ فقہاء کی افتاء نویسی وتحقیقات کا جائزہ لیا جائے اوراس طرح اوروں کی تحقیقات اور شیخ الاسلام کے محققانہ فتویٰ کا موازنہ کیا جائے تو یہ بات بہ آسانی سے عیاں ہو جائیگی کہ موجودہ صدی میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین فقیہ اعظم ہیں۔

ماہنامہ 'الاشرفیہ' کراچی پاکستان میں شیخ الاسلام والمسلمین کے ویڈیو۔ ٹی۔ وی کے شرعی استعمال فتویٰ پر تائید وتوثیق کی گئی ہے۔ یہ ماہنامہ دسمبر ۱۹۸۶ء میں شائع ہو کر عوام الناس کے نظر نواز ہو چکا ہے۔

حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں مدظلہ العالی کا تعلق خانوادہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے ہے موصوف محدثِ اعظم ہند سید محمد اشرفی قدس سرہ کے لائق فرزند ہیں۔ اپنی مفکرانہ اجتہادی فکر اور مبلغانہ سعی وکوشش کی بنا پر عالمی شہرت رکھتے ہیں۔ زیر نظر مضمون آپ نے ایک استفتاء کے جواب میں قلم بند فرمایا ہے۔ ہندو پاک کے جلیل القدر علماء نے اسکی تائید وتوثیق فرمائی ہے بالخصوص غزالی دوراں رازی زماں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ سید سعید احمد کاظمی قدس سرہ کی تائید وتوثیق کے بعد یہ سمجھنا بالکل بجا ہوگا کہ یہ مسئلہ ہی حل ہو گیا ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے اس عظیم کارنامہ کی عظیم شخصیتوں اور دیگر اکابرین

اہلِ سنت والجماعت کی تائید وتوثیق کے بعد اپنی عقلوں کو لڑانا اُمت مسلمہ کو فتنہ کی آگ میں جھونکنے کے مترادف ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کا یہ عظیم کارنامہ مذہب اسلام کو بے انتہا فائدہ پہنچا رہا ہے۔ QTV کی شکل میں دینائے اسلام کی ایک عظیم خدمت انجام پذیر ہو رہی ہے۔ آن کی آن میں، دنیا کے گوشے گوشے کا مسلمان QTV سے بے پناہ استفادہ حاصل کر رہا ہے۔ QTV کے تعلق سے جائز و ناجائز کے نعرے تو بلند کیے جا سکتے ہیں۔ مگر حضور شیخ الاسلام والمسلمین، ویڈیو، ٹی وی کے شرعی استعمال پر جو مضبوط دلائل قائم کر چکے ہیں۔ اسے توڑنا صرف محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین اگر یہ عظیم کارنامہ انجام نہ دیتے تو امت مسلمہ اس عظیم استفادہ سے محروم رہ جاتی۔

علمائے کرام واکابرین اسلام بالخصوص حسان العصر حضرت اویس رضا قادری اور پروفیسر محمد طاہر القادری QTV کے ذریعہ ساری دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ ان کی مقبولیت میں، ان کے نکھارنے میں صرف اور صرف حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی عطا ہی کام کر رہی ہے۔ آج کی تاریخ میں ساری دنیا میں QTV کے ذریعہ پروفیسر طاہر القادری چھائے ہوئے ہیں، یہ صرف شیخ الاسلام حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی صاحب قبلہ ہی کی عطا ہے۔

یہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے علم وفہم کا کمال ہے کہ آپ نے اس مسئلہ کو نہایت ہی خوبصورتی سے حل فرمایا، اور رہتی دنیا تک امت مسلمہ پر ایک احسان عظیم سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ کے اس فتویٰ کی لاکھ مخالفت صحیح مگر آپ نے تو اپنی علمی وعملی صلاحیت سے دنیائے فقہات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔

آپ کا ہر فتویٰ صحیح اور مدلل ہوا کرتا ہے اس لئے آپ کے فتاویٰ دنیائے اسلام میں عظیم الشان فکری اور علمی کارناموں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے فتوؤں میں جو گہرائی، لچک، وسعت اور رخصت کی سہولت کے تصورات کے ساتھ سب سے اہم قابل غور بات

یہ ہے کہ آپ کے فتوؤں میں امام اعظم کی علمی ذہانت اور فقہی فطانت جھلکتی ہے۔

فقہیات کی دنیا میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی خدماتِ جلیلہ اعلیٰ سطح کی علمی وفکری کارنامے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس سے آپ کی انفرادی اور امتیازی شان اُبھر کر سامنے آجاتی ہے اور یہ فقہی کارنامے آپ کی مجتہدانہ قدر و قیمت کو بے انتہا بلند کر دیتے ہیں۔

چونکہ آپکا مطالعہ نہایت ہی گہرا اور وسیع ہے۔ اور آپ کو فہم وادراک میں نہایت ہی اعلیٰ درجے کا کمال حاصل ہے۔ اس لئے آپ کی فقہی بصیرت میں فکر ونظر کی بے انتہا گہرائی نظر آتی ہے۔ آپ کی تحقیقات سے آپ کے گہرے اور وسیع مطالعہ اور فہم وادراک کی نہابت ہی صحت مندی کا پتہ چلتا ہے جس سے آپ بے پناہ قوت والے دلائل قائم کر لیتے ہیں۔ فقہ کی دنیا میں آپ بے پناہ مہارت کے مالک ہیں جس سے آپ نہایت ہی مضبوط اور پختہ نتائج اخذ کرتے ہیں اور آپ کی ہر رائے ثقافتی رنگ میں رنگی ہوتی ہے۔



(ث)

شیخ الاسلام والمسلمین

خانوادۂ اشرف کے گُلِ سرسبد

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی شخصیت دراصل روحانیت اور معرفت کی سنگم ہے۔ آپ چمنستانِ شریعت وطریقت وحقیقت کے ایسے مہکتے پھول ہیں جس کی خوشبو سے دنیا کا گوشہ گوشہ مہک رہا ہے۔ آپ نے اپنے اس عہد کے وہ تمام الجھے ہوئے امور چاہے وہ فقہ سے تعلق رکھتے ہوں چاہے قرآن وحدیث سے تعلق رکھتے ہوں یا اور دیگر امور ہوں نہایت ہی خیر وخوبی سے آپ حل کر دیتے ہیں جن امور کی تکمیل کے لئے حضور محدث اعظم ہند رحمتہ اللہ علیہ نے قدم بڑھایا تھا۔ آپ نے اسے نہایت ہی اچھے انداز میں پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

آج کی دنیا میں اسلام دشمن عناصر ہر طرف دین کے نام پر مسلکِ حقہ پر شب خون مارنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ مسائل کے اختلافات نے موجودہ وقت جینا دشوار کر رکھا ہے۔ جن میں نہ علمی بساط ہے نہ علمی لیاقت، نہ فقہ پر عبور حاصل ہے۔ نہ ہی اپنی روحانی زندگی کی ترقی کا خیال۔ ایسے نازک ماحول میں آپ چین وسکون، اطمینان وسکون کا سامان بن کر آگئے اور الجھے ہوئے مسائل کا نفیس انداز میں حل بتا دیا۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین اپنی کم عمری میں مسلک حقہ کی تبلیغ واصلاح کے کام کا آغاز کیا۔ اپنی علمی جلالت ولیاقت اور روشن بصیرت سے ساری دنیا کو مسلک حقہ اور فقہ کی اہمیت وافادیت سے روشناس فرمایا۔ آپکی ہدایت کا جلایا ہوا دیپ ہر سو روشنی پھیلانے لگا آپ نے اپنی زندگی میں خدمتِ دین کا ایسا کام انجام دیا ہے کہ اس عظیم کار خیر کی شاخیں

آنے والی نسلوں میں بھی ہری بھری رہیں گی۔ فقہ اور مسلک حقہ کی خوشبو صبح قیامت تک مسلمانوں کے سینوں میں بسی رہے گی۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین آسمان تصوف وفقہ پر کہکشاں کا حسن اور نور بن کر موجودہ صدی میں چمک رہے ہیں۔ آپکی پیشانی میں روحانیت اور ولایت کے جلوے نمایاں طور پر جلوہ گر نظر آتے ہیں۔ حضور محدث اعظم ہند کی نگاہِ فراست نے ہی یہ کمال کر دیا کہ انہوں نے اپنے اس ہونہار فرزند ار جمند کی خداشناس فطرت کا اندازہ کر کے اپنی جانشینی کے لئے چن لیا۔ ولی را ولی شناس کے مصداق حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان نے اہلِ سنت والجماعت کو اپنا نعم البدل عطا کر کے مسلک حقہ کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین اس عہد میں تمام علماء ومشائخین میں ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔ آپکی شخصیت علماء ومشائخین میں جاذب نظر اور مرکز نگاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لاکھوں لاکھ کے مجمع میں آپ جامع شریعت وطریقت کے پیکر نظر آتے ہیں۔ آپکا چہرہ نورانی اور آپ کا سارا وجود سراپا نور ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ آپ خدائے بزرگ کی خاص نشانی ہیں۔ آپ اپنے وجود سے سارے عالم اسلام کو فیضان اشرف سے خوب خوب نواز رہے ہیں۔ آپکی شخصیت ساری دنیا کے لئے مرجع خلائق ہے۔ آپ اپنے جملہ کمالات ظاہری و کمالات باطنی سے ساری دنیا کو اور اپنے خانوادہ کو خوب خوب سنوارا ہے۔ آپ خاندانِ سمنان کی آن، اہلِ سنت والجماعت کی شان اور ساری سنیت کی جان ہیں۔

آپ کی شخصیت کو نہ صرف غیر بلکہ اپنوں نے بھی بے انتہا تکلیف پہنچائی مگر آپ نے صبر وتحمل کا دامن نہیں چھوڑا اور انہیں یہ بتایا کہ ایذا رسانی اور بدگوئی پر صبر کرنا اور انہیں دعائیں دینا یہ سنتِ رسول ﷺ ہے۔

آپ نے اپنے وجود سے خانقاہوں کی شان و وقار کو خوب خوب بڑھایا۔ خانقاہی رواداری کو صحیح رخ سے نوازا۔ شریعت کی پاسداری اور عشقِ رسول آپکی زندگی کے یہ نہایت

ہی روشن پہلو ہیں۔

بچپن ہی سے آپکی پاکیزہ خصلتیں، نیک اطوار، عبادت میں شدید لگن اس بات کی ضمانت بن گئی تھیں کہ آپ آنے والے وقتوں میں حضور محدث اعظم ہند کے پرتو بنکر سارے زمانے والوں پر چھا جائیں گے۔ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے چہلم کے موقع پر جانشینی وولی عہد کے لئے انتخاب گویا یہ اشارۂ غیبی تھا کہ آپ کی شخصیت شان ہدایت ہے اور گم گشتگانِ راہ کے لئے صراطِ مستقیم کا اشارہ ہے۔

اندرونِ ملک اور بیرونی ممالک میں بہت سارے ایسے علاقے تھے۔ جہاں وہابیت نہایت ہی چالاکی اور شدت کے ساتھ اسلام کو اپنی بدعقیدگی کی زد میں لینے کی ناپاک کوشش میں لگی ہوئی تھی۔ ان علاقوں میں جوابی کاروائی کا دور دور تک نشان نظر نہیں آرہا تھا۔ خانقاہیں خاموش تھیں۔ علماء ومشائخ اس کے سدباب کے لئے پریشان تھے۔ دینی مدارس ہوں یا دینی تحریکیں وہابیت کے شکنجے میں بری طرح پھنستے جارہے تھے۔ ایسے نازک حالات میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین ان علاقوں میں ابر رحمت بن کر پہنچے اور آپ نے اپنے نورانی وعرفانی بیانات کے ذریعہ خوش عقیدگی کی ڈوبتی کشتی کو کنارے لگا دیا۔ ان علاقوں میں آپکی آمد آمد سے ہرطرف عاشقان مصطفےٰ کے پرچم لہرانے لگے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین خانوادہ اشرفیہ کے وہ عظیم سپوت ہیں جن کے علم وفضل، کمال وجلال کے سامنے اپنے وقت کے سُرماں گھٹنے ٹیک دئے۔ ظاہری اور باطنی علم کے اس کوہ ہمالہ نے آج اس دائرۂ کار میں ایسی بےلوث خدمات انجام دیا ہے اور ظاہری وباطنی کمالات کے اس قدر موتی بکھیر دیئے کہ ہر کوئی اس سے فیضیاب ہوتا رہا ہے۔ اور ان کے دلوں میں علم شریعت وعلم طریقت کی اہمیت وافادیت جاگزیں ہوگئی۔ آپ نے اپنی علمی وعرفانی بارش کے ذریعہ بےشمار علم وعرفان کے متلاشیوں کی پیاس بجھائی۔ آپ کی روشن کردہ شمع ہدایت سے لاکھوں ہزاروں انگنت فرزندانِ اسلام منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

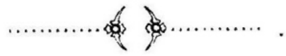
آپ کی ذات میں صفات وکمالات کی خوبیاں بحر بیکراں کی طرح موجود ہے۔ جو

کوئی اس بارگاہ میں دامن پھیلایا وہ دولت علم وعرفاں کی موتیوں سے مالا مال ہوگیا۔ آپ میں خاندانی شرافت بھی ہے۔ خاندانی جاہ وحشمت بھی، علمی فضل بھی علمی جلالت بھی کمال عنایت بھی کمال ولایت بھی، یہ نمایاں خصوصیات آپ میں نمایاں نظر آتی ہیں۔ آپ نے اپنے والد گرامی حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ و مرشد برحق حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی خصوصی توجہات اور فیضان میں ڈوب کر سلوک وعرفان کی منازل طے کیے۔ آپکی خلوت و جلوت پر شریعت وطریقت کی چھاپ لگی ہوئی ہے کسی نے بھی آج تک آپ کو شریعت کے خلاف کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

آپ کا سینہ نور عرفان سے بے حد منور ہے اور آپکی شخصیت تہذیب وشائستگی سے آراستہ و پیراستہ ہے اور آپکی شخصیت دین داری اور دیانت داری کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی ذات والا ہمدردی اور اعلیٰ اخلاق ارفع واوصاف سے معمور ہے۔

آپ نے علم کے روشن چراغ سے جہالت کی تاریکی کو مٹا دیا۔ بدعقیدگی کو خوش عقیدگی کی شدت سے خاتمہ کرنے کے سامان پیدا کیئے۔ آپکی جد و جہد سے فرعونی دماغ کا خاتمہ ہوا۔ وہابی ازم کا طلسماتی محل مسمار ہوگیا۔

آپ کا خانوادہ دنیائے اسلام میں نہایت ہی قدر و منزلت کا حامل ہے۔ اس خانوادہ کی قدر و منزلت کو آپ نے دنیائے گوشے گوشے میں پہنچایا دیا۔



باب سوّم

شیخ الاسلام والمسلمین کی نظر میں

"تعلیمِ نسواں"

۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر آج کا بدقسمت مسلمان نمازوں سے کوتاہی برت رہا ہے تو اس کی وجہ اس کی غربت نہیں بلکہ اس کا سبب مذہبی جذبات کا فقدان اور خدا کے حقوق ، نیز اپنی عبدیت کی حقیقت کا عدمِ شعور ہے۔

ماخوذ مقالاتِ شیخ الاسلام

تعلیمِ نسواں

آج کی یہ دنیا بے شمار مسائل سے نبرد آزما ہے۔ یہ مسائل معاشی، سیاسی، اخلاقی، معاشرتی، تعلیمی، انفرادی، اجتماعی، قومی، بین الاقوامی پہ گھیرے ہوئے ہیں۔ ان مسائل کا حل نہایت ہی اشد ضروری ہے۔ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لئے آج کا انسان بے حد پریشان نظر آرہا ہے۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ ان تمام مسائل کا واحد حل سرکارِ مدینہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں پوشیدہ ہے۔ اس لئے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی سیرت طیبہ اپنی ظاہری اور باطنی وسعتوں کے لحاظ سے ایک عالمگیر اور بین الاقوامی سیرت ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ صرف ایک انسان کیلئے دستور حیات نہیں ہے بلکہ تمام نسل انسانی کے لئے صبح قیامت تک ایک مکمل دستور حیات ہے بلکہ یوں کہئے کہ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ گویا اس دنیا کا ایک عظیم آئینہ خانہ ہے جس میں ہر زمانے کے ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ دورِ جدید کے تمام مسائل اس سے کیونکر رہ سکتے ہیں؟ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ آج دنیا کے گوناگوں مسائل بہ آسانی حل کے لئے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی نورانی قندیل کو ہاتھ میں لیا جائے تاکہ ہر پیچیدہ مسائل کے حل کا راستہ صاف دکھائی دے۔

موجودہ زمانے کے تمام مسائل میں ناخواندگی اور جہالت کا خاتمہ اہم ترین ضرورت ہے۔ فی زمانہ اس بات کا شدید کوشاں ہے کہ حضرت انسان کا سینہ نورِ علم سے پر نور ہو جائے مگر اس میں کامیابی یقینی نہیں ہے۔ اسلئے کہ موجودہ زمانہ کے پاس اس مسئلہ کے حل کا کوئی دستور نہیں ہے۔

تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں آج سے چودہ سو سال قبل عرب کی دھرتی سے

سرکار مدینہ ﷺ معلم اعظم بن کر ابھرے اور آپ ملک عرب ہی نہیں ساری دنیا کو علم وفن سے روشناس کرایا۔ سسکتی ہوئی انسانیت کو ایک مکمل دستور تعلیم سے سرفراز فرمایا۔ آپ ﷺ اپنی حیاتِ مقدسہ میں نظام تعلیم کا آغاز ہجرت کے بعد مدینہ منورہ سے کیا۔ تاریخ کے مطالعہ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں ایک اقامتی جامع کی بنیاد رکھی جس میں اصحابِ صفہ زیورِ علم سے آراستہ ہوتے رہے اور یہی مقدس جماعت آگے چل کر معلم بن کر ابھری۔ اصحابِ صفہ کے علاوہ تاجر صحابہ کرام کی بڑی تعداد بھی فرصتی اوقات میں تعلیم حاصل کرتی رہی۔ گویا یہ ایک قسم کی تعلیم بالغاں ہی تھی۔ اسطرح آپ ﷺ نے ساری دنیا کو ایک مکمل نظامِ تعلیم سے سرفراز فرمایا۔ جس پر عمل ہی کامیابی کی دلیل ثابت ہوگی۔

اس دنیائے فانی میں سرکارِ مدینہ ﷺ کی آمد آمد سے قبل صنفِ نازک پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے۔ عورت کو منحوس اور ناپاک سمجھا جاتا تھا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کی اس دنیائے فانی میں تشریف آوری سے عورت کو اسکا جائز مقام مل گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے،'' اس سے ساری دنیا کو روشناس کرایا کہ عورت ہی ساری انسانیت کی ماں ہے۔ تہذیب وتمدن کی بانی ماں ہے۔ اور عورت کے وجود ہی سے ساری کائنات کی تصویر میں رنگ ہے۔ علامہ اقبال کا شعر اس بات کی تصدیق ہے،

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

سرکارِ مدینہ ﷺ کی اس خصوصی توجہ ہی نے عورت کو اس کے جائز مقام سے سرفراز فرمایا۔ ورنہ تاریخ اسبات کی شاہد ہے کہ عورت ہمیشہ اپنے حقوق سے محروم رہی۔ اور اس صنفِ نازک پر علم وفن کے ہر طرح کے دروازے بند کردئے تھے۔ اور روحانی ترقی کے مدارج طے کرنیکے تمام راستے مسدود کردئے تھے۔ سرکار مدینہ ﷺ نے تعلیم نسواں کی طرف خصوصی توجہ فرما کر ہر بند راستے کو کھولدئے اور صبح قیامت تک عورت کو تہذیبی، تمدنی،

اخلاقی، معاشی اور معاشرتی حقوق سے مالا مال کیا اور آپ ﷺ نے انسانی تمدن کے استحکام کیلئے ایک ایسی ٹھوس اور مضبوط و مستحکم بنیاد رکھی جس کے بغیر نسل انسانی کی بقاء اور تحفظ وترقی محال ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ فرما کر عورت کیلئے روحانیت اور اخلاقیات کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج حاصل کرنیکے تمام راستے کھول دئے، آپ ﷺ نے عورت کی تعلیم وتربیت پر اس قدر زور دیا کہ عورت کی تعلیم وتربیت ہی سے حضرت انسان جہنم کے ایندھن سے بچ سکتا ہے اس لئے کہ ایک تربیت یافتہ عورت اپنی اولاد کو بہترین انسان کی شکل میں پیش کر سکتی ہے، مگر افسوس اسباب کا ہے کہ موجودہ دور میں تعلیم نسواں سے آج کا انسان بے پرواہ نظر آتا ہے۔

ایسے موڑ پر حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے نوک قلم نے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ حضور شیخ الاسلام کے دیگر تصانیف کی طرح کتابتِ نسواں اور عصری تقاضے ایک شاہ کار کی حیثیت رکھتی ہے۔

کتابتِ نسواں کے جواز اور عدم جواز کے تعلق سے حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اپنے نوکِ قلم سے اس کا بہترین جواب عطا فرمایا۔ اس تصنیف پر حضرت علامہ شجاعت علی شیخ الحدیث نے اپنے بہترین تاثرات کو یوں پیش کیا۔

حضرت علامہ بدرالقادری دامت برکاتہم العالیہ (جو خود بھی ایک محققِ عالم ہیں) نے اس دور میں کتابت نسواں کے جواز اور عدم جواز کے مسئلہ کو اٹھایا ہے یقیناً حضرت نے اس کی ضرورت محسوس کی ہوگی۔ اسلام تو علمی اور تعلیمی دین ہے۔ اس کی وحی ہدایت کا آغاز ہی ''اقراء'' پڑھ سے ہوتا ہے اور اس کی پہلی

سورت '' القلم'' یعنی ''قلم والی'' سورۃ کے نام سے معروف ہے جس میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے علم بالقلم کا اعلان فرما کر امت مسلمہ کے ہاتھ میں قلم عطا کیا ہے۔ اب اس عطائے الٰہی کو اس کے ہاتھ سے چھین لینا جرم نہ ہوگا۔

برادرِ محترم حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ نے اس مسئلہ پر کافی مضبوط بحث فرمائی ہے۔ حضرت کی بحث کا زیادہ حصہ جرح اور تعدیل عمومی حیثیت سے متعلق ہے، جو بلاشبہ اپنی جگہ بہت قیمتی سرمایہ ہے جہاں تک متعلقہ حدیث کا تعلق ہے اسکی بابت حضرت کے مضمون سے جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ باوجود اس امر کے حدیث کی سند پر کلام کیا گیا ہے۔ کچھ علماء کے اس حدیث کی سند پر سکوت یا معارض روایات سے تطبیق کوشش سے یہ حدیث معتبر قرار پائی ہے کہ خواتین کو لکھنا نہ سکھایا جائے اور اس نہی تنزیہی پر بعض علماء نے منع کا بھی اطلاق کر دیا ہے۔ پھر بھی علامہ موصوف نے جواب کے آخری صفحہ پر نمبر ۳ کے تحت فرمایا ہے کہ'' مستحب'' ہے، کیونکہ ہر وہ عمل جو فی نفسہ مباح ہو اس کے لئے قاعدہ کلیہ ہے کہ وہ بہ نیت حسن '' مستحسن ''

ہوجاتاہے انما الاعمال بالنیات
علامہ موصوف نے اپنے دلائل کی روشنی روایت
مستند مانتے ہوئے حرمت کو پہلے کچھ ہلکا کیااور
کراہت تنزیہی تک لائے پھر کراہت تنزیہی
سے کم کرکے درجہ استحباب میں لائے بلاشبہ
مسائل کوسلجھانے کا یہ ایک حکیمانہ طریقہ ہے۔

موجودہ زمانے کا ایک بہت بڑا مسئلہ کتابت نسواں کے جواز اور عدم جواز کو حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے نہایت ہی حکیمانہ طریقے پر حل فرمادیا اور دلائل کی روشنی میں ثابت کردیا کہ کتابتِ نسواں مستحب ہے۔

علامہ بدرالقادری دامت برکاتہم القدسیہ کے قائم کردہ سوالات کی اہمیت اسلئے اور بڑھ گئی کہ آپ خود ایک محقق عالم دین ہیں۔ اور حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے انہیں جوابات عطا کرکے مطمئن ہی کردیا۔ اس سے حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے کمال فقہ کا پتہ چلتا ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور شیخ الاسلام کی حدیث فہمی کا جواب نہیں جس حدیث پاک سے متعلق اور اس سے لگتے دیگر نظریات سے مسئلہ الجھا ہوا نظر آرہا تھا۔ آپ نے اپنے نوک قلم سے نہایت ہی آسانی سے حل کردیا۔

حضرت علامہ بدرالقادری دامت برکاتہم القدسیہ نے بتایا کہ حضرت علی الانبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لڑکی کو مکتب میں ایسی تعلیم پاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ''لمن یصقل ھذا السیف'' یہ تلوار کس کے لئے صقیل کی جارہی ہے۔
اور امام احمد رضا جیسی عبقری شخصیت کا فرمانا کہ لڑکیوں کو سینا پرونا ، کھانا پکانا سکھائے سورہ نور کی تعلیم دے لکھنا سیکھانے میں فتنہ کا احتمال ہے۔ اس لئے نہ سیکھائے۔ جیسی باتوں کا حضور شیخ الاسلام والمسلمین کا حکیمانہ طریقے پر جواب عنایت فرمانا آپ کے کمالِ علمی کی

روشن دلیل ہے۔

محقق عالم دین حضرت علامہ بدر القادری صاحب دامت برکاتہم القدسیہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمتہ کے رسالہ میں کتابت نسواں سے متعلق اعلیٰ حضرت کے جو نظریات ہیں۔

شیخ الاسلام والمسلمین نے اس کا جواب اس طرح سے فرمایا کہ :

یہاں یہ ذہن نشین رہے کہ امام احمد رضا نے مشتعلہ الارشاد میں جو یہ فرمایا ہے کہ ''لکھنا سکھانے میں فتنہ کا احتمال ہے اسلئے نہ سکھائے ، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خود امام احمد رضا کے نزدیک عورتوں کو کتابت سکھانا غیر مستحب ہے یا زیادہ سے زیادہ مکروہِ تنزیہی ہے جس سے احتراز بہتر ہے۔ اسلئے کہ انہوں نے بات احتمال کی کی ہے نہ کہ ظن غالب- یا- یقین کی فتاویٰ رضویہ جلد دہم میں مذکورہ ممنوعیت بھی کراہت تنزیہی پر محمول ہے اسلئے کہ جس حدیث سے سند حاصل کی ہے قرآئن وشواہد اور فقہاء کی تشریحات کی روشنی میں اس میں نہی کراہت تنزیہی پر ہی محمول ہے۔ ہوسکتا ہے کہ لفظ منع اس لئے استعمال فرمایا ہو کہ بعض اطلاقات کی روشنی میں مکروہِ تنزیہی کو بھی ادنیٰ درجہ ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ

میں واضح کر چکا ہوں۔ میرے نزدیک خود امام
احمد رضا قدس سرہ جیسی عبقری شخصیت کا اس متن
حدیث کو قبول کر لینا اسکے قابل حجت ہونے کے
لئے کافی ہے۔

جب ہم واقعات کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ امہات المومنین اور کئی ایسی خواتین تھیں جو لکھنے کے فن سے واقف تھیں۔ حضرت علامہ بدر القادری دامت برکاتہم القدسیہ کا یہ سوال کہ کیا ام المومنین حفصہ کو کتابت سیکھنے کی اجازت، انہی کے لئے خاص تھی؟ اس سوال کے جواب میں شیخ الاسلام والمسلمین نے یوں فرمایا کہ:

اس پوری بحث کا حاصل یہ نکلا کہ مکروہ
تنزیہی بھی خلاف اولیٰ ہے جس کے کراہت کے
ثبوت کے لئے نہی شرعی بصیغۂ نہی درکار ہوتی
ہے۔ بخلاف ترک مستحب کے اس صورت میں
مکروہ تنزیہی پر لفظ جائز کے اطلاق میں کوئی
مضائقہ نہ رہا اور پھر کتابت نسواں جسے مکروہ
تنزیہی قرار دیا گیا ہے ناجائز کے حدود سے نکل
کر صرف نامناسب اور خلافِ اولیٰ کے
حدود میں رہ جاتی ہے اس مقام پر یہ بات
ظاہر ہو جاتی ہیکہ حدیث نہی کتابت نسواں سے
صرف اتنا ہی ثابت بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ
کتابتِ نسواں صرف مکروہ تنزیہی ہے بہ الفاظ
دیگر خلافِ اولیٰ ہے۔ لہٰذا اب اس حکم
میں خارجی عوارض اور تجربات و مشاہدات کی

روشنی میں شدت پیدا کرنا اسکے سوا دوسرے
دلائل شرعیہ کے مرہونِ منت ہوگا۔ ذہن نشین
رہے کہ مذکور، کراہت تنزیہی بھی ان تمام خواتین
کے حق میں ہے تجربات کی روشنی میں جن سے
گناہ متصورہ کے ارتکاب کا احتمال ہوکر رہ گئیں وہ
خواتین جن کی کتابت سے گناہ متصورہ کے مخلہ
متوہمہ کا شائبہ بھی نہ ہوان کے لئے یہ علم کتابت
بلا کراہت جائز ہے بلکہ اگر بہ نیت حسن ہوتب تو
مستحب بھی ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی اس گفتگو سے بات بالکل صاف واضح ہوگئی کہ کتابِ نسواں کا حکم عورتوں کے لئے عام قرار دیا گیا ہے۔

جب مسائل خالص دینی مصالح کے تحت عورتوں کو لکھنے سیکھانے کی شرعی حیثت جاننا چاہا تو حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے سائل کو اپنے نوک قلم سے یوں مطمئن کر دیا کہ

اب تک جو تفصیلات پیش کی گئی ہیں انکو
سامنے رکھتے ہوئے. فیصلہ کن انداز میں جو بات
کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ علم کتابت عام طور
سے بلا تخصیص تمام عورتوں کے لئے مباح ہے،
لیکن اگر کسی عورت کے گناہ میں پڑ جانے کا
احتمال ہوتو اس کے لئے مکروہ تنزیہی ہے۔، اس
سے احتراز بہتر ہے اور اگر تجربات و مشاہدات
کی روشنی میں کسی عورت کے گناہ میں پڑ جانے کا
گمان غالب ہوتب اس کے لئے مکروہ تحریمی

ہے اور اگر کسی کے گناہ میں پڑ جانے کا یقین ہو
تو اسکے لئے حرام ہے، اور اگر کسی کے لئے مذکورہ
احتمال وظن ویقین بھی نہ ہوتو اس کے لئے مباح
ہے۔ اگر کوئی خاتون ایسی ہو جو متقیہ عابدہ صالحہ
ہو جس کی ذات سے گناہ متصورہ متوحمہ محتملہ کے
صدور کا شائبہ بھی نہ ہو اور جس کی کتابت سیکھنا
دین و مذہب، اور علم واخلاق کے فروغ وارتقاء کا
سبب ہو، الغرض اسکا یہ فن کار خیر ہی کے لئے
مخصوص ہو کر رہے تو اس کیلئے اس کا سیکھنا
مستحب ہے۔

بیرونی ممالک میں جو طرز تعلیم لڑکوں میں رائج ہے۔ لڑکیوں میں بھی اس طرز تعلیم کو فاضل گرامی نے ہماری ضرورت اور مجبوری کے تحت اس کا جو حل پیش کیا ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے فاضل گرامی کے اس حل کے قائل نظر آتے ہیں اور یوں فرماتے ہیں۔

تجربہ تو مشاہدات مفید یقین تو ہو نہیں
سکتے۔ لیکن کسی زمانے کے حالات کے پیش
نظر کسی مقام کی خواتین کے لئے تجربات و
مشاہدات کی روشنی میں گناہ میں پڑ جانے کے
گمان غالب کے سہارے علم کتابت کو مکروہ
تحریمی قرار دیا جاسکتا ہے لیکن اس ممانعت کا
تعلق زمانے کے بدلتے ہوئے حالات اور مفتی
کے تجربات و مشاہدات سے قد تخلف الاحکام

باختلاف الزمان کے اصول پر ہوگا۔اس صورت
میں بھی مفتی پر یہ لازم ہوگا کہ وہ علمی وجہ البصیرت
اس بات کو سمجھ لے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ایک
خرابی کے دروازے کو بند کرنے کے نتیجہ میں
دوسرے اس سے بھی زیادہ اہم اور قابل لحاظ
خرابیوں کا وجود ناگزیر ہو جاتا ہو، اس لئے
کہ۔۔۔۔ان حالات میں ضابطۂ اختیار اھون
البلیتین کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔آگے چل
کر حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرماتے ہیں کہ
ظاہر ہے کہ ناپاک برتن کا پانی سے دھوکر پاک ہو
جانا خلاف قیاس ہے کیونکہ قاعدۂ کلیہ ہے کہ
ناپاک شئے سے بپک لگا تہ خود ناپاک ہوگیا
اور برتن نچوڑا نہیں جا سکتا کہ اسکا پانی نکال دیا
جائے تو وہ ناپاک برتن بجائے پاک ہونے کے
اور بھی ناپاک ہوگیا۔اور ناپاک شئے کا کھانے
پینے وغیرہ میں استعمال اشد حرام ہے مگر دنیاوی
حاجت کے لئے اتنے بڑے قیاس کو چھوڑ دیا گیا
یہ قیاس نہ آیت قرآنی کی وجہ سے چھوڑا نہ حدیث
پاک کی وجہ سے نہ مجتہد فی الاصول کے قول کی
وجہ سے نہ قیاس خفی کی وجہ سے۔ بلکہ محض دنیاوی
ضروریات زندگی کی وجہ سے۔ ثابت ہوا کہ
ضرورت دنیاوی کی وجہ سے قیاسا حرام چیز کا

استعمال کرنا ہی جائز ہے۔اور قیاس یکسر چھوڑ دیا جائیگا۔آج کل کی نوٹیں جن پر جانداروں اور کسی کسی کی تصویریں ثبت ہوتی ہیں ان کی حفاظت و صیانت دنیاوی ضرورت کے پیش نظر ہی جائز ہے۔ یوں ہی۔۔۔سند الفقہاء مفتی شاہ اجمل صاحب قدس سرہ کا فتویٰ کہ حج فرض ادا کرنے والے لوگوں کو پاسپورٹ وغیرہ کے لئے تصویر کھنچنا جائز ہے اور پھر ان کے عہد اور ان کے بعد کے علماء کی اکثریت کا اس پر عمل ،۔۔۔ الضرورت تبیح المحظورات ہی کے تحت ہے وغیرہ وغیرہ۔

ان حوالات سے حضور شیخ الاسلام والمسلمین کا عصری تقاضوں کے پیش نظر کتابت نسواں کے متعلق موقف ظاہر ہوگیا۔ اس عالم گیر شخصیت نے اپنے کمال تبحر علمی سے موجودہ وقت کے جس مسئلہ کو نہایت آسانی سے حل فرما کر پریشان حال دل و دماغ کو سکون پہنچایا ہے۔اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا اس لئے کہ نبی کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''طلب العلم فریضتہ علیٰ کل مسلم و مسلمتہ ''(ابن ماجہ)۔علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔اس حدیث پاک میں نہ صرف علم دین حاصل کرنے کی ہدایت کی جارہی ہے بلکہ علم دین حاصل کرنے کو فرض قرار دیا گیا ہے۔اس حدیث پاک میں بہت ساری اہم باتیں موجود ہیں۔ایک تو یہ کہ علم دین حاصل کرنے کے لئے عمر کی قید نہیں لگائی گئی ،۔چاہے وہ بچہ ہو کہ جوان ،لڑکا ہو کہ بوڑھا ،مرد ہو کہ عورت سب کے لئے یکساں حکم دیا گیا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جگہ کی بھی قید نہیں لگائی گئی بلکہ فرمایا گیا کہ ''علم دین حاصل کرنے کے لئے ملک چین جانا پڑے تو ملک چین بھی جائے۔''

مذہب اسلام کے نزدیک علم سے مراد وہی علم ہے جس میں بنی نوع انسان کی بھلائی یا فلاح و بہبودی پوشیدہ ہے۔ اسلام ایسے علم کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیتا جس سے حضرت انسان تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ مذہب اسلام کا یہ نظریہ مرد و عورت دونوں کیلئے یکساں ہے۔

اس لئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے کتابت نسواں سے متعلق یوں وضاحت فرمائی کہ "اگر فن کا تعلق خیر سے ہو تو اس کے لئے سیکھنا مستحب ہے۔" یہی وہ راستہ ہے جس کے ذریعہ علم کتابت نسواں کے تعلق سے اثبات و نفی کے دلائل و شواہد میں بحسن و خوبی تطبیق و توفیق ہو جاتی ہے۔



باب چہارم

شیخ الاسلام والمسلمین کے

خطبات

الف : خطباتِ برطانیہ

ب : خطباتِ حیدرآباد

٭

۔۔۔۔۔۔۔۔۔آج مسلمانوں کی نا گفتہ بہ حالت اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ دینِ اسلام کو مانتے ہیں بلکہ اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ وہ اسلام کو اپنا کر بھی اس کے سچے وفادار اپنے کو بنانے کی کوشش نہیں کرتے ، ان کی سہل پسندی کی ، زبانِ حال کہتی ہوئی نظر آتی ہے کہ وہ اسلام کے ایسے قانون نکال دینے کی آرزو رکھتے ہیں جو ان سے ایثار و قربانی اور ریاضت و مجاہدہ چاہتے ہیں۔

(ماخوذ مقالاتِ شیخ الاسلام)

(الف)

خطباتِ برطانیہ

خطباتِ برطانیہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے بے مثال خطبوں کا مجموعہ ہے جو کہ آپ نے سرزمین لندن کے مختلف مقامات پر اہلِ ایمان سے مخاطب ہوئے ہیں۔ آپ کے ان خطبوں کو پڑھنے کے بعد یہ کہنا بجا ہوگا کہ رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کے دیگر فنون کی طرح فنِ خطابت پر دسترس عطا کی ہے اور رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کو غایت درجے کی قوتِ گویائی عطا فرمائی ہے۔ آپ اس عظیم فن کے ذریعہ اہلِ سنت والجماعت کی اشاعت وترویج میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کے خطبات فی زمانہ پیشہ ور خطیبوں کی طرح مال وزر حاصل کرنے کیلئے نہیں بلکہ عقائدِ حقہ کے اظہار کے لئے ہوا کرتے ہیں۔ آپ کے خطبات کا شہرہ ساری دنیا میں ہے۔ جہاں کہیں آپ کے خطبات منعقد ہوا کرتے ہیں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ شامل ہوتے ہیں۔ دورانِ خطبہ آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے جس سے سامعین بھی مدہوش ہوجایا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ سامعین میں بے ہوش بھی ہوجایا کرتے ہیں۔ آپ کے خطبات کی کیفیات کو دیکھ کر حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خطبات کی یاد تازہ ہوا کرتی ہے، مشائخینِ عظام وعلمائے کرام کی ایک جماعت آپ کے خطابات کے نہایت ہی گرویدہ نظر آتے ہیں۔

آپ کے نورانی خطبات احکامِ الٰہی کی تفسیر اور احادیثِ نبوی ﷺ کی تشریح ہے آپ کے خطبت کا موضوع اہلسنت والجماعت کے عقائد کی تبلیغ وتشہیر ہیں، اور الیاء کرام و صوفیائے کرام کے افکار ونظریات کے آئینے ہیں۔

یہ آپ کے اثر انگیز خطبات ہی کا نتیجہ ہے کہ آپ کے خطبات کا مجموعہ بنامِ ''خطباتِ برطانیہ'' دادِ تحسین حاصل کرچکا ہے، جس میں ۹ خطبات شامل ہیں اور یہ عظیم خطبات میدان خطابت میں مشعلِ راہ کی خدمات انجام دے رہے ہیں جس سے فیضانِ مدنی ہر سو بٹ رہا ہے۔

پہلا خطبہ "نور"

آپ نے اپنا پہلا خطبہ بعنوان "نور" بمقام لنکا سٹر یو۔ کے، میں دیا جس میں آپ نے نہایت ہی موثر انداز میں مدلل طور پر ثابت کر دیا کہ اللہ کے نور سے مراد نور مصطفےٰ ﷺ ہے۔ اس لئے کہ آنے والا نور اللہ کی جانب سے ہے، آپ نے کہا کہ آنے والا نور لباسِ بشری میں ضرور آیا ہے مگر اس کی بشریت ہماری بشریت کی طرح نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہماری بشریت مجبور ہے اور رسولِ عربی ﷺ کی شانِ بشریت مالک و مختار ہے۔ آپ کے مختار ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اپنے اشارے سے ڈوبے سورج کو پلٹایا، چاند کے دو ٹکڑے کئے، کنکریوں کو کلمہ پڑھایا، وغیرہ۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے کوئی منہ نہیں چرا سکتا۔

اس عظیم الشان خطبہ میں آپ نور اور تاریکی پر وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے رسول نے تمام فریبیوں کے چہرے سے نقاب الٹ دیا ہے۔ حضور شیخ الاسلام کی اس بے مثال دلیل سے اہلِ ایمان حقیقت سے روشناس ہو جاتے ہیں اور منافقین کی چھپی منافقت سے بالکل چوکنے ہو جاتے ہیں جس سے اہلِ ایمان اپنے عقیدے کے تحفظ کی خاطر متحرک ہو جاتے ہیں۔

حضور شیخ الاسلام کا یہ خطبہ ۲۰ ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے اسلئے اس گفتگو کو واضح طور پر پیش کیا گیا ہے، اس وضاحت سے مومنین اور منافقین کی پہچان آسانی سے ہو جاتی ہے۔ یہ خطبہ نور مصطفےٰ ﷺ کے منکرین کے لئے ضرب کلیم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس خطبہ کو گہرائی سے پڑھنے کے بعد اس بات کی حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ آپ نے نہایت ہی حق گوئی اور دیانت داری کے ساتھ اپنے فرض کو نبھایا ہے، اور صبح قیامت تک کے بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان و عقیدت کی حفاظت کا سامان میسر فرمایا ہے۔

دوسرا خطبہ ''عظمت مصطفیٰ''

عظمت مصطفیٰ جیسے عظیم عنوان پر مشتمل ہے جو کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے ہیلی فیکس یو کے کے علاقے میں بیان فرمایا ہے۔ آپ نے اس خطبہ میں ۲۷ ذیلی عنوانات کے تحت عظمتِ مصطفیٰ کی رفعت و برتری کو اجاگر فرمایا ہے۔ سیرتِ مصطفیٰ کے مفہوم کو آپ نے اس خطبہ میں نہایت ہی صحیح موثر انداز میں سمجھایا ہے۔ سیرتِ مصطفیٰ کے غلط مفہوم پیش کرنے والوں کو نہایت گہری چوٹ دے کر کہتے ہیں کہ جو نبی کے چلنے پھرنے کو سیرت سمجھتا ہے وہ نبی ﷺ کی سیرت نہیں بیان کر رہا ہے وہ تو انسان کی سیرت بیان کر رہا ہے۔ اگر تم نبی کی سیرت اور رسول کی سیرت بیان کرنا چاہتے ہیں تو ایسی بات کہو جو اس نبی ﷺ میں ہو وہ سارے انسانوں میں نہ ہو تو وہ نبی کی سیرت ہوگی اور اگر دوسرے میں ہوگئی تو نبی کے لئے مخصوص بات کیا رہی؟ آپ کے اس لطیف اشارے سے یہ بات سامعین کی سمجھ میں آجاتی ہے کہ گستاخانِ رسول، نبی کے چلنے پھرنے کو سیرت کا نام دے کر اس کے پسِ پردہ نبی کونین ﷺ کو ایک عام انسان کی طرح ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

آپ کے اس خطبہ کے ذریعہ مقامِ مصطفیٰ سے عوام الناس روشناس ہو کر خوش عقیدہ کے پیروکار ہو جاتی ہے۔ آپ کی اس سوچ وفکر کا یہ نتیجہ ہے کہ اہلِ سنت والجماعت کی اشاعت وترویج میں آپ کے خطبات نہایت ہی کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ آپ اپنے اس خطبہ کے ذریعہ بکھرے ہوئے اور بھٹکے ہوئے اذہان کو اس بات کی دعوت فکر دیتے ہیں کہ بارگاہِ مصطفیٰ کے آداب، قوانین وضوابط کسی دنیا کے بادشاہ کے نافذ کردہ نہیں ہیں بلکہ خود خدائے بزرگ کی طرف سے نافذ کردہ ہیں۔ اس لئے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ بارگاہِ رسالت کا گستاخ خدائے بزرگ کا گستاخ ہے۔ اس دعوت فکر سے یہ بے داری آ ہی جاتی

ہے کہ رب کائنات کے یہاں بارگاہِ رسالت کے گستاخ کی بخشش ہی نہیں ہے، اور گستاخِ رسول کے اعمال چھین لئے جائیں گے۔

آپ کا یہ خطبہ مقامِ مصطفےٰ ﷺ سے آگاہ ہوکر ایمانی زندگی بسر کرنے پر آمادہ کرتا ہے، اور ایمان کی حقیقت کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ یہ بات بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ عصمت رسول پر شب خون مارنے والے سے توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اگر اس خطبہ کو گہرائی سے پرکھا جائے تو خطیب کی حرارتِ ایمانی کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کتنے جذباتی ہوکر بھولے بھٹکوں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں اور آپ کی یہ کوشش اس قدر کامیاب و کامران ہو جاتی ہے کہ ہزاروں لاکھوں لوگ راہِ راست پر آرہے ہیں اور گستاخانِ رسول کی صحبت سے پرہیز کر رہے ہیں جو کہ ایمان کے تحفظ کا لازمی جز ہے۔



تیسرا خطبہ بعنوان ''وسیلہ''

یہ خطبہ کوونیٹری یو کے کے مقام پر دیا گیا ہے، یہ خطبہ ۲۳ رذیلی عنوانات پر مشتمل ہے، چونکہ وسیلہ جیسی اہم ضرورت پر روشنی ڈالنا یہ وقت کی اہم ضرورت ہے، اس لئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین جیسے عظیم خطیب اور بہترین دانشور امت مسلمہ کو اس سے کیسے محروم رکھ سکتے ؟ آپ نے وقت کی نباضی کرتے ہوئے قرآن وحدیث، واقعات ودلائل کے ذریعہ عوام الناس کو بتایا کہ خدا کی بارگاہ میں وسیلہ پکڑنا عین اسلامی طریقہ ہے جو لوگ اس حقیقت سے منہ چرا کر وسیلہ جیسی اہم ضرورت کا انکار کرتے ہیں ایسوں کے لئے آپ کا یہ خطبہ مشعل راہ ہے۔

مسلمان جو وسیلہ کو غیر شرعی قرار دے رہے ہیں ان کی ایسی سوچ اور فکر پر متعجب ہو کر آپ فرماتے ہیں کہ جن مسائل کو سمجھنے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں۔ منکرین کی اس کم فہمی کو دیکھ کر آپ سے خوف محسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اور اگر زمانہ یوں ہی ترقی کرتا گیا تو کہیں ایسا دور نہ آجائے کہ دن میں دن کو سمجھانے کے لئے دلیل دینی پڑے، کہیں ایسا زمانہ نہ آجائے کہ آگ میں حرارت ہے لوگ کہیں دلیل دو، نہ ہم خود جلنے کو تیار ہوں گے اور نہ انہیں جلائینگے۔ تو اب دلیل دیں تو کیسے دیں''۔ خطیب عظیم کی اس ضرب کاری سے اگر مسلمان ہوش سے کام لیں تو وہ یقیناً وسیلہ کی شرعی حیثیت کے قائل ہو جائیں گے۔

چونکہ یہ دنیا اسباب ووسائل کی دنیا ہے۔ ہم اپنی زندگی میں کسی بھی موڑ پر وسیلہ کی ضرورت کا انکار کر ہی نہیں سکتے۔ اس سبب کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ عالم خلق میں اگر ہم یہ کہیں کہ یہ اسباب ووسائل کی دنیا ہے یہاں بغیر وسیلہ کے کوئی کام نہیں ہوسکتا اور کوئی کہے دلیل دو تو ہم یہی سمجھیں گے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ دن ہے اور آپ کہتے ہیں کہ دلیل دو۔

اب اس روشن وضاحت کے بعد کوئی مزید وضاحت کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی مگر

قرآن مجید کا یہ طریقہ ہے کہ منافقین کو سمجھانے کے لئے اپنی بات کو بڑھایا ہے۔ لہٰذا حضور شیخ الاسلام والمسلمین قرآن مقدس کی اس سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وسیلہ کی شرعی حیثیت کا انکار نہ کردیں۔ آگے چل کر آپ کے اس لطیف اشارے پر غور کریں۔ فرماتے ہیں کہ ’معمولی سی بلندی پہ آئیں تو بغیر ذریعہ نہ آسکیں اور خدا تک بغیر ذریعہ پہنچ جائیں۔ اور اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب اوپر ہوں اور انہیں وہیں سے دھکیل دو تو وہ ڈائرکٹ نیچے چلے جاتے ہیں۔ گویا آپ کہتے ہیں کہ اوپر جانے کے لئے وسیلہ کی ضرورت ہے اور نیچے آنے کے لئے وسیلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ پتہ یہ چلا کہ جو وسیلہ کی بات کرتا ہے وہ اوپر کی طرف جانا چاہتا ہے اور جو ڈائرکٹ کی بات کرتا ہے وہ نیچے کی طرف آنا چاہتا ہے، اور یہ اوپر اور نیچے والی بات کو آپ نے یوں وضاحت کی ہے کہ یہاں ذہن نشین رہے کہ جو نیچے سے اوپر جا رہا ہے اسکی آخری منزل اعلیٰ علیین ہے اور جو اوپر سے نیچے آرہا ہو اس کی آخری منزل اسفل السافلین ہے۔ آپ کا یہ اشارہ اسباب کی طرف ہے کہ جو وسیلہ پکڑتا ہے وہ جنت میں جانا چاہتا ہے اور جو وسیلہ کا انکار کرتا ہے وہ جہنم میں جانا چاہتا ہے۔ یہیں سے یہ فیصلہ ہوگیا کہ جنتی کون ہے اور جہنمی کون ہے۔

الغرض ان دلائل سے حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اپنے موقف کو ظاہر کردیا، اور سب کو اپنے اس روشن موقف کی طرف آنے کی دعوت دی، چونکہ منکرین وسیلہ، وسیلہ پکڑنے کو شرک کہتے ہیں، اس لئے آپ منکرین وسیلہ کے اس دعویٰ کی تردید فرماتے ہوئے کہتے ہیں اور قرآن مقدس کی اس آیتِ کریمہ کو مدلل کرتے ہیں جس آیت کو آپ نے اس خطبہ کا عنوان قرار دیا ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلتہ جاھدوا فی سبیلہ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں پہنچنے
کیلئے وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔

قرآنِ مجید کے اس عظیم اور واضح اعلان کے بعد اب اہل ایمان کے لئے کوئی شک

وشبہ کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اس خطبہ میں جن دلائل و واقعات کی روشنی میں وسیلہ عین شرعی حیثیت رکھتا ہے ثابت کر دیا ہے۔ یہ زور خطابت نہیں ہے بلکہ یہ عین قرآن مجید کا بیان ہے۔

آپ نے ''وسیلہ'' کی تاریخ پر بحث فرماتے ہوئے یہ بتایا کہ رسولِ عربی ﷺ کی ولادت سے قبل بھی آپ ﷺ کا وسیلہ خدا کی بارگاہ میں پکڑا گیا ہے اور صحابہ کرام کی مقدس جماعت نے آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں بھی خدا کی بارگاہ میں وسیلہ پکڑا ہے اور آپ کے گنبد خضریٰ میں آرام فرمانے کے بعد بھی صحابہ کرام کی مقدس جماعت نے خدا کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پکڑا ہے۔ اب کون سی دلیل رہ جاتی ہے کہ 'وسیلہ' شرک ثابت ہو جائے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے اس روشن وضاحت کے بعد ہمارے قلوب واذہان کا گرد وغبار ہٹ جاتا ہے اور قلوب واذہان میں وسیلہ کی شرعی حیثیت جاگزیں ہو جاتی ہے۔



چوتھا خطبہ ’’فضیلتِ رسول‘‘

فضیلتِ رسول جو کہ یو کے کے ڈیوزیری نامی مقام پر علمائے اہلِ سُنت والجماعت کی جھرمٹ میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے عوام سے خطاب فرمایا ہے۔ یہ خطبہ ۲۷ ر ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔آپ نے دعویٰ اور دلیل کو نہایت ہی حسن وخوبی کے ساتھ نبھایا ہے۔اور دلائل کی روشنی میں ’’ فضیلت رسول‘‘ کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یقین جانو کہ اسلام کا دعویٰ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ اور اس دعوے کی دلیل ہیں ’’ محمد رسول اللہ ‘‘ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کا منشائے کلام یہ ہے کہ دعویٰ کو سمجھنے کے لئے دلیل کا سمجھنا نہایت ہی ضروری ہے۔بغیر دلیل کو سمجھے دعویٰ کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔اس سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ جو دلیل کا منکر ہوا وہ دعویٰ کا منکر ہی سمجھا جائے گا۔اور یہ حقیقت بھی ہے کہ دعویٰ کا انکار کرنے والا اپنی دلیل کا ہی انکار کرتا ہے تا کہ دعویٰ کے انکار کی گنجائش نکل آئے ،اور جنھوں نے دعویٰ کے انکار کا جو طریقہ رائج کیا ہے۔حضور شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ یہ انکار کا طریقہ شیطان کا طریقہ ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ خدا کی وحدانیت کی جو دلیل ہیں ، وہ ایسی دلیل ہیں جسکی عظمت واہمیت کی نشاندہی کرتے ہوئے اس عظیم الشان خطیب نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ کسی اور کی دلیل ہوتے تو توڑا جا سکتا مگر یہ خدا کی دلیل ہیں کیسے توڑا جا سکتا ہے۔

دلیل کے منوانے پر خدا کی حکمت پر سے پردہ اُٹھاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اس میں سب سے بڑے راز کی بات ہے کہ ایک شخص خدا کی محبت کا دعویٰ کرے مگر رسول کی محبت کا دعویٰ نہ کرے ایسا ہو سکتا ہے۔ بہت ہوتا ہے زمانے میں ایسی بات ہے کہ لا الہ الا اللّٰہ کے ماننے کا ادعا رکھے مگر محمد رسول اللہ کے ماننے کا ادعا نہ رکھے۔مگر ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی محمد رسول اللہ کو مانے اور خدا کو نہ مانے ایسی کوئی نظیر ہی نہیں مل سکتی ایسی

کوئی مثال ہی نہیں مل سکتی۔

حضور شیخ الاسلام کا یہ نظریہ نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ ایک عرصہ دراز سے مسلمانوں کے سینوں سے عشق مصطفےٰ ﷺ کے چراغوں کو بجھانے کے لئے ایک مہم چل پڑ ی ہے، جو کہ نہایت ہی چالا کی سے ایسے ایسے ہتھکنڈے اور حربے استعمال کئے جارہے ہیں جس کے جنگل میں مسلمان پھنستا چلا جارہا ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی یہ کوشش ہے کہ مسلمان ان حربوں اور ہتھکنڈوں سے بچ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں اسلام دشمن عناصر نے سر ابھارا ہے، حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے ایسوں کا قلع قمع کر دیا ہے۔

چند گمراہ علماء نے اپنے خطبات میں مسلمانوں کو گمراہی کی طرف مائل کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ خدا اور رسول دونوں جدا ہیں۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے کلمہ طیبہ کو مدِ نظر رکھ کر فرمایا کہ ہمارا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کے درمیان ' واؤ ' تک نہیں رکھا۔ اگر واؤ آجاتا تو دونوں جدا جدا کلمے ہو جاتے۔ آپ مزید آگے فرماتے ہیں کہ 'تمہارا کلمہ واؤ کی جدائی بھی برداشت نہیں کر رہا ہے، تمہارا کلمہ یہ بھی برداشت نہیں کر رہا ھے کہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مابین واؤ کی فصل لے آؤ۔ کیوں اس لئے کہ لا الہ الا اللہ دعویٰ ہے اور محمد رسول اللہ دلیل ہے۔ اگر دلیل دعوے سے جدا ہو جائے تو کون دعویٰ کو سمجھائے۔ اس قدر روشن اور مضبوط وضاحت کے بعد کون اب گمراہی کے اندھیرے میں بھٹک سکتا ہے اور اب اگر کوئی بھٹکنے پر ہی مصر ہو تو اسے کون راہِ راست پر لا سکتا ہے۔

عظمتِ رسول ﷺ پر شب خون مارنے والوں کا سب سے بڑا حملہ یہ ہے کہ حیات النبی ﷺ کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ حیات النبی ﷺ اہلِ سنت والجماعت کا وہ عقیدہ ہے جس پر ایمان کی عمارت کھڑی ہے حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اس حقیقت پر سے پردہ اٹھایا کہ کلمہ کے ترجمہ میں بتایا گیا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس ترجمے کی حقانیت

پیش کرتے ہوئے اسٹیج پر جلوہ افروز علمائے کرام سے متوجہ ہو کر فرماتے ہیں کہ اتنے علمائے کرام ہیں سب یہی ترجمہ کریں گے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ کے کہنے سے یہ بات بالکل ثابت ہوگئی کہ ہر کوئی آپ ﷺ کی حیات کا قائل ہے اور ہر ایک کا یہی عقیدہ ہے۔ اب اگر کوئی اس سے انکار کر بیٹھے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

آپ کی اس جلیل القدر وضاحت سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ نبی کونین ﷺ کی شان نہایت ہی ارفع و اعلیٰ ہے، برتر و بالا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ منافقین کے ہر حربے سے ہوشیار رہیں، اور ایک عاشق مصطفیٰ بن کر زندگی بسر کریں۔



پانچواں خطبہ "علمِ غیب"

یہ خطبہ علمِ غیب جیسے ایمان افروز عنوان پر مشتمل ہے جو کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے یوکے کے علاقہ بوسٹن میں اہلِ ایمان سے مخاطب ہوئے ہیں۔

یہ خطبہ ۲۶ رذیلی عنوانات پر مشتمل ہے علمِ غیب موجودہ زمانہ کا نہایت ہی سنگین مسئلہ ہے، اس لئے بنام مسلمان اس عظیم عقیدے سے انکار کررہے ہیں۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے ان بدعقیدہ پیروکاروں پر ضرب کلیم فرماتے ہوئے قرآن وحدیث، واقعات و دلائل کی روشنی میں ثابت فرمایا کہ رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو علم غیب عطا فرما کر ہی اس دنیائے فانی میں مبعوث فرمایا ہے۔

اس کی گہرائی میں اُتر کر آپ نے عالم کی تشریح فرماتے ہوئے اس نکتہ کی طرف سب کے ذہنوں کو مبذول کرایا کہ ہماری روح اس دنیا میں آنے سے پہلے عالم ارواح میں تھی اور یہاں سے جائیگی تو عالم آخرت میں جائیگی، اور ہم جو اس دنیا میں رہتے ہیں یہ عالم شہادت ہے۔ عالم ارواح ہو یا عالم آخرت ہمارے لئے غیب ہے، یہ عالم ہماری نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں، اگر ہمیں عالم آخرت کے معاملات کو سمجھنا ہو تو وہی بتا سکتا ہے جس کی نگاہ سے وہ عالم چھپا ہوا نہ ہو۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرماتے ہیں کہ اگر نبی کو عالم غیب کی خبر نہ ہو جائے تو ہمارے ایمان کو کیا مکمل کر سکے گا۔ اسے خود بھی آخرت کا پتہ نہ چلے گا۔ اس نکتہ سے یہ بات مکمل واضح ہوگئی کہ نبی ہوتا ہی ہے غیب کی خبریں بتانے کے لئے۔ اور آپ نے اس عقیدے کو قرآن کا حوالہ دے کر مستند فرمایا اور کہا میں تو کہتا ہوں سنو جی قرآن بسم اللہ کی ب سے لیکر والناس کی سین تک سب غیب ہی غیب تھا۔ یہ قرآن بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کی سین تک جب تک میرے رسول نے پڑھ کر نہیں بتایا۔ تم نہیں سمجھتے تھے۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** کیا ہے، تم نہیں سمجھتے تھے کہ سورۂ فاتحہ کیا ہے۔ آگے بڑھ کر قرآن مجید کی اس آیتِ کریمہ کو کوڈ فرمایا۔ وعلمک ما لم تکن تعلم اللہ نے رسول کو سکھایا۔ جب رسول کو سکھانے والی ذات رب کائنات ہو تو شیخ الاسلام والمسلمین فرماتے ہیں کہ ذرا غور

کرو کہ اگر سیکھنے والا رسول عربی جیسا ہو اور سیکھنے والا محمد عربی ﷺ جیسا ہو اور سیکھانے والا قادر کائنات ہو تو بتاؤ غیب کی بات بتانے سے اسے کون سی چیز روک سکتی ہے۔

سرکارِ مدینہ ﷺ کی ارفع و اعلیٰ شخصیت کہ آپ رب کائنات کے شاگرد بنے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اس عالمِ شہادت میں کسی کے شاگرد نہیں بنے۔ اب رب کائنات کے سیکھانے کے بعد کون آپ کا استاد بن سکتا ہے۔ اگر اس حقیقت سے انکار کیا جائے تو ایمان کی تباہی ہی تباہی ہے۔

تفسیر روح البیان کا حوالہ دیتے ہوئے آپ حیات النبی ﷺ کی حقیقت کو اجاگر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول کی موت اور حیات میں کوئی فرق نہیں۔ یعنی رسول کی دونوں زندگیاں ایک ہیں۔ شیخ الاسلام، فرماتے ہیں کہ وہ جیسے پہلے اپنی امت کا مشاہدہ فرمارہے تھے۔ آج بھی کررہے ہیں، جیسے پہلے وہ اپنی امت کے احوال ان کے اعمال ان کی نیت، ان کے دل کے خطرے، ان کے دل کے ارادوں کو جانتے تھے اور آج بھی جان رہے ہیں، رسول ﷺ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ سب ان کے سامنے ہے۔ واضح ہے کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے یہ روشن دلائل جو ہمارے ایمان کو مضبوط و مستحکم کرتے ہیں، صبح قیامت تک عظمت رسول ﷺ پر ہونے والے حملوں سے حفاظت فرمائی ہے۔

یہ خطبہ عقائد اہلِ سنت والجماعت کی بہترین نمائندگی کرتا ہے۔ اسلئے کہ آپ نے عقائد اہلسنت والجماعت کو نہایت ہی وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ آپ نے اس خطبہ میں 'علم غیب' حیات النبی، حاضر و ناظر نبی وغیرہ جیسے عظیم عقائد کو مدلل کر کے پیش کیا ہے۔ قاری پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علمائے حق کون ہیں اور علمائے سو کون ہیں۔

آپ کے پیش کردہ قرآنی آیات، احادیثِ نبوی، واقعات و دلائل سے یو کے جیسے علاقے میں اہل ایمان کے درمیان ایک انمٹ انقلاب پیدا ہو گیا۔ لوگ کشاں کشاں اہلِ سنت والجماعت کی طرف کھینچے چلے آئے اور آج اہلِ سنت والجماعت کی حقانیت کا بول بالا ہر طرف نظر آتا ہے۔

چھٹا خطبہ ’’رحمت عالم‘‘

یہ خطبہ رحمت عالم (UK) کے بلیک برن کے علاقے میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین علمائے اہل سنت کے جھرمٹ میں اہل ایمان سے مخاطب ہوئے۔

یہ خطبہ ۳۲ رذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔ آپ اپنے معمول کے مطابق قرآن و حدیث، واقعات دلائل، اپنے محققانہ تشریحات اور بہترین مثالوں کے ذریعہ یہ بات ثابت کردی کہ رسول عربی ﷺ کی ذات گرامی کسی ایک عالم کے لئے نہیں بلکہ سارے عالم کے لئے رحمت ہے۔

منکرین عالمین سے مراد صرف ایک ہی عالم کا تصور کرتے ہیں۔ اسلئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرماتے ہیں کہ مگر کچھ لوگ عالمین کو بھی مختصر کررہے ہیں۔ بھئی عالمین سے مراد پورا عالم نہیں۔ ذرا غور کیجئے بولا گیا عالمین اور مراد ہیں صرف ماننے والے۔ بولا گیا ، عالمین اور مراد ہیں صرف اطاعت کرنے والے۔ ہم نے کہا کہ اگر اپنی طبیعت سے عالمین کی بے پایاں وسعت پر اسی طرح سے آپ نے قینچی چلانے کا ارادہ کرلیا ہے تو آیئے بتایئے کہ الحمد للہ رب العالمین میں عالمین سے مراد کیا خدا کے ماننے والے ہیں؟ عالمین سے مراد کیا خدا کے چاہنے والے ہیں۔ خدا انہیں کا رب ہے دوسروں کا رب نہیں؟ اور جب رب العالمین کے عالمین میں تخصیص کرنے کی تم میں جرات نہیں ہے تو رحمۃ اللعالمین کے عالمین میں اتنی کمی کیوں نکال رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ عالمین کے وسعت میں تو کمی نہیں ہوئی، عقیدت کی وسعت میں ضرور کمی ہے۔ یہ وہ تشریح ہے جو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کردیتی ہے۔ اور بدعقیدگی کی پول کھول دیتی ہے۔

اس خطبہ میں آپ نے افہام وتفہیم کے دریا بہادئے ہیں۔ لب ولہجہ اپنی مثال آپ ہے۔ اسکا اندازہ تحریر سے ہوجاتا ہے۔ آپ کا تکلم بھی اعلیٰ درجہ کا ہے، جس سے حرارتِ ایمانی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور سامعین کے قلوب واذہان کی معراج بھی ہوجاتی ہے۔

افہام و تفہیم کا انداز یہ ہے، فرماتے ہیں، ''ارسال کے لئے ایک چیز ضروری ہے جس کا نام مرسل ہے اور ارسال کے لئے دوسری چیز ضروری ہے جس کا نام مرسل اور ارسال کے لئے تیسری چیز ضروری ہے جس کا نام مرسل الیہ مرسل بھیجنے والا، مرسل جس کو بھیجا جائے اور مرسل الیہ جس کی طرف بھیجا جائے۔ اس مفہوم کو ہلکے انداز میں عرض کر رہا ہوں۔ ایک ہے بھیجنے والا کون، وما ارسلنک۔ یہاں دو باتیں واضح ہوتے ہیں اے محبوب ہم نے بھیجا اور تمہیں بھیجا، معلوم ہوا کہ بھیجنے والا خالق کائنات، اور جس کو بھیجا جارہا ہے وہ ہیں رسول عربی، اب ہمیں تلاش یہ کرنا ہے کہ کس طرف بھیجا ہے اور پھر بھیجنے والا کیا بنا کے بھیجا تو جواب ملتا ہے ''رحمتہ العالمین'' عالمین کی طرف بھیجا۔''

اس تفہیم سے آپ کے کمال کا پتہ چلتا ہے کس قدر خشک مواد کو آپ نے تر کر کے پیش کیا ہے۔ اس لئے آپ کو امام افہام و تفہیم کہا جاتا ہے آپ کا یہ اندازِ افہام و تفہیم ہر طرح کے شک و تردد سے پاک ہے اور قاری کو اس سے اطمینان و سکون مل جاتا ہے۔

آپ کے خطبات کی یہ اعلیٰ خصوصیات کہ آپ کے دلائل، واقعات و تشریحات وغیرہ سامعین کے قلوب و اذہان کو کسی طرح کا بوجھ محسوس ہونے نہیں دیتے۔ آپ کہتے جاتے ہیں اور قلوب اور اذہان قبول کرتے جاتے ہیں۔ کسی طرح کی الجھن، یا شک ہی نہیں رہ جاتا۔ خطبات میں تسلسل آخر تک قائم و دائم رہ جاتا ہے۔

اس خطبہ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے ایک ہی خطبہ میں اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کو نہایت ہی اچھوتے اور نرالے انداز میں کھل کر پیش کیا ہے۔ آپ اس کا اندازہ کیجئے کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے رحمت کی تشریح کرتے ہوئے عقائد حقہ کو کس خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ رسولِ عربی ﷺ کے اعلیٰ درجے کے کمالات و فضائل کو پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ 'لہٰذا ساری کائنات پر قادر بھی اگر یہ سب عناصر ایک میں موجود ہیں تو وہ ہمارے لئے رحمت ہیں۔ ہونا چاہیئے'۔ ساری کائنات پر مختار بھی ہونا

چاہیئے، ساری کائنات میں حاضر و ناظر بھی ہونا چاہیئے'۔ ساری کائنات کا مالک ہونا چاہیئے۔ ساری کائنات کا عالم بھی ہونا چاہیئے۔ ساری کائنات میں موجود بھی رہنا چاہیئے۔ ساری کائنات میں باحیات بھی رہنا چاہیئے تو جب یہ سب ہوگا تب وہ جا کے سب کے لئے رحمت بن سکیں گے۔ اگر یہ سب عناصر ایک میں موجود ہیں تو وہ ہمارے لئے رحمت ہیں۔ آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ رحمت کی تشریح ہی عقائید اہل سنت والجماعت کی تشریح ہے۔ اس سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ عقائید اہل سنت والجماعت عین اسلام ہے اور عین ایمان ہے۔



ساتواں خطبہ ''رفعتِ مصطفٰے''

یہ خطبہ رفعتِ مصطفٰے (UK) کے مقام ڈیوز بری میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اہل ایمان سے خطاب فرمایا ہے۔ آپ نے اس خطبہ میں ۲۲ ذیلی عنوانات کے تحت رفعتِ مصطفٰے کو اجاگر فرمایا۔

آپ جس عنوان کے تحت قرآن مجید کی جس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ہے اس میں مبہم طور پر بات کہی گئی ہے کہ یہ رسول ہیں ان میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اس ترجمہ میں جو بعض کا لفظ استعمال شدہ ہے اس کی وضاحت یوں کر دی گئی ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو اللہ نے شرفِ ہم کلامی سے مشرف فرمایا ہے۔ اور اس ترجمہ میں جو فضیلت کا لفظ مستعمل ہے۔ اس کی وضاحت یہ کی گئی کہ بعض وہ ہیں جن کو اللہ نے درجوں میں بلند کیا ہے۔ اس طرح کی تشریح قرآن مجید کی روشنی میں تو ہوگئی مگر وہ کون ہے جو درجوں میں بلند ہیں۔ اس کو قرآن ہی نے مبہم رکھا ہے۔ اس مبہم بات کو حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے کھول دیا اور ثابت کر دیا کہ وہ درجوں میں بلند ہونے والی ذات رسول عربی ﷺ ہے۔

تلاوت کردہ آیات مقدسہ میں چونکہ فضیلت اور رفعت کا بھی ذکر ہوا ہے اس لئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے فضیلت اور رفعت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فضیلت ملتی ہے علم سے۔ اور شرافت ملتی ہے نسب سے کرامت ملتی ہے اللہ کے حکم سے۔ اور عظمت ملتی ہے خدا اور رسول کی طرف نسبت سے مزید آپ فرماتے ہیں کہ رفعت کی شان میں سب کچھ شامل ہے۔ آپ نے کہا کہ رفعت جو ہے وہ ان سب میں شامل ہے۔ رفعت میں عظمت بھی ہے، شرافت بھی ہے، فضیلت بھی ہے کرامت بھی ہے۔ اس سے یہ بات عیاں ہوگئی۔ رسول عربی ﷺ کی چاہے وہ عظمت ہو، چاہے فضیلت ہو، چاہے کرامت ہو

ہر صفت میں آپ ممتاز ہیں ہر چیز میں ممتاز ہیں۔ اس روشن وضاحت سے جو لوگ نبی کونین ﷺ کے اعلیٰ وارفع کمالات کے منکر ہیں۔ نفی ہو جاتی ہے اور یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ نبی کونین ﷺ کی ذات گرامی کو اعلیٰ وارفع کمالات کی حامل شخصیت مان لینا ہی عین ایمان ہے۔ اور آپ کی اس وضاحت سے آپ کے کمالِ علم وفن کا پتہ چلتا ہیکہ آپ نے کس قدر سہل انداز میں مبہم بات کو واضح کر دیا۔ اور ہمارے قلوب واذہان کو اطمینان بخشا۔

اس خطبہ میں آپ نے رسول ﷺ کے آخری نبی ہونیکی حکمت کو واضح کیا ہے چونکہ رسولِ عربی ﷺ خدا کے ذاتِ واحد ہونے کے عینی شاہد ہیں۔ اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عینی شاہد کے بعد بنا دیکھے آنے والے کی ضرورت نہیں رہ جاتی ۔، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔

اس وضاحت کے بعد رسولِ عربی ﷺ کی عظمت اور رفعت دل و دماغ میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ اور ذاتِ رسول ﷺ کے متوالے ہو کر زندگی بسر ہوتی ہے۔ اور روحانی زندگی ترقیات حاصل کرتی ہے۔ اور پھر یہی راستہ قربِ خداوندی میں پہنچا دیتا ہے۔ اس خطبہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے یہ خطبہ فن وکمالات کا اُبلتا ہوا سرچشمہ ہے۔ اس قدر روشن وضاحت اور دلائل و براہین کے بعد کون دولتِ ایمانی وحرارتِ ایمانی سے محروم رہ سکتا ہے۔



آٹھواں خطبہ ''محبتِ اہلِ بیت''

یہ خطبہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے (UK) کے لنکاسٹر علاقے میں اہلِ ایمان سے مخاطب ہوئے ہیں۔ اس خطبہ کے ۲۱ ذیلی عنوانات ہیں۔

یہ خطبہ، خطباتِ برطانیہ کے دیگر خطبات سے ہٹ کر ایک اہم مقام رکھتا ہے، آپ کے دیگر خطبات عقائدِ اہلِ سنت والجماعت کی تشریح و وضاحت پر مبنی ہیں۔ چونکہ منکرین کی جماعت ذاتِ رسول ﷺ پر شب خون مارنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں اس لئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے رسولِ عربی ﷺ کی عظمت و رفعت کو قرآن و حدیث، واقعات و دلائل کے ذریعہ اجاگر فرما کر منکرین کا دندان شکن جواب مرحمت فرمایا ہے۔ محبتِ اہلِ بیت بھی انہی میں سے ایک ایسا پھڑکتا ہوا مسئلہ ہے جس پر روشنی ڈالنا آپ پر ضروری و لازمی جز تھا۔ تعجب ہے کہ فی زمانہ محبت اہل بیت سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ اگر زمانہ یوں ہی رویہ اختیار کر رکھے گا تو آنے والے دن یقیناً مسلمان اہل بیت کی عظمت سے بھی غافل ہو جائیں گے

زمانہ ماضی میں یزید کربلا کی دھرتی پر اہل بیت پر ناپاک حملے کر کے یہ بات ثابت کر دیا کہ صبح قیامت تک ایسی گنجائش نکل سکتی ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی ژراف نگاہی نے ان حالات کو دیکھ لیا۔ اور محبت اہل بیت میں اپنی روحانی زندگی کو بسر کرنے کی ترغیب دی۔

دیگر انبیائے کرام کے خدمات اور رسول عربی ﷺ کے خدمات کا اگر موازانہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جس قدر رسول عربی ﷺ مذہبِ اسلام کی اشاعت و ترویج میں محنتِ شاقہ سے گذرے ہیں۔ کوئی نبی ایسے مراحل سے نہیں گزرا، ہر ایک اپنی محنت کا پھل چاہتا ہے بدلہ اور عوض چاہتا ہے۔ نبی کونین ﷺ کی محنت شاقہ کا عوض کیا ہوگا۔

اس سلسلہ میں حضور فرماتے ہیں کہ دوست ایسے رسول کی خدمات کا کوئی عوض دے سکتا ہے، کوئی بدلہ دے سکتا ہے، کوئی صلہ دے سکتا ہے، کوئی معاوضہ دے سکتا ہے، اغنیاء زمانہ کا دامن خالی ہے اس بات سے کہ رسول کی خدمات عالیہ کا کوئی بدلہ دے سکے۔

آپ ﷺ سے قبل آنے والے ہر نبی نے اپنی خدمات کا بدلہ نہیں چاہا۔ مگر رسول عربی ﷺ سے رب کائنات فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب اپنے ماننے والوں سے اپنی خدمات کا بدلہ مانگ، اجر مانگ، کیا مانگا نبی کونین ﷺ نے، اجر کیا مانگا ہوگا۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرماتے ہیں کہ وہ کون سا بدلہ ''میرے اہل بیت سے محبت کرو۔''

اور یہ بدلہ بھی کتنا پیارا اور نرالا ہے۔ اس بدلے میں بھی ہمارا ہی فائدہ ہے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ رسول عربی ﷺ ہمہ وقت اپنی اُمت کی نجات کیلئے، اپنی امت کے فائدہ ہی کے لئے کوشاں رہے۔ دعائیں کرتے رہے۔ اب جب کہ اپنی خدمتوں کے عوض کا معاملہ آیا تو بدلہ بھی ایسا چاہا جس میں اپنی ہی امت کا فائدہ ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرماتے ہیں کہ، تو میرے رسول اس لئے تمہیں اپنی اہلبیت اور اپنی آل کی محبت کا پابند بنا رہے ہیں۔ اپنے آل کے فضائل اور اپنے آل کے اوصاف اس لئے بیان کرر ہے ہیں کہ جب تم ان سے محبت کرو گے تو اس وقت ان کی اطاعت کرنے پر مجبور ہو گے۔ اور جب تم ان کی اطاعت کرو گے تو اسلام کا جو مقصد ہے وہ حاصل ہو جائیگا۔ اس پر آپ مزید فرماتے ہیں کہ دیکھو کتنا بڑا کرم ہے کہ ہم ان کی اطاعت کریں۔ ہمارا جو اطاعت کا فریضہ ہے وہ ادا ہو۔ خدا کا فرض ادا ہو۔ رسول اسے اپنا اجر قرار دیں۔ ذرا غور کرو۔ ذرا سوچو، سراسر فائدہ ہمارا، سراسر نفع ہمارا اور سرکار کہیں کہ تم نے ہمارا صلہ دے دیا۔ تم نے ہمارا بدلہ دے دیا۔

گویا رسول عربی ﷺ اپنی امت کو اعمال صالحہ کی طرف بلا رہے ہیں اور ایمان کی لذت، ایمان کی چاشنی سے بھی نواز رہے ہیں۔

محبت کی تشریح فرماتے ہوئے حضور شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ دیکھو میاں محبت کے لئے جو کم سے کم درجات ہیں وہ یہ ہیں کہ تم اپنے محبوب کیساتھ زیادہ سے زیادہ سلوک کرو، اور سمجھو کہ بہت کم کیا۔ اور محبوب اگر تمہارے ساتھ تھوڑا بھی سلوک کردے تو سمجھو بہت زیادہ کیا۔ غور کرو صحابہ کرام کی زندگی کا مطالعہ کرو کہ انہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کے رسول کے قدموں پر قربان کر دیا۔ سرکار نے اگر کسی کے لئے کوئی اچھا فقرہ استعمال کیا تو وہ اسی پر فخر کرتے رہے۔

گویا حضور شیخ الاسلام والمسلمین یہ کہتے ہیں کہ جب ہمیں رسول عربی ﷺ سے بے پناہ محبت ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اہلبیت سے بے پناہ محبت کریں۔ اس لئے یہ حکم ہمارے محبوب کا ہے۔ اب اس سے شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی کہ ہم اہل بیت کی محبت سے بچنے کا کوئی حیلہ بہانہ کریں۔

حضور شیخ الاسلام رسول کو اپنی طرح سمجھنے والوں پر متعجب ہو کر کہتے ہیں کہ 'یہ عجیب حیرت کی بات ہے کہ لوگ رسول سے محبت بھی کریں اور رسول کو اپنی طرح سمجھیں' محبت کا مزاج کیا ہے تشریح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ'' حالانکہ محبت کا مزاج یہ ہے کہ محبوب کو عظیم سمجھا جائے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو نبی کونین ﷺ سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور رسول عربی ﷺ کو اپنی طرح سمجھتے ہیں، گویا ایسے لوگ بارگاہ رسالت میں توہین کرتے ہیں، گستاخی کرتے ہیں اور یہ بات مصدقہ ہے کہ گستاخِ رسول سے ایمان نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمان کے روپ میں کافر ہو جاتا ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی یہی تڑپ ہے، یہی جستجو ہے، یہی کوشش ہے کہ ہم کسی طرح سے گستاخ رسول نہ بنیں۔ ہم سے کسی طرح سے بارگاہ رسالت میں توہین نہ ہو۔ آپ کی یہ کوشش اسبات کی شاہد ہے کہ آپ کا سینہ امت مسلمہ کے درد سے لبریز ہے آپ امت مصطفیٰ سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔



نواں اور آخری خطبہ ''بشریت''

یہ خطبہ مانچسٹر کے علاقے میں علمائے کرام کی جھرمٹ میں دیا گیا ہے۔

قرآن واحادیث کے صفحات اس بات کے شاہد ہیں کہ رسول عربی ﷺ کا مقام و مرتبہ نہایت ہی ارفع واعلیٰ ہے۔ اگر اس بات کو حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں کہا جائے تو بجا ہوگا۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' ۔

فی زمانہ فتنہ پرور زمانہ ہے۔ نت نئے حربوں کے ذریعہ عصمتِ رسول کو پامال کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے اس کوشش میں بنام مسلمان بھی شامل ہیں اور دشمنانِ اسلام بھی شامل ہیں اور نہایت ہی مکروفریب کے جال بچھا جارہے ہیں تاکہ بھولے بھالے مسلمان کے قلوب واذہان بھٹک کر رہ جائیں۔ ایسا نازک زمانہ آگیا ہے کہ اپنے ایمان کا تحفظ ایک بڑا مسلہ بن گیا ہے۔ صحیح اور سیدھے راستے پر چلیں واقعی یہ ہمارے ایمان کا امتحان ہی ہے۔ اس سے متعلق حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرماتے ہیں کہ ''رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے قرآن کے اندر ایسی چیزیں رکھ دی ہیں تاکہ تمہارے عقیدے اور تمہارے ایمان کا بھی امتحان ہو سکے۔''

آج اکثر زمانہ رسول عربی ﷺ کے اور صفات کی طرح شانِ بشریت کو اپنی طرح گردانتا ہے۔ اس لئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے ایسوں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکتے ہوئے قرآن مجید کی یہ آیت مقدسہ قل انما انا بشر مثلکم کو مدلل کرتے ہوئے معراج کی رات حضرت جبرئیل کے سدرۃ منتہیٰ پر رُک جانے کے منظر کو پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ 'حضرت جبرئیل نے اپنے کو رسول ﷺ کی طرح نہیں سمجھا اور رسول ﷺ کو اپنی طرح نہیں سمجھا آگے بڑھ جاتے اور اگر رسول کو اپنی طرح سمجھتے تو ٹھہرا لیتے۔ نہ اپنے کو رسول کی طرح سمجھا اور نہ رسول کو اپنی طرح سمجھا۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے یہ جو دلیل قائم کی ہے۔ ایسی دلیل کے بعد بھی اگر کسی کے ذہنوں میں بات نہ اترتی ہو تو یہ کج فہمی نہیں تو اور کیا ہے۔

قرآن مجید کا فرمان ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب پاک علیہ وسلم سے فرمایا کہ ''اے محبوب تم ان سے کہہ دو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔'' اب یہیں سے منکرین کو راستہ مل گیا کہ نبی کو اپنی طرح بشر کہہ دیں۔ اور اسی عقیدہ کو قرآن کا حوالہ بنا کر عام کریں۔ مگر حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے کمال فن کو دیکھئے کہ بے مثل بشریت کا انکار کرنے والوں سے آنکھ میں آنکھ ملا کر کہا۔ قرآن کریم میں ہے '' قل انم انا بشر مثلکم'' اے محبوب تم ان سے کہہ دو، کن سے کہہ دو۔ کافروں سے، مخاطب کون تھے؟ صدیق اکبر سے کہد وں؟ نہیں۔ فاروق اعظم سے؟ نہیں۔ عثمان غنی سے کہہ دوں؟ نہیں علی مرتضیٰ سے؟ نہیں۔ صہیب رومی سے؟ نہیں۔ پڑھنے والوں سے؟ نہیں۔ سلمان فارسی سے؟ نہیں۔ بلال حبشی سے؟ نہیں۔ ایمان والوں سے؟ نہیں۔ دامن سے وابستہ ہونے والوں سے؟ نہیں۔ کالی کملی کے اندر چھپ جانے والوں سے؟ نہیں۔ اے محبوب باہر رہنے والوں سے کہہ دو۔'' اب بات صاف ہوگئی کہ رسول عربی علیہ وسلم دشمنان اسلام سے مخاطب ہیں۔ اپنوں سے نہیں۔ جب رسول عربی علیہ وسلم نے جب اپنوں سے کہا ہی نہیں تو منکرین نے کیسے سمجھ لیا کہ رسول عربی علیہ وسلم اہل ایمان سے مخاطب تھے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی اس گرفت سے اہل ایمان کا دل ودماغ بھٹکنے سے رہ گیا۔

جب کافر مخاطب ہی نہیں تھے تو حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرماتے ہیں کہ تو کیا آپ کے اندر جرات ہے اس بات کی کہ اپنے رسول کو کفار ومشرکین کی طرح کہہ سکو؟۔ پتہ چلا کہ اہل ایمان قطعی طور پر اپنے نبی کو کفار ومشرکین کی طرح کہنا برداشت کرسکیں گے۔ اس جگہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرماتے ہیں کہ میں سوچ رہا ہوں اس مقام پر کہ تمہاری عقلوں کو کیا ہوگیا۔ تمہارے ادراک کو کیا ہوگیا۔ تمہارے احساس کو کیا ہوگیا۔ تمہارے

ایمان وایقان کو کیا ہوگیا۔ تم ان کو تو حق نہیں دے رہے ہو جن کو رسول نے مخاطب کیا تھا۔ اور جن کو مخاطب ہی نہیں کیا تو پھر ان کو کہاں سے حق ملے گا جنہیں خطاب ہی نہیں کیا۔ جن کو رسول ﷺ نے مخاطب ہی نہیں بنایا ان کو اپنے جیسا کہنے کا حق کہاں سے مل گیا۔

اس سے نبی کونین ﷺ کی شانِ بشریت نہایت ہی ارفع واعلیٰ ہونا ثابت ہوگیا، اور اس روشن وضاحت سے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ قل انما انا بشر مثلکم یہ آیت کا غلط معنیٰ ومطلب پیش کرنے والے کا شمار بھی دشمنان اسلام کی فہرست میں ہوگیا۔ اس خطبے سے یہ عقیدہ نہایت ہی واضح ہو جاتا ہے کہ نبی کونین ﷺ کی بشریت بے مثل بشریت ہے۔ آپ ﷺ کی بشریت ہماری جیسی ہو نہیں سکتی۔ عقائد حقہ کے ایوانوں میں شگاف پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے، خود اپنی ہی خیر منائیں کہ وہ اس راستہ سے نبی کونین ﷺ کی شان بشریت کو پامال کریں، اسی راستے سے وہ خارج از اسلام ہوگئے۔



(ب)

خطباتِ حیدرآباد

مدینۃ الاولیاء شہر حیدرآباد ملک ہندوستان میں اسلامی تہذیب وتمدن کا گہوارہ کہلاتا ہے ایسے مشہور شہر میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے مختلف چار اہم عنوانات پر عوام الناس سے خطاب فرمایا ہے۔ یہ خطبات نور وعرفان کے چھلکتے ہوئے پیانے ہیں۔ ان خطبات سے فرزندانِ اسلام بآسانی مسلکِ حقہ سے روشناس ہوجاتے ہیں ۔

پہلا خطبہ ''حقیقتِ نورِ محمدی''

آپ کا پہلا خطبہ ''حقیقتِ نور محمدی ﷺ ہے۔ جو ۱۶ ذیلی عنوانات کے تحت آپ نے عوام الناس کو روشناس کرایا ہے۔ جس کو کتاب کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ نور مصطفیٰ ﷺ قدسی نور مصطفیٰ ﷺ سب سے پہلی مخلوق ہے۔ اس حقیقت کو کلامِ الٰہی کی روشنی میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ یہ نور عالمِ لاہوت سے آیا ہے۔ ''یہ نورِ لاہوتی'' جسے تم مکی مدنی کہتے ہو، نور مصطفیٰ نہیں وہ بشریت مصطفیٰ ہے۔ جس کا ذکر کررہا ہوں وہ نور قدسی ہے، یہ تو عالم قدس سے آیا ہے جس کی قرآنی دلیل یہ ہے ''قدجاء کم من اللہ نور و کتاب مبین'' مزید اضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ میرے رسول کے تین لباس ہیں، ایک لباس لباس بشری، ایک لباس لباس ملکی، ایک لباس، لباس حقیقی۔ فی زمانہ افراد امت مسلمہ عقائد حقہ کے معاملے میں شدید گمراہ نظر آتے ہیں۔ ان کے اذہان وقلوب شکوک میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اگر ایسے لوگ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے ان نورانی خطبات کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو حقیقت ان پر روشن ہوجائیگی اور اس سے ان کے عقائد درست ہوجائیں گے۔ نور ایمانی

سے قلوب منور ہو جائیں گے۔ اور اس سے اُمت مسلمہ کو صراط مستقیم پر چلنے کے لئے آسانیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ اور یہ بے مثال خطبات لوگوں کو عقائد حقہ کی طرف راغب ہونے کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

اس نقطۂ نظر کو گہرائی سے سمجھ لینا نہایت ہی ضروری ہے کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے ان خطباتِ حقہ میں، عقائد حقہ، اعمال صالحہ، فکر ونظر پر ہمہ جہت پہلو سے بحث کی گئی ہے جس سے عقائد حقہ کی پختگی، ایمان کا استحکام نصیب ہو سکتا ہے جس سے قلوب واذہان میں ایک انمٹ تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور حضرت انسان عقائد حقہ اور اعمال صالحہ، افکار و نظریات ہر اعتبار سے نکھرتا ہوا نظر آتا ہے۔

اس نورانی خطبہ میں آپ کی یہ وضاحت بھی کتنی اچھوتی وضاحت ہے کہ جو لوگ آپ کے کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے غرض یہ کہ ظاہر کو دیکھ کر حضور ﷺ کو جو لوگ اپنے جیسا انسان کہتے ہیں ایسوں کی ہدایت کے لئے آپ نے واضح کر دیا کہ رسول عربی ﷺ کی شانیں تین طرح کی ہیں۔ جب آپ ﷺ شانِ بشری میں ہوتے ہیں تو انسان کے طور واطوار کے حامل ہوتے ہیں اور شان ملکی کے حامل ہوتے ہیں تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے انسانو! تم میں میری مثل کون ہے؟ اور جب آپ کی شانِ حقیقی ظاہر ہوتی ہے تو آپ اپنے رب کے ساتھ ہوتے ہیں۔

یہ فصاحت گویا عقائد حقہ کی وضاحت ہے جس سے ہمیں بدعقیدگی سے بے زارگی اور عقائد حقہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو لوگ نورِ مصطفیٰ کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے آپ نے بہت ہی پیاری بات فرما کر ہمارے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور فرما دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جہاں نور ہوتا ہے وہاں ضرور روشنی ہوتی ہے مگر اس روشنی کو سمجھنے کے لئے جو بصارت چاہئے وہ موجود نہیں ہے۔ اگر اندھے کو دن میں سورج نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا قصور کیا ہے تو نور مصطفیٰ کا ادراک کرنے کے لئے جو بصیرت چاہئے، جو بصارت چاہئے جو فراست چاہئے، وہ اتنی لطیف بصارت ہونی چاہئے جو نور مصطفیٰ کا

ادراک کر سکے، جب اتنی لطیف بصارت اندر پیدا ہو جائیگی تو تمہارے لئے نہ کوئی رات ہے نہ کوئی ظلمت ہے نہ کوئی تاریکی ہے، تمہارے لئے اجالا ہی اجالا ہے۔

اب اس نوری وضاحت کے بعد نورِ مصطفےٰ پر کیا شک رہ جاتا ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے عطا کردہ اس روشن عقیدے کے تحت اب ہم اپنی ایمانی زندگی کو مضبوط و مستحکم بنالیں۔



دوسرا خطبہ "راہِ حق"

یہ خطبہ ۴ ر ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے جس میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے نہایت ہی زور دے کر فرمایا ہے کہ ایمان سے قبل علم ضروری ہے علم کے بغیر ایمان نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایمان سے قبل علم ہی ایمان تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایمان سے پہلے مومن کے پاس اس کا علم ضروری ہے اس لئے کہ جس کو آپ جانیں گے ہی نہیں تو اس کو مانیں گے کیسے؟ علم ہی نہیں ہوگا تو ایمان لانے کا سوال ہی کیا ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے اس قول پر جب ہم نہایت ہی غور وفکر کرتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ علم ہی کی بنا پر خوش عقیدگی اور اعمال صالحہ ہیں۔ اس لئے کہ علم ہی ہمارے شعور کی گہرائیوں میں خوش عقیدگی اور اعمال صالحہ کی تحریک پیدا کرتا ہے، اور فہم و ادراک کی حقیقت کی سعی کا ذریعہ بن جاتا ہے، اور اس بات کو آپ نے نہایت ہی واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ انبیائے کرام علم کے ذرائع ہیں حضور شیخ الاسلام کا یہ نظریہ زاویہ بھی کس قدر مضبوط و مستحکم ہے اس لئے کہ انبیائے کرام کی مقدس جماعت وہ جماعت ہے جن کے ذریعہ ہمیں خدا کی خوشی اور ناراضگی کا پتہ چلتا ہے۔ قرآن مجید ہمیں اس کی طرف متوجہ کراتا ہے کہ نبی کے احکام بجالانے سے خدائے وحدہ لاشریک خوش ہو جاتا ہے۔ اور جس بات سے نبی نے روکا ہے اس پر عمل کرنے سے رب تبارک و تعالیٰ ناراض ہوجاتا ہے جس کی قرآنی دلیل یہ ہے کہ "ما اعطا کم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فا نتهوا" جو رسول دیں وہ لے لو، جس سے روکیں رک جاؤ۔

آج کا زمانہ پُرفتن زمانہ ہے، آئے دن نت نئے فتنوں کے ذریعہ ایمان کو تباہ کیا جارہا ہے، زمانۂ دراز سے وسیلہ محترم ومقدم ہے۔ لیکن اس عظیم نظریہ کو تباہ کر کے ڈائرکٹ

مالکِ کل سے طلب کرنے پر آمادہ کیا جارہا ہے، ایسوں کے اذہان وقلوب کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے آپ نے راہِ حق کی نشاندہی فرمائی اور کہا کہ ''ایمان سے پہلے علم، علم سے پہلے ذریعہ علم'' ہے۔

ساتھ ہی ساتھ اس بات کو بھی آپ نے اجاگر فرمایا کہ ایمان جو کہ روحانی زندگی کا محور ہے وہ علم سے نہیں بچتا بلکہ صادقین کی صحبتِ صادقہ سے بچتا ہے اور قرآنِ مجید کے اس فرمان کو '' یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین '' دلیل بتا کر ثابت کردیا۔



تیسرا خطبہ ''ایمان کامل''

اس خطبہ میں ۱۴ ذیلی عنوانات کے تحت آپ نے وضاحت فرمائی ہے۔ آپ نے اپنے اس منفرد المثال خطبہ میں ''ایمان اور عمل'' دونوں پہلوؤں پر نہایت ہی باریک بینی سے سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے اور نہایت ہی بلیغ انداز میں ایمان کی حقیقت اور اعمالِ صالحہ کی ضرورت پر وضاحت فرمائی ہے، آپ نے ایمان کی حقیقت کو اجاگر فرماتے ہوئے کہا کہ نبی کو ماننا ہی ایمان ہے۔ اگر صرف خدا ہی کو مانا جائے اور نبی کی ذات گرامی کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، صرف لا الٰہ الا اللّٰہ کی آواز بلند کرنے سے مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک کہ ''محمد رسول اللّٰہ'' کا اقرار نہ کرلے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین نہایت ہی پُر کیف حالت میں فرماتے ہیں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہدایت کو مانو اور ہادی کو نہ مانو، کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ارشاد کو مانو اور مرشد کو نہ مانو اور محمد رسول اللہ کو نہ مانو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے اور اگر انہی کو نہ مانو گے تو یہ دعویٰ بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ ایمان کی حقیقت کو دل و دماغ میں منقوش کرنیکا آپ کا یہ کتنا اچھا اور سلیس انداز ہے ۔آپ کا یہ نکتہ گمراہوں کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔

جب اعمال صالحہ کی بات آئی تو آپ نے یوں فرمایا کہ جب مسلمان ہو چکے ہو تو آنکھ و کان کو بھی مسلمان بناؤ۔ ہاتھ و پیر کو بھی مسلمان بناؤ۔ مسلمان ہیں تو مکمل مسلمان بن جاؤ مکمل طور پر سر سے پیر تک مسلمان بن جاؤ۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی یہ گہری فکر ڈاکٹر علامہ اقبالؔ کے اس شعر کے مصداق ہے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبالؔ کہتے ہیں:

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل ۔۔۔ دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

فی زمانہ اس بات کی کوشش میں لگا ہوا ہے کہ مذہب اسلام کو دہشت گرد ثابت کردیا جائے۔ آپ اس بات کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امن تو ایمان والا ہی قائم کرسکتا

ہے۔ سلامتی تو اسلام والے ہی میں ہوگی، ایسے لوگوں کو ہم کیا بولیں گے جو امن کا نام لیتے ہیں اور فساد کا کام کرتے ہیں۔ امن کی باتیں تو سب ہی چاہتے ہیں۔ روس بھی یہی بولتا ہے، چین بھی یہی کہہ رہا ہے۔ دنیا کی بڑی طاقتیں امن وامان، صلح وشانتی کا نام لے رہی ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ نام لیا جا رہا ہے امن کا اور قطاریں لگائی جارہی ہیں ٹینکوں کی، نام لیا جا رہا ہے امن کا اور ایٹم بم، ہائیڈروجن بم کے تجربات ہو رہے ہیں۔ مزائیلوں کی صفیں لگ رہی ہیں اور نام لیا جا رہا ہے امن کا، راکٹوں کی سیر اور نام لیا جا رہا ہے امن کا، فساد کا کام کرو اور امن کا نام لو۔

حضور شیخ الاسلام نے دنیا کی اس پالیسی کا آپریشن ہی کرڈالا، اور ببانگِ دہل کہہ دیا کہ امن وشانتی کا گہوارہ صرف اور صرف مسلمان اور اسلام ہے۔ اور اس دعویٰ کو آپ نے اس حسین انداز میں نبھایا اور بتایا کہ دیکھو ہمارے کتنے پیارے نام ہیں۔ مسلم صرف سلامتی والا، مومن، امن والا، جس کے اندر سلامتی وامن ہو، ہمارا نام ہی ایسا دیا گیا ہے کہ فساد کا تصور ہی نہ آئے۔ ہم ہی امن وشانتی والے ہیں۔

آپ کی یہ وضاحت اگر دشمنانِ اسلام کے دل ودماغ میں اُتر جائے تو وہ یقیناً اپنی اس نازیبا حرکت سے باز آجائیں گے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے آج کی اس بے چین وبے قرار دنیا کو چین وقرار عطا کرنے کے لئے بہترین دوا تجویز فرمائی ہے۔ اگر اس دوا کا استعمال کیا جائے تو یقیناً بے چینی وبے قراری کا مرض زائل ہی ہو جائیگا۔ آپ فرماتے ہیں۔ ’’اگر تم پوری دنیا میں امن لانا چاہتے ہو مگر اسلام کو نہیں مانتے تو اچھا کم ازکم اسلام کی ایک بات مان لو‘‘۔ اگر دنیا میں امن لانا ہے، ایک صالح انقلاب لانا ہے تو پورے اسلام کو ماننا ہوگا۔ امن وشانتی کی فضا قائم کرنے کے لئے اگر اسلام کی پوری بات قبول نہ کرسکے تو کم سے کم ایک بات تو مان لو۔ وہ کیا؟ بس یہ طے کرلو کہ ہم اپنے پڑوسی کو نہیں ستائینگے۔ زیادہ باتیں نہیں بس اتنی

بات مان لو۔ آپ کی اس دوا ہی سے بے چینی و بے قراری کا علاج ہو جائیگا۔ اپنے پڑوسی کو نہ ستاؤ، یہی اس مرض کا مداوا ہے اس سے ہٹ کر کوئی راستہ ہے نہیں جس سے امن و شانتی کی فضا قائم کر سکیں۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی ذات گرامی وقت کی نباض شخصیت ہے۔ اور آپ کی ذاتِ گرامی امن و شانتی کی علمبردار ہے۔ اگر حکومتِ وقت حضور شیخ الاسلام کی ان ہدایات پر عمل پیرا ہو جائے تو ملکِ ہندوستان سے فتنہ و فساد بالکل مٹ جائیگا ور ملکِ ہندوستان ترقیوں کی ڈگر پر چلنے لگے گا۔

اتفاق و اتحاد وہ عظیم طاقت ہے جس سے فتح و کامرانی حاصل ہو سکتی ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے نزدیک اتفاق و اتحاد کی فضا ہموار کرنے کے بہترین نسخے موجود ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اتفاق و اتحاد کی غلط فہمی کا بھی بہترین علاج موجود ہے اس سے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ" دیکھو! ایک ذرہ ہے اگر یہی ذرے ملکر زمین پر جمع ہو جائیں تو پہاڑ ہو جائیگا۔ دیکھو یہ یہی درخت ہے۔ سکندر آباد سے حیدر آباد تک، مکہ مسجد تک، ایک ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایک ایک درخت لگاؤ تو سینکڑوں درخت لگائے جائیں گے مگر ایک بھی باغ تیار نہیں ہوگا۔ اگر یہ پانچ درخت قریب لگ جائیں تو باغ تیار ہو جائیگا۔ دیکھو باغ کی بھی عجیب خصوصیت ہے۔ ایک درخت کے سائے میں لوگ کتنا بیٹھ سکتے ہیں۔ جتنا ہی بڑا باغ بناؤ گے اتنا ہی بڑا سایہ ہوگا" اور جب باہمی الفت و اخوت، پیار و محبت کی فضا ہموار کرنے کی بات آتی ہے تو آپ فرماتے ہیں" ایک بات اور بھی دیکھو کہ جب درخت قریب ہو جاتے ہیں ایک کی شاخ دوسرے سے ملی رہتی ہیں، ایک کی ڈالی دوسرے سے ملی رہتی ہے۔ مگر کوئی ڈالی اس کے پتوں کو نہیں چھیڑتی۔ اس کے پھلوں کو نہیں چھیڑتی ملے ہوئے ہیں مگر بے غرض ملے ہوئے ہیں۔" اور جب انتشار اور بکھیرنے کی بات آجاتی ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ جب تک کہ تم ملے ہوئے تھے تو ساری قومیں تمہارے سایہ

میں بیٹھی تھیں اور جب تم منتشر ہو گئے تو تمہارا سایہ ہی کتنا رہا۔ ذرا سوچو ہم اتحاد و اتفاق کی بات مانتے ہیں ایک قطرہ اسکی بساط ہی کیا ہے مگر یہ یہی قطرہ جب دریا میں ملتا ہے تو یہ قطرہ تلاطم ہے، یہ قطرہ موج ہے، یہ قطرہ کتنی بڑی طاقت رکھتا ہے۔ اے قطرو، قطروں سے مل جاؤ، اے ذرو، ذروں سے مل جاؤ، اے درختو، درختوں سے مل جاؤ، دیکھا آپ نے اتفاق واتحاد کا کتنا اچھا پیغام ہے، اتفاق واتحاد قائم کرنے کا کیسا بہترین نسخہ ہے۔

اتفاق واتحاد کے معاملے میں آج ہم بہت ساری غلط فہمیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ ایسوں کے اذہان کو سنوارنے کیلئے آپ اتفاق واتحاد کا صحیح مفہوم اسطرح اجاگر فرماتے ہیں۔ ہم کبھی یہ نہیں کہتے کہ اے ذرو، قطروں سے مل جاؤ، جو جس جنس والا ہے اس سے ملاؤ۔ ورنہ اگر قطرہ کو ساحل سے ملاؤ گے تو قطرہ کا وجود ہی ختم ہو جائیگا۔

یہ کتنا اہم اور عظیم نکتہ ہے، جس کی طرف آپ نے نشاندہی فرمائی، یہیں پر لوگوں سے غلطی ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ اتفاق واتحاد کا غلط مفہوم پیش کرتے ہیں۔ ایسوں کو جھنجھوڑ کر فرماتے ہیں آج کل لوگ ملانے کا غلط مفہوم پیش کرتے ہیں کہ صاحب ملا دو اچھے برے کو ملا دو، گمراہ و ہدایت یافتہ کو ملا دو، رسول ﷺ کے عاشقوں اور رسول کے دشمنوں کو ملا دو سب ہی کو ملا دو۔

ملانے کا یہ خواب کس قدر بھیانک ہے۔ گویا یہ بات ملانے کی نہیں نیست و نابود کرنے کی ہے۔ ملانے کے اس خواب سے انسان کا وجود ہی مٹ جائیگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اس طرح ملانا نہیں چاہتا جو تمہیں فنا کردے۔ اس طرح کا ملانا چاہتا ہوں جو تمہیں باقی رکھے۔ اے حق والو، حق والوں سے مل جاؤ۔ اے غوث والو، غوث والوں سے مل جاؤ۔ خواجہ والو، خواجہ والوں سے مل جاؤ، رسول والو، رسول والوں سے مل جاؤ، ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ پانی کا قطرہ جب اچھل کر ساحل پر آتا ہے تو فنا ہو جاتا ہے اور یہی قطرہ دریا میں گیا تب بھی فنا ہوا۔ ساحل پر آیا جب بھی فنا ہوا۔ فرق یہ ہے کہ غیر سے ملا تو وجود ختم ہو گیا۔ جب دریا میں ملا تو اب اسے فنا کرنا ہے تو پورے کو فنا کرنا ہوگا، جب تک،

دریا رہے گا، وہ قطرہ رہیگا، اسلئے کہ فنا فی الفناء اور ہے فنا بالبقا اور ہے۔ باقی رہنے کے لئے اگر فنا ہو تو وہاں فنا ہو جو باقی رہے، حق والو، حق والوں سے مل جاؤ۔ جب تک حق رہیگا تب تک تم رہو گے۔

آپ نے اتفاق واتحاد کا کتنا بہترین مفہوم ہمیں سمجھایا ہے۔ اتفاق واتحاد کا نعرہ بلند کرنے والے اگر حضور شیخ الاسلام کے عطا کردہ مفہوم پر عمل پیرا ہو جائیں تو یقیناً اتحاد و اتفاق کی فضا بھی قائم ہو جائے اور اپنے وجود کو فنا کرنے کا طریقہ بھی آ جائیگا۔

اس زاویے سے دیکھا جائے تو آپ کی جامع صفات شخصیت قوم وملت کے لئے ایک عظیم معمار کی ہے۔ آپ کے نظریات، آپ کی ہدایات، آپ کی رہبری ورہنمائی ہی سے ہم ساری دنیا میں امن وشانتی، بھائی چارگی، اخوت ومحبت کی فضا قائم کر سکتے ہیں۔ درد دل رکھنے والوں کے لئے آپ کی شخصیت سے بہتر کوئی رہبر ورہنما نہیں ہے۔



چوتھا اور آخری خطبہ ''اہلِ سنت کی پہچان''

یہ خطبہ ۲۰ ر ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے، آپ نے صحیح معنوں میں حقیقت کو خوب اجاگر فرمایا ہے۔ اور قلوب واذہان میں ابھرنے والے بے شمار سوالات کا نہایت ہی آسان انداز میں صحیح جوابات عطا فرما کر ہمارے قلوب واذہان کو بالکل ہی مطمئن کر دیا ہے۔

انسان کی زندگی کا اہم جز ''نجات'' ہے اور یہ وقت کا ایک بہت ہی گہرا اور پریشان کن سوال ہے۔ اس لئے کہ فی زمانہ ہر کوئی کہتا ہے کہ ہمارا ہی راستہ نجات کی طرف جاتا ہے۔ ہمارا ہی راستہ نجات دہندہ کا پروانہ ہے۔ اس موڑ پر منزلِ مقصود پر پہنچنے کا ہر کسی کا خواب چکنا چور ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ہر کوئی سوچتا ہے کہ مانیں تو کس کی مانیں، ٹھکرائیں تو کس کو ٹھکرائیں --؟ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اس اہم اور پریشان کن سوال کا جواب نہایت ہی آسانی کے ساتھ دے دیا، اور حدیث پاک کو مدلل فرما کر ہماری الجھنوں کو دور فرما دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا '' **ما انا علیہ و اصحابی** '' جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ وہ راستہ جو میرا راستہ ہے اور میرے صحابہ کا راستہ ہے۔ دیکھو رسول کی روشن سنت۔ صحابہ کی روش سنت صحابہ، جس کو مختصر کیا اہلِ سُنت و جماعت اس کو اور بھی مختصر کر کے آپ نے ''سنی'' کہہ دیا۔

نجات پانے والے راستے کی اس سے بڑھ کر اور کیا وضاحت ہو سکتی ہے اسلئے کہ رسول عربی ﷺ کی روش اور صحابہ کرام کی روش کو اپنانے والا کب بھٹک سکتا ہے۔؟

حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے حق کے متلاشیوں کو قرآن کی سورۂ فاتحہ والی آیت مبارکہ '' **صراط الذین انعمت علیہم** '' کی طرف رجوع کر کے فرماتے ہیں کہ ان کا راستہ لو جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ اب انعام والے ہیں کون۔؟

اس سوال پر تفصیل سے اپنی رائے قائم کرتے ہوئے فرمایا کہ صحابہ کرام کی مقدس

جماعت اور اولیائے کرام کی مقدس جماعت ہی انعام والوں کی جماعت ہے۔ یہ وہ جماعتیں ہیں جن پر رب العزت نے اپنے خصوصی انعام واکرام سے آراستہ و پیراستہ فرمایا ہے۔

ان جماعتوں کی حقانیت کو پیش کرنے کیلئے آپ نے اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات کو بطور مثال پیش فرما کر آپ کے ایک ایسے طریقے کی طرف خیال کو متوجہ فرمایا جو طریقہ اہل سنت والجماعت کے علاوہ کسی بھی فرقے میں موجود نہیں ہے جو کہ نجات والے راستہ کی کھلی دلیل ہے۔ وہ طریقہ کیا ہے۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نہایت ہی جذب و کیف کی حالت میں وضاحت فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک طریقہ تھا کہ جب وہ سرکار دو عالم ﷺ کا نام سنتے تھے تو اپنے انگوٹھے کو بوسہ دے کر اپنی آنکھوں سے لگا لیا کرتے تھے۔ آپ نے اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ضرب کلیم فرمایا کہ اس عظیم وضاحت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو لوگ نبی کونین ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر اپنے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں۔ یہی نجات والے ہیں۔

آپ اپنی بات کو مضبوط کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کو بطور دلیل پیش فرما کر کہتے ہیں کہ دور والے کو پکارنا لفظ ''یا'' کے ذریعہ پکارنا اور یہ سمجھ کر پکارنا کہ وہ سن رہے ہیں۔ یہ راستہ ہے فاروق اعظم کا، یہ راستہ ہے انعام والے کا، یہ راستہ ہے منعم علیہم کا، اس سلسلے میں آپ مزید فرماتے ہیں کہ جس وقت فاروق اعظم نے لفظ ''یا'' کے ذریعہ دور والے کو پکارا تھا اس وقت صحابہ کرام کی مقدس جماعت موجود تھی اور کسی نے بھی نہیں کہا کہ فاروق اعظم لفظ ''یا'' کے ذریعہ دور والے کو پکار کر غلط کیا، اس سے صحابہ کرام کی خاموشی رہ جاتی ہے تو حضور شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ مگر سب خاموش ہو کر اجماع سکوتی فرما رہے ہیں کہ فاروقِ اعظم نے جو کیا بالکل ٹھیک کیا اب تو نہ صرف فاروق اعظم کی سنت، بلکہ سارے صحابہ کی روش بن گئی۔

آپ کا اس لطیف اشارے کی طرف متوجہ کرانے کا سبب یہ تھا کہ اہلسنت والجماعت کے علاوہ جتنے بھی فرقے ہیں جن کو ناجی ہونیکا دعویٰ ہے سب کے سب کہتے ہیں کہ'' یارسول اللہ'' کہنا شرک ہے۔ دور والے کو لفظ ''یا'' کے ذریعہ نہیں پکار سکتے۔ باطل قوتوں کے اس نظریۂ فکر کو باطل قرار دیتے ہوئے حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے ببانگ دہل فرمادیا کہ لفظ''یا'' کے ذریعہ دوروالے کو پکارنا یہ صحابہ کرام کی روش ہے، اور اس بات کو آپ مشکوٰۃ شریف کی مشہور ومعروف حدیثِ پاک کو دلیل بنا کر فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ جنگ لڑ رہے تھے، اور مدینہ شریف میں سیدنا فاروق اعظم منبرِ رسول سے آواز دے رہے ہیں'' یاساریہ الجبل'' اے ساریہ، پہاڑ کی طرف متوجہ ہوجاؤ، اے ساریہ پہاڑ کی طرف متوجہ ہوجاؤ۔ بات یہ تھی کہ اسوقت پہاڑ کی طرف سے دشمن حضرت ساریہ پرحملہ آور ہونے والا تھا۔ حضرت فاروقِ اعظم مدینہ شریف میں رہ کر منبر رسول سے میدان جنگ کے نظارے کو ملاحظہ فرمارہے تھے۔ اور لفظ''یا'' کے ذریعہ پکار کر حضرت ساریہ کو متوجہ فرمارہے تھے۔

اس واقعہ سے حضور شیخ الاسلام نے ہمیں یہ ذہن دیا کہ لفظ'' یا'' کے ذریعہ دور والے کو پکارنا یہ روش ہے، یہ طریقہ ہے، یہ سنت ہے فاروق اعظم کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو اس طریقہ پرعمل کیا اس نے انعام والے کے راستے کو اپنایا ہے اوراب اسکے بعد جو خلاف آواز بلند کرے وہ مغضوب علیھم ہے یقیناً والضالین ہے۔

اس طرح آپ نے اپنے اس نورانی وعرفانی خطبہ میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت اوراولیائے کرام کی مقدس جماعت کے واقعات کو پیش کرتے ہوئے اہلِ سنت والجماعت کی پہچان کرائی، اور ساری قوم وملت کو گمراہیوں کے اندھیروں سے بچنے کا سامان مہیا فرمایا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ کامل پیر کی پہچان یہی ہے کہ گمراہ لوگوں کو ہدایت کے راستے کی پہچان کرائے۔

باب پنجم

شیخ الاسلام والمسلمین

بحیثیت شاعر اور نمونۂ کلام

الف : بحیثیت شاعر

ب : نمونۂ کلام

----- اسلام کسی ملکی ، شہری ، خانگی ، بیرونی ، مجموعی یا انفرادی نظامِ زندگی کا نام نہیں بلکہ یہ ان اٹل ، بے بدل اور غیر متبدل قوانینِ الٰہیہ کا نام ہے جس کا امین و محافظ صحیفہ ربانی یعنی قرآنِ کریم ہے اور رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی سنت کریمہ ہے۔

(ماخوذ مقالاتِ شیخ الاسلام)

(الف)

بحیثیت شاعر

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی شخصیت ایک طرف عالم نبیل، مفسر جلیل، فقیہ بے بدل وخطیب بے مثل ہے تو دوسری طرف آپ کی شخصیت تاج الشعراء کی حامل ہے۔ آپکی صحبت کے تربیت یافتہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ آپکے مواعظِ حسنات وفصاحت و بلاغت، لطائف وظرائف، علمی نکات وادبیت کی موجیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہے۔ عوام الناس میں آپ بہ حیثیت شاعر روشناس نہیں ہوئے بلکہ بہترین دینی تدبیر اور اعلیٰ فقہی بصیرت سے آراستہ ہونے کی وجہ سے آپکو غیر معمولی اور بے پناہ عالمگیر شہرت حاصل ہے۔ احکام قرآنی اور تعلیمات نبوی کی تشریح کرتے ہوئے فصاحت و بلاغت کے آپ دریا بہا دیتے ہیں، آپ اردو ادب میں انشاپرداز اور صاحبِ طرز ادیب، و خطیب کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ شعر گوئی بھی آپ کی فطرت سعید ودیعت ہے۔ چنانچہ آپ آسمان شعروسخن کے درخشاں ستارے بن کر چمکے ہیں۔ نعتیہ کلام کے علاوہ غزلیات حمدیہ قطعات، اور سہرے میں بھی آپ طبع آزمائی فرما چکے ہیں۔

آپ کی شاعرانہ حیثیت اور محافل شعراء میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ آپ کا یہ شوق زمانہ طالب علمی سے ہے۔ وقت عصر تا وقت مغرب مدرسہ کو چھٹی ملتی تو وہ وقت بھی آپ رائیگاں جانے نہیں دیتے بلکہ اس دوران آپ شوق شاعری میں یہ وقت گذار دیتے۔ آپکی اعلیٰ ترین شاعری سے متعلق خطبات برطانیہ میں یوں درج ہے۔

شیخ الاسلام کی نازک خیال شاعری سے کم
ہی لوگ واقف ہوں گے۔ حضرت شفیق جونپوری کی

خدمت میں شیخ الاسلام نے اپنا کلام بغرض
اصلاح پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ایسے ٹھوس اور
جامع اشعار کی اصلاح نہیں ہوا کرتی۔

اس سے صاف پتہ چل گیا کہ دیگر فنون کی طرح حضور شیخ الاسلام والمسلمین کی شخصیت فن شاعری میں بھی آسمان شعروسخن کے درخشندہ ستاروں کی طرح ہے۔ حالانکہ تبلیغی ودینی مصروفیات میں آپ کو کہاں اتنا موقع مل پاتا ہے کہ آپ نے فن شاعری کو بھی دیگر فنون کی طرح اجاگر فرماتے مگر آپ نے اپنے فرصتی اوقات میں جو کچھ کہا وہ کلام ادب کا شاہکار بنا اور فن شاعری میں اپنا ایک مقام کر گیا۔ اور وہ کلام ایک ایسا دیوان بنا جس سے فن شاعری کے اس میدان میں آپ کے کمالِ فن کا پتہ چلتا ہے۔

جیسے آپ کو قرآن وحدیث، فقہیہ و دیگر مسائل دینی میں جو دسترس حاصل ہے ایسے ہی آپ نے شعروسخن کی دنیا میں بھی اپنی مثال قائم کی۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین دنیائے شاعری میں اختر تخلص رکھتے ہیں۔ آپکا ہر شعر عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ کے فن میں یہی بنیادی چیز ہے جس سے آپکی شاعری کی پاکیزگی اور طہارت چھن چھن کر باہر آتی ہے۔ اور نعتوں کا ایک ایسا انمول گلدستہ دستیاب ہوتا ہے جس سے ہمارے بے چین دل کو سکون اور بے قرار دل کو قرار ملتا ہے آپکے شاعرانہ کلام پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ کی شاعری میں کتنی سلاست، صفائی اور متانت پائی جاتی ہے۔ آپکے دیوان میں ایسے بے شمار اشعار ملتے ہیں جس سے ہمیں عشق مصطفےٰ ﷺ کا طریقہ اور اسوۂ حسنہ پر زندگی بسر کرنے کا سلیقہ ملتا ہے۔

جی میں آتا ہے کہ لپٹ جاؤں مزارِ پاک سے
کیا کروں ہے میرے ارمانوں کی قاتل احتیاط

جس میں پاسِ شریعت نہ خوفِ خدا وہ رہا کیا رہا وہ گیا کیا گیا
ایک تصویر تھی جو مٹا دی گئی یہ غلط ہے کہ مسلماں مار گیا

آپ کی شاعری آپکی زندگی کا آئینہ ہے۔ آپ نے اپنے شاعرانہ کلام کو حقائق و معارف کی موتیوں سے زینت بخشی ہے اور ہر شعر میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے دفتر کھول دیئے ہیں۔

اردو ادب میں آپکے نعتیہ کلام کا دیوان ''تجلیاتِ سخن'' کے نام سے معروف ہے اور دنیائے اردو ادب میں اس دیوان کو ایک اعلیٰ وارفع مقام حاصل ہے جو ادبِ اردو کا ایک قابلِ قدر حصہ ہے۔ جو دنیائے اردو ادب میں ایک عظیم تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ آپکی شاعری کا مطالعہ ہمیں آپکی اعلیٰ قوتِ شاعری کا اعتراف کراتی ہے۔ گویا آپ کی شخصیت قادر الکلام شاعر کی سی ہے۔

آپ علوم دینیہ اسلامیہ ہی کی تبلیغ و اشاعت کے لئے تحریر و تقریر دونوں میں نمایاں خدمات انجام دیتے ہوئے افرادامت کو مستفیض فرما رہے ہیں اور فن شاعری سے عشق مصطفیٰ ﷺ کے گوہر لٹا کر قلوب کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے روشن فرما رہے ہیں۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے فن شاعری اور خصوصیات و کمالات سے متعلق حضرت طارق سعید صدر شعبہ اردو ساکیت پی بی کالج (یو پی) دیوانِ حضور شیخ الاسلام والمسلمین ''گلدستہ'' کے دیباچے میں فرماتے ہیں۔

> حضرت اختر ابھی زیرِ تعلیم تھے کہ والدِ محترم کا انتقال ہوگیا (تاریخ وفات ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱) لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا جیسا کہ سانحہ ارتحال کے بعد متوقع تھا۔ حضرت

اخترؔ، سید محمد محدث کچھوچھوی کے جانشین ہوئے یہ رسم خانقاہی وقانونی ۱۹۶۲ء میں ادا کی گئی۔ لیکن دنیا نے دیکھا کہ عرفان و آگہی، خطابت وقیادت اور روحانیت کے فیوض و برکات میں ذرہ برابر کمی نہ آئی جو سید محمد محدث علیہ الرحمہ کا خاصہ تھا۔

یہاں یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ حضرت اخترؔ کی ذاتِ گرامی پر والدِ محترم محدث کچھوچھوی کی نوازشات کا کوئی شمار نہیں۔ آج یہ سلسلہ ہندوستان سے امریکہ تک دراز ہے اور درمیان کے تمام ممالک اور براعظم ایشیاء محدث کی مہربانی سے قدموں تلے ہیں۔ ایسی زبردست شخصیت کے کلام کی تدوین کرنا ایک مشکل کام ہے مولانا فضلِ حق خیرآبادی ہوتے تو ان سے طالب مشورہ ہوا جاتا کہ زندوں کے کلام کی تدوین کا کیا طریقہ ہے۔ غالب کو اتنی فرصت ضرور تھی کہ منتخب کلام کا معائنہ کرلیں اور بحث وتکرار کے بعد کوئی نتیجہ اخذ کرلیں۔ لیکن صاحب گلدستہ حضرت اخترؔ کو راہ سلوک کی دشوار گذار منزلیں طے کرنے سے اتنی فرصت ہی نہیں کہ وہ لفظوں کی ترتیب مدون کے ذمہ ہے اس نے مسودہ میں جیسا پڑھا اور مختلف لوگوں سے جیسا سنا، اپنی علمی بساط کی بنیاد پر جمع کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ شعری گلدستہ جو دراصل کلیات حضرت سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی اخترؔ ہے اس خاکسار

کی تین سالہ محنت شاقہ کا ثمرہ ہے۔

ہدیہ ناظرین ہے اس امید کیساتھ کہ تدوین کی کوتاہی سے مجھے مطلع فرمائینگے اور حق بجانب ہوں گے تو میرے حوصلے کی داد دیں گے۔

حضرت اختر کا شعری مجموعہ جو فی الواقع گلدستہ ہے مختلف اصناف کے پھولوں کا لیکن خوشبو سب کی ایک ہے۔ ہئیت میں بیحد تنوع ہے لیکن معنوی وحدت ہر جگہ ایک ہے۔ نیز جمالیاتی صورت تغیر پزیر ہے لیکن وجدانی کیفیت ایک ہے۔ تعجب ہوتا ہے کہ اتنی زبردست وحدت معنوی ذوق کے باوجود طبیعت میں کہیں تکدر پیدا نہیں ہوتا اور لطف و ذائقہ میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ سید اختر کا موضوع نعت ہے اور یہ سید اختر کا کرشمہ نہیں بلکہ نعت رسول کا معجزہ ہے کہ وحدت معنی کے باوجود نعت کی لذت فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ ایسا عقیدہ کے سبب بھی ہو سکتا ہے اور قادری کے بدلنے سے دوسرے نتائج بھی اخذ ہو سکتے ہیں لیکن بلاشبہ نعت ہے بیحد مشکل صنف سخن۔ عرفی نے کیا خوب کہا ہے۔

عرفی مشتاب ایں راہ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ راہ بردم تیغ است قدم را

نعت کیا ہے؟ ورفعنا لک ذکرک ، کا حاصل ہے نیز
صرف اس کو ہے ثنائے مصطفےٰ لکھنے کا حق
جس قلم کی روشنائی میں ہو شامل احتیاط

نبی کریم ﷺ کی تعریف وتوصیف نعت ہے صرف ایک شرط کیساتھ جیسے حمد میں شرک نا قابل تصور ہے اسی طرح

اس دیار قدس میں لازم ہے اے دل احتیاط
بے ادب ہیں کر نہیں پاتے جو غافل احتیاط

اسی لئے نعت کے لئے کوئی فارم متعین نہیں ۔ ،مسدس ،مثنوی ،مخمس ،مستزاد ،غزل یا رباعی نیاز مند جس شکل میں چاہے دل کا نذرانہ بارگاہ مصطفوی میں پیش کرسکتا ہے۔



(ب)

نمونۂ کلام

حمد

ذرے ذرے سے نمایاں ہے مگر پنہاں ہے
میرے معبود تیری پردہ نشینی ہے عجیب
دور اتنا کہ تخیل کی رسائی ہے محال
اور قربت کا یہ عالم کہ رگِ جاں سے قریب



نعت شریف

خدائے برتر و بالا ہمیں پتہ کیا ہے
ترے حبیب مکرم کا مرتبہ کیا ہے
جبین حضرت جبرئیل پر کفِ پا ہے
ہے ابتدا کا یہ عالم تو انتہا کیا ہے
خدا کی شانِ جلال و جمال کے مظہر
ہر ایک سمت ہے تو ہی ترے سوا کیا ہے
کوئی بلال سے پوچھے خبیب سے سمجھے
خمارِ الفت محبوب کبریا کیا ہے
سمجھ لو عہد رسالت کے جاں نثاروں سے
کمال صدق و صفا رشتہ وفا کیا ہے
بشر کے بھیس میں لاکا لبشر کی شان رہی
یہ معجزہ جو نہیں ہے تو معجزہ کیا ہے
غمِ فراق نبی میں جو آنکھ سے نکلے
خدا ہی جانے ان اشکوں کا مرتبہ کیا ہے
کرم کرم کہ کریمی ہی شان ہے تیری
ترے کرم کے مقابل مری خطا کیا ہے

جو میری جان سے زیادہ قریب ہیں مجھ سے
انہیں کو ڈھونڈ رہا ہوں مجھے ہوا کیا ہے

فقط تمہاری شفاعت کا آسرا ہے حضور
ہمارے پاس گناہوں کے ما سوا کیا ہے

چلو دیارِ مدینہ جو دیکھنا چاہو
زمین سے عرش معلیٰ کا فاصلہ کیا ہے

بخاری پڑھ کے بھی شانِ محمدِ عربی
سمجھ نہ پائے اگر تم تو پھر پڑھا کیا ہے

وہ دیکھو گنبد خضریٰ ہے رو برو تیرے
نثار کردے دل و جان دیکھتا کیا ہے

کھڑا ہے اخترؔ عاصی درِ مقدس پر
حضور آپ کی رحمت کا فیصلہ کیا ہے



نعت شریف

حسن خورشید نہ مہتاب کا جلوہ دیکھو آؤ احمد کے کفِ پا کا تماشہ دیکھو

دیکھنے والو دیارِ شہِ بطحا دیکھو فرش کی گود میں عرش دیکھو

چہرۂ ماہ کو بے داغ تو ہو لینے دو اس میں پھر جا کے کہیں عکس کفِ پا دیکھو

زاہد و خار صفت خلد بھی ہو جائے گی کاش تم کوچہ شاہنشہِ بطحا دیکھو

خواہش جلوۂ سینا بھی بجا ہے لیکن طور بھی رشک کرے جس پہ وہ جلوہ دیکھو

میری تقصیر ہے کیا تیرے کرم سے بھی فزوں دیکھو تم اپنا کرم ہاتھ نہ میرا دیکھو

خالِ رخِ زلفِ معنبر کی سیاہی کا امیں خوش نصیبو مرا تاریک نصیبہ دیکھو

ان کے گم سے میری آنکھوں کو ملا اوج فلک نوک غمزہ پہ چمکتا ہے ستارہ دیکھو

چشم خاطر کو جو ہو نور بصیرت مقصود دیکھنے والو ذرا گنبد خضریٰ دیکھو



نعت شریف

کس لئے فکر کریں حشر کے دن کیا ہوگا
سامنے ان کے جو کچھ ہوگا وہ اچھا ہوگا

جذبۂ عشق بتا وقت وہ کیسا ہوگا
سامنے جب مرے سرکار کا روضہ ہوگا

انکے ہوتے ہوئے ظلمت کا تصور کیسا؟
قبر میں میری اجالا ہی اجالا ہوگا

نفسی نفسی کے سوا جب نہ سجھائی دے گا
ربِّ ہب لی کی صدا کوئی لگاتا ہوگا

میں تو غرقاب تھا ساحل سے لگایا کس نے؟
میرا مولا، میرا آقا، میرا داتا ہوگا

اے حسین بن علی تیری شہادت کو سلام
دینِ حق اب نہ کسی دور مین تنہا ہوگا

رب نے چاہا تو قیامت میں سبھی دیکھیں گے
ان کے قدموں میں پڑا اخترؔ خستہ ہوگا



نعت شریف

ضیائے ماہ نہ خورشید کے جمال میں ہے
جو بات میرے نبی آپ کے بلال میں ہے

جواب سل میں طلب کی رفاقتِ جنت
کمال ہوش ربیعہ ترے سوال میں ہے

خدا بھی جس کو رؤف رّحیم کہتا ہے
مرا نبی ہے وہی حشر کس خیال میں ہے

غلاف کعبہ کہاں گنبد رسول کہاں
فراق میں ہے کہاں رنگ جو وصال میں ہے

رہی خدا کو بھی منظور اس کی خوشنودی
نہ پوچھ مجھ سے کہ کیا آمنہ کے لال میں ہے

یہ راز آیہ تطہیر سے کھلا اختر
ردا کے نیچے جو ہے ظل ذوالجلال میں ہے



نعت شریف

صرف اتنا ہی نہیں غم سے رہائی مل جائے
وہ جو مل جائیں تو پھر ساری خدائی مل جائے

میں یہ سمجھوں گا مجھے دولت کونین ملی
راہ طیبہ کی اگر آبلہ پائی مل جائے

دور رکھنا ہے تو پھر جذب اویسی دیدو
تا کہ مجھ کو بھی تو کچھ کیف جدائی مل جائے

عرش بھی سمجھے ہوئی اس کو بھی معراج نصیب
ان کے دیوانے کے دل تک جو رسائی مل جائے

ہو عطا ہم کو بھی سرکار عبادت کا شعور
ہم کو بھی ذائقہ ناصیہ سائی مل جائے

اللہ اللہ رے س عارض والشمس کا نور
جس پہ پڑ جائے اسے دل کی صفائی مل جائے

جس کو سہنا نہ پڑے پھر الم ہجر و فراق
اختر خستہ جگر کو وہ رسائی مل جائے



نعت شریف

نبی ہے مرکزِ چشم زمانہ بے خودی اپنی
بڑھا دی ہے کسی کی دلکشی نے دلکشی اپنی

ہمیں کافی ہے بس فکر ونظر کی روشنی اپنی
نہ دے اے چاند ہم کو چاردن کی چاندنی اپنی

میرا گھر پھونکنے والے بڑا ممنون ہوں تیرا
چمن کی تیرگی کو چاہئے تھی روشنی اپنی

فراق یار، ان آنکھوں کا پتھرا جانا کیا شئے ہے
نہ شب کی تیرگی اپنی نہ دن کی روشنی اپنی

سرِمژگاں پہ کچھ سیال موتی جگمگاتے ہیں
اسے میں روشنی ان کی کہوں یا روشنی اپنی

میرے اعمال کس لائق ہیں بس اک آسرا یہ ہے
بڑے ہی بخشنے والے سے ہے وابستگی اپنی

کسی دستِ کرم کا ایک جرعہ ہم کو کافی ہے
مٹے گی جام و ساغر سے کہیں تشنہ لبی اپنی

زمانہ لاکھ چاہے ہم کبھی مرجھا نہیں سکتے
خدا کے فضل سے باقی رہے گی تازگی اپنی

پرِ پرواز اس کے ہم نے خود ہی کاٹ ڈالے ہیں
فلک کو بھی نہیں خاطر میں لاتی تھی خودی اپنی

خود اپنے ضعفِ ایمان وعمل نے کر دیا پیچھے
زمانہ کی قیادت کر رہی تھی آگہی اپنی

میرے اشعار کو میزان فن پر تولنے والو
فقط دل کی تسلی کے لئے ہے شاعری اپنی

پتہ دیتی ہے اس خورشید کا میری درخشانی
میں اختر ہوں نہیں یہ روشنی ہے روشنی اپنی



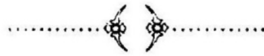
نعت شریف

تخت شاہی نہ سیم و گہر چاہیے
یا نبی آپ کا سنگِ در چاہیے
ماہ و خورشید کی کوئی حاجت نہیں
زلف کی شام رخ کی سحر چاہیے
کیا کرونگا میں رضواں تری خلد
آمنہ کے دلارے کا گھر چاہیے
چشم دل کے لئے کحل درکار ہے
خاک پائے شہ بحرو بر چاہیے
مجھ کو دنیا کی نظروں سے کیا واسطہ
چشم الطاف خیر البشر چاہیے
اپنا دل عشق احمد سے معمور کر
رحمت کبریا تجھ کو گر چاہیے
ان کی یادوں میں رونا بھی ہے بندگی
یا الٰہی مجھے چشم تر چاہیے
زندگانی ہے مطلوب اختر مجھے
سوزش داغہائے جگر چاہیے



نعت شریف

بے سہاروں کا کوئی سہارا نہیں میری قسمت کا روشن ستارا نہیں
یا نبی آیئے رحم فرمایئے ناؤ طوفان میں ہے کنارا نہیں
یہ ہے رضواں دیارِ حبیبِ خدا باغِ خلدِ بریں کا نظارا نہیں
یہ چمک میری اشکِ ندامت کی ہے عرشِ اعظم کا کوئی ستارا نہیں
اس کو دنیا و عقبیٰ سے کیا واسطہ جو مرے کملی والے تمہارا نہیں
جاسکے گا نہ کوئی کبھی خلد میں تیری انگشت کا گر اشارہ نہیں
گل میں ان کی مہک چاند میں روشنی کملی والے نے کس کو سنوارا نہیں
اپنے در پہ ہمیں بھی بلا لیجئے تجھ بن اے کملی والے گذارا نہیں
کاش آواز آئے لبِ پاک سے
کون کہتا ہے اخترؔ ہمارا نہیں



نعت شریف

طبل و علم و جاہ نہ زر ڈھونڈ رہا ہوں
اللہ کے محبوب کا گھر ڈھونڈ رہا ہوں

ہو جس کے سامنے رخ پرنور ہر گھڑی
اے اہل نظر ایسی نظر ڈھونڈ رہا ہوں

ہر در مری ٹھوکر میں ہے اس در کے مقابل
اے ناصیہ سائی میں وہ در ڈھونڈ رہا ہوں

ہوں جلوہ فگن یاد محمد کے ستارے
میں وہ فلک دیدۂ تر ڈھونڈ رہا ہوں

ہے ہوش کی دیوانگی اک امز ہے اس میں
گیتی پہ میں جبرئیل کے پر ڈھونڈ رہا ہوں

اللہ رے میرے شوق تجسس کو تو دیکھو
مسکن ہے میرے دل میں مگر ڈھونڈ رہا ہوں

طیبہ کی زمیں مسکن اعلیٰ ہے کہ اختر
اس خاک کی میں راہگذر ڈھونڈ رہا ہوں



سوچتا ہوں کیا کہوں میں، کیا نظر آنے لگا
وہ ریاض برزخ کبریٰ نظر آنے لگا

تو نے اعجاز کمال بندگی دیکھا نہیں
بھیس میں بندہ کے خود مولا نظر آنے لگا

نور و بشریٰ مل گئے اور بن گیا نوری بشر
رہ کے پردے میں وہ بے پردہ نظر آنے لگا

پھوٹتے ہی ان کے ہونٹوں پر تبسم کی کرن
غیرت خورشید ہر ذرہ نظر آنے لگا

جا کے موسیٰ سے بھی کہہ دو وہ بھی آ کر دیکھ لیں
اس کے رخ پہ میم کا پردہ نظر آنے لگا

اے غم ہجر نبی صد بار تیرا شکریہ
دل مرا کعبہ کا بھی کعبہ نظر آنے لگا

میں نے سمجھا عرشِ اعظم ہی اتر کر آ گیا
جب تمہارا گنبد خضریٰ نظر آنے لگا

آنکھ جب تک بند تھی اک آدمی سمجھا تجھے
اور جب وا ہو گئی کیا کیا نظر آنے لگا

تو فنا فی الحق ہوا، پھر کیا ہوا، میں کیا کہوں
قطرہ دریا میں گیا دریا نظر آنے لگا

انکی یادوں میں جو ٹپکا اشک اخترؔ آنکھ سے
منزلت میں عرش کا تارا نظر آنے لگا

فریاد

مدینے جانے والے درد مندوں کی صدا سن لے
غریبوں کی حکایت بے کسوں کی التجا سن لے
پکڑ کر روضہ اقدس کی جالی چوم کر کہنا
دل فرقت زدہ کی اے حبیب کبریا سن لے
عنادل مائل شور و فغاں ہیں گل ہیں پژ مردہ
خدارا جور دوراں اے زمانے کے شہا سن لے
تمہارے ہجر میں پر درد میری زندگانی لے
براہیی چمن کے عندلیب خو شنوا سن لے
گھرا کب سے پڑا ہوں بحر عصیاں کے تھپیڑوں میں
شکستہ ناؤ ہے ناساز رفتار ہوا سن لے
ہے باد صر صر الحاد کی یورش بہر جانب
پڑے ہیں رہزن ایماں بشکل رہنما سن لے
وہ مسلم حرکت غمزدہ تھی جن کی قہر ربانی
وہ سہتے ہیں زمانے کی ہر اک جور جفا سن لے
وہ مسلم مارتا تھا ٹھوکریں جو تخت شاہی پر
وہ مارا مارا پھرتا ہے مثال بے نوا سن لے

نگاہِ لطف ہو حال پریشان مسلماں پر
طفیل گنبدِ خضریٰ ہماری التجا سن لے

یہی اک آرزو ہے میرا مدفن ہو مدینے میں
خلیل ملتجیٰ سن لے مسیحی مدعا سن لے

چمک پاتے ہیں سب تجھ سے مری قسمت بھی چمکا دے
ہمارے مخزن رحم و کرم کان سخا سن لے

یہی ہے مختصر فریاد قلب اختر محزوں
مرے مشکل کشا سن لے مرے حاجت روا سن لے



منقبت

(بدرگاہِ مولائے کائنات، شیر خدا امیر المومنین سیدنا مولا علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ)

ہیں نغمہ سنج ہر سو، ہر طرف شور عنادل ہے،
کہ گردون ولایت پر طلوع ماہ کامل ہے

مبارک آمد جان بہاراں اہل گلشن کو
ہیں کلاں شادماں ہر اِیک غنچہ آج خوش دل ہے

یہ کس کے حسن محشر خیز کی ہے جلوہ فرمائی
کہ کوئی نیم جاں کوئی مثال مرغ بسمل ہے

یہی ہیں فاتح خیبر، یہی ہیں جان پیغمبر
وہاں کیسے گماں پہنچے جہاں پر انکی منزل ہے

بجھائی تشنگی کربل کی اپنے خول کے دھاروں سے
سخی کتنا حسین شیر اسد اللہ کا دل ہے

لیا ہے چن انہیں حق نے برائے زینت کعبہ
خدا کا گھر جسے کہتے ہین وہ حیدر کی منزل ہے

کرے دہن بشر وصف علی ہرگز نہیں ممکن
کہ جن کی تیغ عیاں قہر بہر قلب باطل ہے

فلک کو رشک ہے ارضِ کعبہ تیری قسمت پر
کہ تیری گود میں اعداء دین حق کا قاتل ہے

نہیں کوئی معاون خویش بیگانہ بارے ہیں
مدد کردو مرے مشکل کشا اندوہگیں دل ہے

زمانہ کے لئے یہ اک معمہ ہے مگر اختر
محبت سے جوان کی پُر ہو بس دل تو وہی دل ہے



منقبت

(بدرگاہِ مولائے کائنات، شیرِ خدا، امیر المؤمنین سیدنا مولا علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا)

سیمائے کفر جبہہ کلیسا جھکا گئی ۔ کیا شان حیدری تھی زمانہ پہ چھا گئی

ہر سو چھلک رہی مئے کیف و انبساط ۔ بادِ نسیم آکے یہ گنگنا گئی

رکھا چھپا کے پردۂ تطہیر میں اسے ۔ اللہ کو بھی آپ کی تصویر بھا گئی

اپنی مناؤ خیر مری بدنصیبو ۔ مولائے کائنات کی تشریف آگئی

تن بستر رسول پہ دل عرشِ آشیاں ۔ دنیا سمجھ رہی تھی انہیں نیند آگئی

دنیا کی زندگی بھی تو ہے مشکلات سے ۔ کیسے کہوں کہ حاجت مشکل کشا گئی

بخت سیہ چمک کہ چمکنے کا وقت ہے ۔ ماہ رجب کی تیرھویں تاریخ آگئی

اخترؔ طلسم نرگس رعنا نہ پوچھئے
اپنے تو اپنے غیر کو اپنا بنا گئی



منقبت

(بدرگاہِ مولائے کائنات، شیرِ خدا، امیر المومنین سیدنا مولا علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا)

عجب کیا میری قسمت نے اگر معراج پائی ہے
علی کے در پہ میں نے اپنی پیشانی جھکائی ہے

جہالت کے تراشیدہ خدا ہیبت سے کانپ اٹھے
نسیم صبح کعبہ سے یہ کیا پیغام لائی ہے

بڑھیں جب میری جانب قلزم افکار کی موجیں
نجانے کیوں مجھے مشکل کشا کی یاد آئی ہے

اسے مجبور ہو کر غیب داں کہنا ہی پڑتا ہے
رسول اللہ کے بستر پر جس کو نیند آئی ہے

نماز عصر گر جائے نماز عشق مت چھوٹے
حقیقت میں اسی کا نام زاہد پارسائی ہے

اگر دیکھو تو الفت ان کی بیکار و عبث ٹھہرے
اگر سوچو تو عصیاں کے مرض کی اک دوائی ہے

یہ دنیا کیا قیامت تک نہ اترے گا خمار اس کا
زہے قسمت مرے ساقی نے وہ صہبا پلائی ہے

ہمارے پاس روزے بھی تھے حج بھی اور نمازیں بھی
مگر محشر میں بس تیری محبت کام آئی ہے

پھر اپنے نام لیواؤں سے کیسے آنکھ پھرو گے
کہ تم نے غیر کی بھی ڈوبتی کشتی ترائی ہے

بناتے ہی اڑھادی ہے اسے تطہیر کی چادر
مصور کو بھی کتنا آپ کی تصویر بھائی ہے

کرم ہے حضرت مشکل کشا کی مدح خوانی کا
بڑی وجد آفریں اختر تری نغمہ سرائی ہے



منقبت

(درشانِ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

تابش زندگی مرکزِ آگہی تیری کیا شان ہے خواجۂ خواجگاں
ہے رضا میں تیری تیرے رب کی خوشی میرا ایمان ہے خواجۂ خواجگاں

نور ہی نور ہے تیرے دربار میں غرق ہے روضۂ پاک انوار میں
آپ کی آپ کے رب کی سرکار میں کس قدر مان ہے خواجۂ خواجگاں

اتنا مجھ پر کرم آپ فرمایئے آیئے آیئے بے حجاب آیئے
بختِ خفتہ کو آکر جگا جایئے میرا ارمان ہے خواجۂ خواجگاں

کتنے کھوٹوں کو جس نے کھرا کردیا کتنے سوکھوں کو جس نے ہرا دیا
غم سے چاہا جسے ماورا کردیا تیرا فیضان ہے خواجۂ خواجگاں

شرم مانع ہے عرضِ خطا کے لئے لاج رکھ لو ہماری خدا کے لئے
ہاتھ اپنا اٹھا دو دعا کے لئے دل پشیمان ہے خواجۂ خواجگاں

وقتِ رحلت جبیں پر جو تحریر(۱) تھی رفعتِ شانِ اقدس کی تفسیر تھی
تو حبیبِ خدا ہے حبیبِ خدا رب کا اعلان ہے خواجۂ خواجگاں

روحِ شیرِ خدا راحتِ فاطمہ مظہرِ شانِ مختار ہر دوسرا
ہند کی سرزمیں کے لئے باخدا رب کا احسان ہے خواجۂ خواجگاں

کیوں رہے خوفِ طوفاں سے اندوہگیں یہ ترا اخترِ بندۂ کمتریں
یہ تصور نہیں کیا سکوں آفریں تو نگہبان ہے خواجۂ خواجگاں

۱: ھٰذا حبیب اللّٰہ مات فی حب اللّٰہ

نذرِ عقیدت

(از: بارگاہِ غوثِ العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رضی اللہ عنہ)

وہ شہنشاہ روزگار ہوئے　　مظہر شان کردگار ہوئے

اے خوشا بخت شاہ سمنانی　　ہم غریبوں کے غم گسار ہوئے

تخت سمنان کو مار کر ٹھوکر　　سارے عالم کے تاجدار ہوئے

ان کے جلوؤں سے ہے جہاں روشن　　شمع اشرف پہ جو نثار ہوئے

پھر خزاں نے یہاں کا رخ نہ کیا　　جب سے وہ نازش بہار ہوئے

میرے ساقی نگاہِ لطف و کرم　　تشنہ لب پھر یہ بادہ خوار ہوئے

کتنے ناوک فگن یہاں اخترؔ
غمزۂ حسن کے شکار ہوئے



تہنیت در آمد حجاج

آمد حجاج سے صحرا گلستان ہوگیا
نخل پابند خزاں رشک بہاراں ہوگیا

دیدۂ حیراں کو ہوتا ہے یہ رہ رہ کے گماں
آج ہر ذرہ چمن کا ماہ تاباں ہوگیا

کس کی آمد سے چمن میں ہوگیا پیدا نکھار
کس کی آمد سے سمن خار مغیلاں ہوگیا

آگئے کر کے طواف کعبہ و بیت الحرام
اے خوشا قسمت کی آمرزش کا ساماں ہوگیا

ہفت چکر از صفا تا مروہ کر لینے کے بعد
پل صراطی راستہ تم سب پہ آساں ہوگیا

گنبد خضریٰ کا نظارہ کیا صبح ومسا
سچ ہے قسمت کا ترے تارا درخشاں ہوگیا



وداع ماہ رمضان

الوداع اے راحت جانِ مسلماں الوداع
الوداع صدائے بنائے دین و ایماں الوداع
کہتا ہے لحظہ بہ لحظہ قلب حیراں الوداع
الوداع اے نازش مہر درخشاں الوداع

الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع

گلشن انسانیت میں آتا تو بن کے بہار
تیری عظمت خود بیان کرتا ہے رب کردگار
کررہا ہے کیوں جدائی سے میرا سینہ فگار
جارہا ہے چین کو لیکر کہاں فرخ تبار

الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع

عندلیبانِ چمن کو کیا مسرت عید سے
ہوگئے جب آج وہ محروم تیری دید سے
دل کو تو مخمور کرتا تھا مئے توحید سے
ہوگئے محروم تیری مئے کی آشا مید سے

الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع

کیا کہوں جب حال دل ہے سامنے تیرے عیاں
چشم گریہ میں ہے میری بند ہے میرا دہاں
ہے ہماری آج عرض حال سے قاصر زباں
اور اشک غم کا ہے سیلاب آنکھوں سے رواں

الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع

آج سونا سا نظر آتا ہے سارا گلستاں
کیوں نظر آتے ہیں ساکت بلبلانِ نغمہ خواں
دل کے ہر گوشے سے آتی ہے صدائے الاماں
اخترؔ خستہ کو بتلا جا رہا ہے تو کہاں

الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع



امتحانِ وفا

ظلم ڈھاتی آ گئی ہے لشکر باد خزاں
زرد ہے رخسار گل اندوہگیں ہیں بلبلاں
ہوگئیں چشمان چرخ نیلگوں یوں خونفشاں
جس طرح سر پہ تنا ہو احمری اک شامیاں

جارہا ہے نور حیدر دشمنوں کے درمیاں
آبروئے اہل گلشن راحت کون و مکاں

سید عالم کا تھا محبوب و پیارا وہ حسین
حیدر کرار کا جو تھا دلارا وہ حسین
فاطمہ زہرا کا تھا جو ماہ پارہ وہ حسین
اور حسن کے آسمان دل کا تارہ وہ حسین

جارہا ہے سر کٹانے آج امت کے لئے
زغۂ ظلم وستم میں اس کی راحت کے لئے

گلشن اسلام کو جس نے نکھار وہ حسین
آسمان صدق کا جو تھا منارہ وہ حسین
کردیا باطل کو جس نے پارا پارا وہ حسین
گیسوئے ایمان کو جس نے سنوارا وہ حسین

جس نے خون آشام تلواروں کو کچھ سمجھا نہیں
کہہ دیا کہ موت سے شیر خدا ڈرتا نہیں

بن گیا جو سطوت حیدر کا مظہر وہ حسین
نغمۂ حق جس نے گایا زیرِ خنجر وہ حسین
معرکوں میں مسکراتا تھا جو یکسر وہ حسین
تھا جو لختِ خاطر محبوب داور وہ حسین

ختم کرنے جا رہا ہے دین کی پژمردگی
گلشنِ اسلام کو بخشے گا تازہ زندگی

سامنے ہے لشکر باطل قطار اندر قطار
چور کرنے شیشۂ ملت کو آئے بدشعار
اس طرف تنہا کھڑا اس ہے لیث شیر کردگار
رحمت اللعالمیں کے دوش اقدس کا سوار

بڑھ رہا ہے لیکے آگے ذوالفقار حیدری
جس کی جولانی کے آگے مات کھائے برق بھی

جاتے ہی فوج عدو کو کردے زیر وزیر
ہوگئی بے سود اعداء کی ہراک تیغ وسپر
اک صدا کانوں سے ٹکرائی محمد کے سپر
وعدۂ طفلی سے کیا ہو گیا ہے بے خبر

سن کے سر کو کر دیا خم بارگاہِ ناز میں
کردیا اپنے کو قرباں جلوہ گاہِ ناز میں



نمازِ عشق

کیوں چاند ہے پیلا پیلا سا کیوں شور ہے برپا تاروں میں
کیا آج نبی کا لخت جگر ہے تیغوں کی جھنکاروں میں

اس شیرِ خدا کے بچے نے سکھلایا زمانے کو یہ سبق
پیغام حیات نو مضمر ہے شمشیروں کی دھاروں میں

جو خون کی ننھی دھار کبھی نکلی تھی گلوئے اصغر سے
ڈالی ہے اس روح بقا اسلام کے ان گلزاروں میں

اعدائے نبی کے جھرمٹ میں دیکھو تو نبی کے پیاروں کو
جیسے کہ گلِ نکہت افزاں خنداں ہوں ستمگر خاروں میں

کہتے ہیں نماز عشق کے شبیر سے کوئی جا پوچھے
معبود کی چوکھٹ پر خم ہے سر تیروں کی بوچھاروں میں

وہ سر جو کسی دن چمٹا تھا محبوب خدا کے سینے سے
یہ شامئی ناحق کوش اُسے پھرتے ہیں لئے بازاروں میں

اے زر کے پرستارو سوچو رکھا ہے کسے تشنہ تم نے
ہے مصحف رخ کی جسکے جھلک قرآن کے ہر ہر پاروں میں

اک چاند چمکتا ظلمت کے پردوں کو ہٹانے آگے بڑھا
باقی نہ بچا جب کوئی بھی زہرا کے بہتر تاروں میں

تفسیر لمن یقتل بنا امت کو سکھا نا تھا ورنہ
کاٹے جو گلوئے آل نبی ہے تاب کہاں تلواروں میں

اک پیکر حق و صداقت نے اس راز کو افشاں کر ہی دیا
جنت کی بہاریں پنہاں ہیں زنجیروں کی جھنکاروں میں

بیمار سی حالت دیکھ کے تم بیمار نہ سمجھو عابد کو
ہوتے ہیں مسیحا وقت کے جو یہ بھی ہیں انہیں بیماروں میں

اے کوئی لا یونی سنلے شبیر ہیں ان مہ پاروں میں
کوئی بھی نہیں ثانی جن کا ان مہر قمران تاروں میں

آباد تھا کرنا امت کے تاراج شدہ گھر کو ورنہ
خیموں کو جلا دیں انگارے جرات یہ کہاں انگاورں میں

اب دست درازی گل چیں کی ان پھولوں تک بھی آپہونچی
اختر جو پلے تھے پیارے خدا کے پیارے نبی کے پیاروں میں



نعتیہ غزل

کہاں تلاش مسرت کہاں تلاش سکوں؟ — خلش وہ دے مجھے یارب رہے جوروز افزوں

یہ مانتا ہوں محبت ہے اک فریب حسیں — دل حزیں کو مگر اپنے کیسے سمجھاؤں

انہوں نے مجھ پر نظر ہنس کے ڈال دی آخر — سلام درد جگر زندہ باد جوش جنوں

یہی خیال مری زندگی کا باعث ہے — تڑپنا میرا کسی کے لئے ہے وجہ سکوں

نظر تو لذت دیدار پاگئی لیکن — غریب دل کو ملے زخم ہائے گوناگوں

بجا ہے حسن سے آغاز عشق ہے لیکن — ہے عشق ہی کے مقدر میں شیوۂ مجنوں

غرو رسحر طرازی کو ٹھیس لگ جائے — جو دیکھ لیں وہ کہیں خون آرزو کا فسوں

وجود کون ومکاں ہستِ کائنات سے پوچھ — مری سرشت میں مضمر ہے راز کن فیکوں

جفا نواز مجھی کو بتا رہے ہیں حضور — یہ ماننے کی بھلا بات بھی ہے کیوں مانوں؟

سواد گیسوئے پرخم بھی لاجواب نہیں — خوشا نصیب کی میں بھی سیاہ قسمت ہوں

وہ ہنس رہے ہیں تو ہنسنے دو اخترؔ خستہ
میں ان کے ظلم وستم پہ ہوں جان سے مفتوں

غزل

دیکھ نہ یہ شگفتگی خندگی خندگی نہیں ان کے بغیر ہم نشیں زندگی زندگی نہیں
ایسا جھکے جبیں تری اپنی بھی کچھ خبر نہ ہو جس میں ہوا پنا ہوش وہ بندگی بندگی نہیں
کتنے ستارے بجھ گئے کتنے چراغ گل ہوئے خاور ضوفشاں تری زندگی زندگی نہیں
توڑ سکی کہاں تھکن، عزم صمیم کوہکن سچ ہے رہ امید کی ماندگی ماندگی نہیں
کر کے عنادلوں کا خوں تو جو ہنسا تو کیا ہنسا اے گل تازہ یہ کوئی خندگی خندگی نہیں

سہل نہیں یہ عشق بھی خنجر آبدار ہے
اختر بے خبر کوئی دل لگی دل لگی نہیں



غزل

جو لطف مرکز چشم حیات ہوجائے
قسم خدا کی مری کائنات ہوجائے

اسی کا نام ہے ہمدم کمال گویائی
فقط نگاہوں نگاہوں میں بات ہوجائے

جو آپ زہر بھی دیں دست ناز سے اپنے
یقیں ہے کہ وہ آب حیات ہوجائے

لپک کے گود میں لے لے مجھے مری منزل
ہے شرط عزم میں میرے ثبات ہوجائے

برب کعبہ میں کعبہ سے کم نہ سمجھوں گا
دل حزیں جو تیرا سومنات ہوجائے

نگاہِ یار کے شایاں نہیں مری حسرت
ترا کرم ہے اگر التفات ہوجائے

خودی کے راز سے ہوجائے باخبر انساں
تو زیر خاک وقار منات ہوجائے

ترے نثار مری تشنگی بھی دیکھ ذرا
کہیں خموش نہ ساز حیات ہوجائے

کہیں میں بن کے نہ رہ جاؤں حسرتوں کا مزار
نگاہِ لطف اے جانِ حیات ہوجائے

غم فراق کی دشواریاں نہ پوچھ اختر
کہیں جو دن پہ وہ ٹوٹیں تو رات ہوجائے

غزل

نظر آتا ہے کیوں رنگِ مزاجِ گلستاں بدلا   کرشمہ ہے نظر کا یا شعار باغباں بدلا

بھٹکنا میرا سچ پوچھو کرم تھا میرے رہبر کا   دم پر آگئی منزل جو میرِ کارواں بدلا

نگاہوں سے پلا ساقی نہیں اب حاجت ساغر   بدل دے نظم میخانہ مذاق میکشاں بدلا

نہ جلنے کی تمنا ہے نہ گردش دشت وصحراء کی   زمانے کا بدلنا تھا مزاج عاشقاں بدلا

کھنکتے ساغر ومینا نہیں اب دستِ ساقی میں   سبو بدلا کہ دستِ ساقئی نا مہرباں بدلا

کبھی وہ وقت بھی آتا ہے دنیائے محبت میں   نظر آتا ہے آنکھوں کو زمین وآسماں بدلا

مرے شاداب گلشن کو خزاں تاراج کر ڈالے   مری خوں ریزیوں کا کیا یہی ہے آسماں بدلا

کہاں تاثیر تھی آہوں میں میری ہم نشیں لیکن   اجابت نے قدم چوما جب انداز فغاں بدلا

نظر کا چار ہونا تھا نگاہ ناز سے اخترؔ
مرے ننھے سے دل کا میرے پہلو میں سماں بدلا



غزل

شعلے بھڑک رہے ہیں دل بیقرار میں
بیٹھا ہوں رہگذر پہ ترے انتظار میں

رشک گلاب نازش بوئے گل چمن
ایسی بسی ہوئی ہے مہک زلف یار میں

رضواں تمھیں قسم ہے تمہاری بہشت کی
ہرگز قدم نہ رکھنا کبھی کوئے یار میں

حاصل کہاں ہے دائرہ آفتاب کو
جو روشنی ہے ان کے سراب دیار میں

اختر نہیں مجالِ جنوں ہوش کو سنبھال
سوء ادب ہے بولنا بزم خیار میں



غزل

پھر وہی شوخ نظر یاد آیا
راحت قلب و جگر یاد آیا

کھنچتے دیکھا جو کمان ابرو
ہم غریبوں کو جگر یاد آیا

دیکھ کر ان کو میر میخانہ
چار دہ شب کا قمر یاد آیا

باز آئے طلب جنت سے
دفعتا جب تیرا گھر یاد آیا

خود بخود ہلنے لگے میرے قدم
روبرو وہ ستم ایجاد آیا

دیکھ کر محفل رنداں سونی
اختر خستہ جگر یاد آیا



غزل

جب سے گم کی تیری چاشنی مل گئی
باخدا لذت زندگی مل گئی

مسکرائی کلی دل کے غنچے کھلے
تیرا غم کیا ملا زندگی مل گئی

دیکھ کر ان کو تشنہ لبی کیا بجھی
اور دیدار کی تشنگی مل گئی

ہر کلی کے لبوں کو ہنسی مل گئی
غالباً کوئی جان بہار آگیا

انکے در پر جبیں کو جھکا ہی تھا
گلشن قلب کو تازگی مل گئی

جب تمہارا تصور کیا رات میں
دل منور ہوا روشنی ملی



خیر و شر

ہم سمجھتے تھے شب تاریک ٹلنے کی نہیں
اپنی قسمت میں نہیں ہے صبح نصرت کی ضیا
ایسی مایوسی میں ایسی بے بسی کے وقت میں
رحمتِ حق دے اٹھی انا فتحنا کی صدا

تم نے سمجھا تھا کہ پھونکوں سے مٹاتے جائیں گے
ان حسیں پھولوں کی جیتی جاگتی تصویر کو
اے حریفان گل ولالہ تمھیں کچھ علم ہے
عین فطرت توڑنا ہے ظلم کی زنجیر کو

آتشِ فرعونیت جب بھی کبھی روشن ہوئی
ابر رحمت بن کے چھائی موسویت کی گھٹا
ننھے طائر بھی اٹھے ہیں لے کے جوش انتقام
ابرہہ کے ظلم کے جب ہوگئی ہے انتہا



صبح آزادی

غم کے مارو لو مسرت کا پیام آہی گیا
آفتاب حریت بالائے بام آہی گیا
ہو مبارک یہ سرور و انبساط زندگی
میکشو! ہونٹوں تک آزادی کا جام آہی گیا
برق نے تو لاکھ چاہا تھا کہ رستہ روک دیں
امنِ حریت پہ میرا گام آہی گیا
اب شبستانِ وطن کی ظلمتیں کافور ہیں
آسماں پہ نیر گردوں خرام آہی گیا
آج اپنے ہاتھ میں اپنے وطن کی ہے زمام
نالۂ مظلوم آخر کار کام آہی گیا
ذلتِ محکومیت سے ہم کو چھٹکارا ملا
اپنے ہاتھ اپنے گلستاں کا نظام آہی گیا
لو نسیم صبح گاہی لائی پیغام نشید
مرحبا وقت وداع وقت شام آہی گیا
منہ کی کھانا پڑ گیا افرنگیوں کی چال کو
خود شکاری آج اخترؔ زیر دام آہی گیا



سلام بحضور سرورِ کائنات ﷺ

السلام اے رحمت للعالمین
السلام اے مظہر دین مبین
السلام اے رونق کون و مکان
السلام اے راز حق کے راز داں
السلام اے صاحب کوثر سلام
السلام اے حق کے پیغمبر سلام
السلام اے خاتم پیغمبراں
السلام اے رہنمائے رہبراں
السلام اے راحت و آرام جاں
السلام اے دستگیر بے کساں
السلام اے پیکر حسن و جمال
السلام اے صاحب فضل و کمال
السلام اے سر بسر نور مبیں
حامی و ناصر مدد گار و معیں
کیجئے مقبول اختر کا سلام
شاہ ولیوں کے نبیوں کے امام

کتابیات

نمبر	نام کتاب	مصنف/مرتب	مقامِ اشاعت
	الف		
۱	المبز ان اپریل ۱۹۸۷ء	علامہ محبوب اشرفی شیخ اشرفیہ کانپوری	دہلی
۲	المیز ان اپریل ۱۹۸۷ء محدث اعظم ہند نمبر	علامہ مشتاق احمد نظامی	دہلی
۳	المیز ان ۱۹۸۷ء محدثِ اعظم ہند نمبر	مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی	دہلی
۴	المیز ان اپریل ۱۹۸۷ء	علامہ محمد محبوب اشرفی شیخ اشرفیہ کانپور	دہلی
۵	المیز ان اپریل " "	مولانا محمد یونس نظامی الہ آبادی	دہلی
۶	المیز ان اپریل ۱۹۸۷ء محدث اعظم ہند نمبر	مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی	دہلی
۷	اسلامی انسائکلو پیڈیا	سید قاسم محمود	کراچی پاکستان
۸	اقبال سب کے لئے	ڈاکٹر فرمان فتحپوری	دہلی

	ت		
۹	تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ	علامہ اقبالؔ (ترجمہ) نظیر نیازی	دہلی
	ٹ		
۱۰	ٹی وی۔ویڈیو کا شرعی استعمال کتابچہ۔اسلام اور سائنسی ایجادات	محمد یحییٰ انصاری	حیدرآباد
۱۱	ٹی وی۔ویڈیو کا شرعی استعمال کتابچہ	محققِ دوراں فقیہ العصر علامہ مفتی شریف الحق امجدی	حیدرآباد
۱۲	ٹی وی۔ویڈیو کا شرعی استعمال کتابچہ۔	حضرت علامہ جلال الدین حسامی کامل	حیدرآباد
۱۳	ٹی وی۔ویڈیو کا شرعی استعمال کتابچہ۔	مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی (خطیب جامع مسجد گشن باغ	حیدرآباد
۱۴	ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر ایک نئی صبح کا آغاز	مولانا خوشتر نورانی (نبیرۂ رئیس القلم علامہ ارشد القادری)	حیدرآباد
	د		
۱۵	دکن میں اردو	نصیر الدین ہاشمی	نئی دہلی
	ح		
۱۶	حقیقت گلزار صابری	مخدوم زمن شاہ محمد حسن صابری چشتی	دہلی
۱۷	حضرت جنید بغدادی شخصیت اور تصوف	ضیاء الحسن فاروقی	دہلی

	خ		
۱۸	خطباتِ برطانیہ	شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی	دہلی
۱۹	خطبات حیدرآباد	شیخ الاسلام سید محمد مدنی اشرفی جیلانی	نئی دہلی
	س		
۲۰	سیرت غوث اعظم	عالم فقر	دہلی
۲۱	سکینۃ الاولیاء	شہزادہ دارالشکوہ	دہلی
۲۲	سیرت پاک حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز (بندہ نواز)	شبیر حسین چشتی نظامی	دہلی
۲۳	سیرت فخر العارفین	حکیم سکندر شاہ صاحب	دہلی
۲۴	سیرۃ الاولیاء	سید محمد بن مبارک (ترجمہ) ڈاکٹر عبد الطیف	دہلی
۲۵	سیرت خواجہ معین الدین چشتی	وحید احمد مسعود	لاہور
۲۶	سی حرفی شرح ابیات	سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ) پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی	دہلی
	غ		
۲۷	غوث العالم	سید المفسرین مفتی الحاج ابو محامد سید محمد صاحب اشرفی جیلانی	کچھوچھہ شریف
	ک		
۲۸	کتابت نسواں اور عصری تقاضے	رئیس المحققین شیخ الاسلام حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی	

	م		
۲۹	مخدوم اشرف الدین احمد یحییٰ منیری احوال وافکار	سید ضمیر الدین احمد	خدا بخش لائبریری پٹنہ
۳۰	ماہنامہ جام نور دسمبر ۲۰۰۴ء	مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی (چیف قاضی ادارۂ شرعیہ کرناٹک بنگلور)	
۳۱	مراۃ الاسرار	حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہ	دہلی
۳۲	مجدد الف ثانی	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	دہلی
	و		
۳۳	ویڈیو ٹی وی کا شرعی استعمال	ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف اشرفی جیلانی (امیر حلقہ اشرفیہ ومسند نشین سلسلہ اشرفیہ پاکستان)	دہلی
۳۴	ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال۔ تقریظ۔	سید عبدالرحمٰن بخاری (ریسرچ آفیسر قائد اعظم لائبریری جناح باغ لاہور)	دہلی
۳۵	ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال	محمد منشا تابش قصوری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان	دہلی
۳۶	ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال مکتوب گرامی غزالی فرمان (ماہنامہ الاشرفیہ کراچی دسمبر ۱۹۸۶ء)	حضرت علامہ سید سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ	دہلی

www.ashrafitimes.com

Islam and the Quran are common to help us

So Just Raise Your Mobile And

JOIN ASHRAFITODAY

Type And Send TO

567678

OR ELSE

09219592195

(ONLY INDIA)

www.ashrafitimes.com